انی تارک فیکم الثقلین

نور علی نور

رسالۂ روشنی

جلد ثالث سہ ماہی چہارم یعنی بابت ماہ اکتوبر و نومبر و دسمبر

سنہ ۱۸۹۶ء

باہتمام

مرزا عبد التقی قزلباش اڈیٹر

فیض محمدی پریس میں طبع ہوکر

دفتر رسالۂ روشنی چوک لکھنؤ سے شایع ہوا

زیادتی قرآن کے معنی و مراد اور اہلسنت کے اتہام کی تردید

مصنف مخاطب اب بیان سے ارادہ کرتے ہین کہ
کتب شیعہ سے قرآن مین بڑہانیکا مضمون دکہائین اور اُس ارادہ
کو یون ظاہر کرتے ہین کہ "قرآن مین کچہ بڑہا دینے کا احتمال محض
فرضی نہین ہی بلکہ اقوال ائمہ سے یہ خبر ملتی ہی کہ محرفین نے اپنی طرف
سے بہی بڑہایا ہی" لیکن مصنف اپنے ارادہ مین کامیاب نہین
ہوسکتے ہین اور اُنہون نے اُسکے مفہوم کو متغیر کیا ہی۔

کتب شیعہ سے ہر قسم کی احادیث جو مقصود اور معانی قرآن
کے بیان مین آئے ہین اگر اُن سب پر وہ نظر کرتے اور ارادہ
اعتراض کا اپنی طبیعت مین خواہ مخواہ پیدا نہ کرتے اور یہ امر بہی
ذہن نشین رکہتے کہ ہر فرقہ مین احادیث بلفظہ منقول نہین ہوئے
ہین بلکہ بالمعنی سوا اُن چند حدیثون کے جو خاص طور پر باللفظ
ثابت ہوئی ہین تو کسیطرح اُنکو جرأت کسی اعتراض کی نہوتی مگر اُنہون
نے وہ چند حدیثین اعتراض کے لیے منتخب کی ہین کہ جسپر وہ بظاہر

اعتراض کر سکیں چنانچہ وہ دلیل جو متواتر نہیں ہیں اور اخبار آحاد ہیں محض بغرض جھوٹا الزام تحریف قرآن قائم کرنیکے سند لائے ہیں انکا ترجمہ یہ کیا ہی کہ تفسیر صافی میں تفسیر عیاشی سے امام باقر سے منقول ہی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر نہوتا یہ امر کہ بڑھا دیا گیا ہی قرآن میں اور گھٹا یا گیا ہی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر چھپا نرہتا۔

یہ ارشاد امام علیہ السلام کا اُس زمانہ کا ہی کہ خلافت عترت اور اہلبیت رسول سے نکل چکی تھی اور ائمہ اہلبیت اپنے حق خلافت سے محروم کر دیے گئے تھے اور زمانہ خلافت بنی امیہ کا تھا۔

امام علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہی کہ اگر نہوتا یہ امر کہ بڑھایا گیا ہی قرآن میں اور گھٹایا گیا ہی تو ہمارا حق چھپا نرہتا اُسکے معنی یہ ہیں کہ علی مرتضی اور عترت رسول کو جو تعلیم قرآن کی ارشاد رسول سے ہوئی ہی خلاف اُسکے لوگوں نے اپنی رائے اور خواہش سے قرآن کے ایسے معنی بیان کیے جو درحقیقت وہ معنی اُسکے نہیں ہیں جو ایسے معنی کہ اُن لوگوں نے بیان کیے وہ قرآن میں بحیثیت بیان معنی کے بڑھایا گیا اور جو اصلی اور حقیقی معنی قرآن کے تھے اُسکو اُنھوں نے بیان نہیں کیا اور اس اعتبار سے قرآن گھٹایا گیا۔

اس حدیث میں مصنف نے لفظ زیادتی کا ترجمہ بڑھا

کا کیا ہی وہ ٹھیک نہین ہی بلکہ اُسکے معنی صاحب آہنگ اور قصد کے ہین اور جب اختلاف کو طوالت ہو جاتی ہی تو بولا جاتا ہی کہ فلان نے فلان پر حجت کی۔

مصنف مخاطب نے یہ اخیر فقرہ بہی اُس حدیث کا چھوڑ دیا ہی کہ "ولو قد قام قائمنا فنطق صدقہ القرأن" ترجمہ۔ اور اگر کبہی قائم ہو گا قائم ہمارا اور بات کریگا تصدیق کریگا اُسکی قرآن"

اس پوری حدیث کا ترجمہ یہ ہی کہ "فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر نہوتا یہ امر کہ بڑہایا جاتا کتاب اللہ مین اور کم کیا جاتا نہ چھپارہتا حق ہمارا او پر صاحب حجت کے (اختلاف کو طول نہوتا) اور اگر کبہی قائم ہو گا قائم ہمارا اور بات کریگا تصدیق کریگا اُسکی قرآن

اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین ہی جسکا یہ مقصود لیا جا سکے کہ قرآن موجودہ مین لفظا کچہہ بڑہایا گیا ہی یا کچہہ کم کیا گیا ہی بلکہ جس بلاغت سے امام علیہ السلام کا ارشاد منقول ہی اُسی اعتبار سے دیکہا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہو جاتا ہی کہ کتاب اللہ مین جو زیادتی اور کمی کا بیان ہی وہ معنی اور مقصود سے علاقہ رکہتا ہی اور جسکی مراد یہ ہوتی ہی کہ قرآن موجودہ کے معنی اور مقصود مین زیادتی کی جاتی ہی اُس معنی اور مقصود سے جو پیغمبر نے بتائے اور جنکو علی مرتضیٰ نے

لکھ لیا تھا اور اُنہی نے مجتمعہ قرآن مین شامل کیا تھا اور جو معنی اور مقصود پیغمبرؐ نے فرمائے تھے اور علی مرتضی کو بتلائے تھے اور جو اُن کے قرآن مجتمعہ مین موجود تھے اُسکی کمی جاتی ہی اگر ایسا نہوتا تو ہمارا حق کسی حجت کرنیوالے پر پوشیدہ نرہتا اور محاورۂ عرب مین حجت کا لفظ اُسی وقت بولتے ہین کہ جب اختلاف کو طول ہو جائے اور ایک دوسرے کو حجت سے قائل کر دے جس سے امام علیہ السلام کی غرض یہ ہی کہ اُس زیادتی اور کمی سے جو طوالت اختلاف کو ہوگئی ہی اگر وہ زیادتی اور کمی نہوتی تو وہ کتاب اللہ جسمین تفسیر پیغمبرؐ ہی تھی ہمارے حق کے لیے حجت قاطع تھی۔

اور امام کا یہ ارشاد کہ "وہ اگر کبھی قائم ہوگا قائم ہمارا اور سخن کریگا تصدیق کریگا اُسکی قرآن" اسی پر دلالت کرتا ہی کہ کتاب اللہ مین زیادتی اور کمی معنًا ہی اور جو اُسکے معنی مین اختلاف ہوگیا ہی اُس اختلاف کو وہ رفع کر دیگا اس حیثیت سے کہ قرآن اُس قائم کے نطق کی تصدیق کریگا یعنی اُسکا نطق مطابق قرآن کے ہوگا اُسی معنی مین اور اُسی حیثیت سے جو پیغمبرؐ نے فرمائے اور بتلائے تھے اور جسکو علی مرتضیٰؑ نے جمع کیا تھا اور جو علی مرتضی سے اور ائمہ اہلبیتؑ سے شیعون نے لیا ہی۔

اس حدیث مین قائم ہونے سے مراد یہ ہی کہ جب ہم ائمہ مین سے
کسی کے ہاتہہ مین یا ائمہ کے کسی متبع کے جبکہ بذاتہ کوئی امام موجود یا حاضر
نہو خلافت فی الارض اور سیاست مدن آجائیگی اُسوقت قرآن
موجودہ کے مقاصد اور معنی کی زیادتی جو کی جاتی ہی اُسکے اصلی معنی اور
مقاصد سے اور جو کمی کی جاتی ہی اُسکے اصلی مقاصد سے وہ کچہہ باقی نہ
رہیگا اور اُس کمی اور زیادتی سے جو اختلاف ہی وہ رفع ہوجائیگا۔

چنانچہ زمانہ ائمہ کی موجودگی مین تو ایسا وقت نہین آیا لیکن اُنکی
غیبت مین جبکہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے غائب ہوگئے تو اُنکے متبعین کے
لئیے ضرور ایسا وقت آیا جنکی سلطنت اور بادشاہت کا ذکر زمانہ
کی تاریخ مین موجود ہی اور جن مین خود نسل ائمہ متمکن اُس خلافت اور
سلطنت پر ہوئی ہی۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونیکے بعد اہل نظر جان سکتے ہین کہ
اس حدیث پر استدلال مصنف مخاطب کا کیسا غلط ہی۔

پہر مصنف مخاطب تفسیر صافی مین احتجاج طبرسی سے جو ایک
طویل روایت منقول ہوئی ہی اُسکا ذکر کرکے اُسکے بعض مقامات کو
سند لاکر اعتراض کرتے ہین۔

یہ روایت وہی روایت ہی کہ ایک زندیق نے علی مرتضیٰ سے

قرآن کے متعلق چند سوالات کیے تھے ہم مناسب جانتے ہیں کہ اُس روایت کو پورا ترجمہ کردیں جسکے بعض بعض مقام کو مصنف معترض نے انتخاب کیا ہی اور درمیان ترجمہ کے مختصر تشریح مراد کی خطوط ہلالی میں کردیں تاکہ استدلال اور اعتراض مصنف مخاطب کی حقیقت ظاہر ہو جاے۔

خدمت علی مرتضی میں ایک زندیق آیا جو چند آیات قرآنی سے کہ جو متشابہ اور محتاج تاویل تھیں استدلال کرتا تھا اُسکے سوال میں یہ امر بھی تھا کہ "میں پاتا ہون کہ خداوند عالم نے لغزشیں اپنے انبیا کی مشہور کیں جیساکہ فرماتا ہی "وعصی آدم ربہ فغوی" ترجمہ "اور نافرمانی کی آدم نے پروردگار اپنے کی اور بہک گیا" اور حضرت نوح کی تکذیب جب اُنھوں نے یہ کہا تھا "ان ابنی من اھلی" ترجمہ "تحقیق کہ بیٹا میرا میرے اہل سے ہی" اپنے قول سے کی ہی "انہ لیس من اھلک" ترجمہ "تحقیق کہ وہ تیرے اہل سے نہیں ہی" اور حضرت ابراہیم کی یون صفت بیان کی ہی کہ "اُنھون نے ایک مرتبہ ستارہ کی ایک مرتبہ چاند کی ایک مرتبہ آفتاب کی پرستش کی" اور حضرت یوسف کے باب میں فرمایا ہی "ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رأی برھان ربہ" ترجمہ

اور قصد کیا اُس (زلیخا) نے ساتھ اُس (یوسف) کے اگر نہ دیکھتا
وہ دلیل پروردگار اپنے کی" اور حضرت موسی کی تہجین (فرمائی)
کی ہی اسطرح کہ کہا موسی نے "رب ارنی انظر الیک" ترجمہ
پروردگار میرے دکھا دے مجکو کہ نظر کرون مین تیری طرف" فرمایا
خدا نے "لن ترانی" ترجمہ " ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو مجکو" اور حضرت
داؤد کے پاس جبرئیل و میکائیل کو بھیجا کہ وہ محراب کو پہاندکر اُن تک
پہونچے الی آخر القصہ۔ اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین حبس کیا
جبکہ وہ حالت غضب مین گنہگار ہوکر چلے گئے تہے۔ اور حقتعالی
نے خطاے انبیا کو اور اُنکی لغزشونکو توظاہر کیا اور وہ لوگ کہ جو
ریب خوردہ ہوے اور خلق خدا کو فتنہ مین ڈالا اور خود گمراہ ہوے
اور اونکو گمراہ کیا اُنکے اسما سے کنایہ کیا جیسا کہ فرماتا ہے "ویوم
یعض الظالم علی یدیہ و یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول
سبیلا" ترجمہ " اور وہ دن کہ جبدن ظالم اپنے دونون ہاتھونکو
کاٹیگا اور کہیگا ای کاش مین نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی"
" لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا" ترجمہ " کاش مین نہ بناتا فلان شخص
کو دوست" " لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی" ترجمہ۔
تحقیق کہ گمراہ کردیا اُسی شخص نے مجکو ذکر سے بعد اسکے کہ آیا وہ ذکر

مجھہ تک" پس یہ کونسا ظالم ہی کہ جسکا نام خدا نے ذکر نہ کیا اور انبیائ
کے نام ذکر کر دیے - پھر زندیق نے کہا کہ مین پاتا ہون خداوند
عالم کو کہ اُسنے بیان کیا فضیلت کو اپنے نبی کی تمام انبیا پر پھر ثنائے
ثنا مین اپنی کتاب مین تحقیر سے بہی خطاب کیا ہی جس سے اُنکا رتبہ
پست معلوم ہوتا ہی اور اُنکی تہجین اور سرزنش کی ہی اسطرح سے کہ کسی
نبی سے اُسطرح خطاب نہین کیا جیسے کہ فرماتا ہی " ولوشاء الله
لجمعهم علی الهدیٰ فلا تکونن من الجاهلین " ترجمہ " اور اگر
چاہتا خداوند عالم تو ہر آئینہ جمع کرتا اُن سب کو ہدایت پر پس نہو
تو جاہلون سے " اور قول اُسکا " ولولا ان ثبتناك لقد كدت
تركن اليهم شيئاً قليلا اذا لاذقناك ضعف الحيوٰة و
ضعف الممات ثم لا تجد لك علينا نصيرا " ترجمہ " اگر
نہوتا یہ امر کہ ہمنے ثابت رکہا تجہے ہر آئینہ قریب تہا کہ میلان کرے
تو طرف اُنکے تہوڑا سا اُسوقت ہر آئینہ چکہاتے ہم تجہے دوچند حیات
کی اور دوچند ممات کی پہر نہ پاتا تو اپنے لیے ہمارے اوپر کوئی
مددگار " اور قول اُسکا " وتخفی فی نفسك ما الله مبديه و
تخشی الناس والله احق ان تخشٰه " ترجمہ " اور چہپاتا ہو تو
اپنے نفس مین اُس چیز کو جسکو خدا ظاہر کرنیوالا ہی اور ڈرتا ہی تو آدمیون

سے اور اسد احق ہے اس بات کے ساتھہ کہ ڈرے تو اُس سے" اور
قول اُسکا "وما ادری ما یفعل بی ولا بکم" ترجمہ "نہین جانتا
مین کہ کیا کیا جائیگا میرے ساتھہ اور تمہارے ساتھہ" اور فرماتا ہے
کہ "وما فرطنا فی الکتاب من شئ" ترجمہ "اور نہین کم کیا ہم
نے کتاب مین کچھہ" "وکل شئ احصیناہ فی امام مبین" ترجمہ
"اور ہر چیز گھیر دی ہے ہمنے امام مبین مین" پس جبکہ اشیاء امام مین جمع
کی گئین اور وہ وصی نبی ہین پس نبی اولی ہے یہ کہ بعید ہو اُس صفت
سے جو اُنکے باب مین کہی ہے "وما ادری ما یفعل بی ولا بکم"
ترجمہ "اور نہین جانتا مین کہ کیا کیا جائیگا میرے ساتھہ اور تمہارے
ساتھہ" اور اُس زندیق نے اپنے تمام سوال مین یہ بھی کہا کہ مین
پاتا ہون خدا کو کہ وہ کہتا ہے "فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ
فانکحوا ما طاب لکم من النساء" ترجمہ "پس اگر ڈرو تم اس امر سے
کہ نہ انصاف کرسکوگے یتیمون کے باب مین پس نکاح کرو اُن عورتون
سے کہ جو پاکیزہ ہون تمہارے لیے" اور انصاف کو یتیمون مین
نکاح نسوان سے کچھہ مشابہت نہین اور نہ جتنی عورتین ہین وہ
سب یتیم ہین پس اسکے کیا معنی ہین؟—
پس فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے "لیکن لغزشین انبیا

کی اور جو کچھ کہ خدا نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہی اور کنایہ کا واقع
ہونا اُن لوگونکے ناموں سے جنھوں نے قطع برید کی بڑھکر اُس سے کہ جسکی
خبر انبیا کی بابت دی گئی ہی اور جنکے ظلم پر کتاب خدا شاہد ہی پس یہ امر
واضح تر دلائل سے ہی اور پر حکمت باہرہ اور قدرت قاہرہ اور عزت
ظاہرہُ خدا کے اسلیے کہ خدا نے جانا اس امر کو کہ برہان انبیا کے اُنکی
امت کے دلونمین بہت بڑے معلوم ہونگے اور بعض اُنمین سے
ایسے ہونگے کہ جو بعضے انبیا کو خدا قرار دینگے جیسے کہ نصاری نے ابن
مریم کو خدا قرار دیا پس خدا نے اُن لغزشونکا بیان اسلیے کیا تاکہ دلالت
ہو اور پر تخلف اُنکے کمال سے ایسا کمال کہ جسکے ساتھ خدا متفرد
ہی کیا تو نے نہین سنا قول خدا صفت ذات عیسی مین جو اُنکے اور
اُنکی مان کے باب مین فرمایا "کانا یا کلان الطعام" ترجمہ "
تھے وہ دونون کھاتے تھے وہ دونون کھانا" مراد یہ ہی کہ جو کوئی
طعام کھائیگا اُسکے لیے سفل ضرور ہوگا اور جسکے لیے سفل ہوگا وہ
بعید ہی اُس مرتبہ سے جسکا نصاری ابن مریم کے لیے دعوی کرتے
ہین اور (اُس امر مین) نہین کنایہ کیا اسلیے انبیا سے اندوے تحقیر
اور لغزش کے (ای بزرگ قرار دینا اپنے آپ کو اور تنگ دل کو چاک قرار
دینا انبیا کو) بلکہ اہل بصیرت کے بتانیکے لیے تحقیق کہ کنایۃ خطا کار لوگو

کے ناموں سے جو منافقین سے تہے قرآن مین یہ فعل حقتعالی کا نہین ہی بلکہ
یہ فعل تغیر اور تبدیل کرنیوالونکا ہی جنہونے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور
دنیا کو دین کے عوض مین اختیار کیا (علی مرتضیٰ نے خطاکار لوگون کو
منافقین سے ظاہر کیے جو یہ فرمایا ہی کہ اُنکا نام قرآن مین کنایہ سے ہی
جس سے مراد یہ ہی کہ بتصریح نام اُنکا قرآن مین لیا نہین گیا اور اُسکو فعل خدائے
تعالی نہین بتایا بلکہ یہ فعل تغیر اور تبدیل کرنیوالونکا جتایا ہی) یہ ارشاد علی مرتضیٰ
کا مطابق اُس حدیث کے ہی جو ترمذی کے باب القدر مین اور مشکوٰۃ
کے باب التقدیر مین مندرج ہی اور جسکو خود مصنف مخاطب نے اپنی
تفسیر اکسیر اعظم مین لیا ہی اور جسکا ذکر ہم پہلے بھی کر آئے ہین [1]۔

وہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر سے ہی اور جسمین یہ بیان ہی
کہ وے ایک روز رسول اللہ ہمپر نکلے اور اُنکے ہاتھ مین دو کتابین تہین
پس فرمایا آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہین یہ دو کتابین پس کہا ہم لوگونے
نہین ای رسول اللہ مگر یہ کہ خبر دین آپ ہمکو پس فرمایا کہ جو میرے
داہنے ہاتھ مین ہی یہ کتاب ہی رب العالمین کیطرف سے بیچ اُسکے ہین
نام اہل جنت کے اور نام اُنکے آبا کے اور اُنکے قبیلے کے اور اخیر
پر جمع کیے ہوے ہین پس نہ زیادہ ہوگا اُسمین کوئی اور نہ کم ہوگا

[1] جلد ہذا ص ۱۶۲ و تفسیر اکسیر اعظم معترض مخاطب جلد اول ص ۶۳۔

اُس سے کبھی پھر فرمایا جو میرے بائین ہاتھ مین ہی یہ کتاب ہی رب العالمین
کیطرفسے اُسمین نام اہل دوزخ کے ہین اور اُنکے آبا کے اور اُنکے قبیلہ
کے پھر جمع کیے ہوے ہین اخیر پر پس نہ زیادہ ہوگا اُسمین کوئی اور
نہ کم ہوگا اُس سے کبھی پس کہا اصحاب آنحضرت صلعم نے کسواسطے
عمل کرنا ہی اے رسول اللہ اگر ہی یہ امر کہ تحقیق فراغت کی گئی اس سے
پس فرمایا کہ مضبوطی کرو عمل نیک کر نیکی اور نزدیکی ڈھونڈھو ہواسطے
کہ تحقیق صاحب جنت کا خاتمہ ہوتا ہی ساتھ عمل اہل جنت کے اگرچہ
وہ کچھ ہی عمل کرے اور تحقیق کہ صاحب دوزخ کا خاتمہ ہوتا ہی ساتھ عمل
اہل دوزخ کے اگرچہ وہ کچھ ہی عمل کرے۔ پھر فرمایا (عمل کیا) رسول صلعم
نے ساتھ دونون ہاتھون اپنے کے اور پٹکدیا (ڈالدیا) اُن دونونکو
پھر پیغمبرؐ نے فرمایا کہ پروردگار تمہارا فارغ ہوچکا بندونسے ایک فریق جنت
مین ہی اور ایک فریق دوزخ مین"

(علماے اہلسنت نے یہ بحث کی ہی کہ پیغمبرؐ نے اپنے دونون
ہاتھونکو پٹکدیا یا اُن دونون کتابونکو۔ وہ دونون کتابین پیغمبرؐ کے
دونون ہاتھونمین تھین اور جیسے وہ دونون کتابین مقدس تھین ویسے
ہی پیغمبرؐ کے دونون ہاتھ اور چونکہ وہ دونون کتابین پیغمبرؐ کے ہاتھون
مین تھین اگر پٹکدینا پیغمبرؐ کے دونون ہاتھونکا سمجھا جائیگا تو پٹکدیا جا

اُن دونون کتابونکا بہی لازم آئیگا اور اگر پہینکدینا اُن دونون کتابونکا
سمجہا جائیگا تو پہینکدیا جانا پیغمبرؐ کے دونون ہاتہونکا بہی لازم آئیگا)

اس حدیث صحیح سے ظاہر ہی کہ رب العالمین نے خطا کار
اور منافقین کے نام کہ جو قابل دخول نار تہے بتا دیے تہے کہ جو ایک
کتاب مین پیغمبرؐ کے پاس لکہے ہوے تہے اور اُس کتابکو پیغمبرؐ نے
صحابہ کے سامنے ڈالدیا تہا تاکہ صحابہ اُسکو لین اور دیکہین اور یاد کرین
اور جس سے مقصود یہ ہی کہ پیغمبرؐ نے اپنے اس عمل کو منجملہ کار تبلیغ رسالت
کے قرار دیا تہا اور یہ کتاب جسمین نام اہل جنت اور اہل نار کے تہے
علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت کے پاس موجود تہی جسکو ہم پہلے دکہا آئے
پس علی مرتضی نے جو اُن لوگونکے نام نہ ظاہر کرنیکی نسبت فرمایا ہی
کہ وہ فعل خدا کا نہین ہی تو کون امر اسمین غلط ہی اور وہ نام بتلاے
ہوے رب العالمین کے اور کتاب مین لکہے ہوے پاس پیغمبرؐ کے
اور اُس کتاب پیش کی ہوئی روبرو صحابہ کے اور پہونچائی ہوئی اور بیت
کے قرآن موجودہ مین نہین ہین حالانکہ بطور تفسیر کے اُنکا ہونا ضروری
تہا مگر قرآن موجودہ کے جمع کرنیوالونے جو اُن نامونکو داخل قرآن
موجودہ نہین کیا بلکہ اُس کتاب کو نہین لیا تو اُسکی نسبت یہ ارشاد
علی مرتضی کا بالکل صحیح ہی کہ یہ فعل تغیر اور تبدیل کرنیوالونکا ہی جنہونے

قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور دنیا کو دین کے عوض مین اختیار کیا۔ اور جسکے لیے قرآن موجودہ سے سند لاتے ہین وہ اور خدا نے تغیر دینے والونکے قصہ بہی بیان کردیے ہین اپنے اس قول سے۔

؎ الذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا ؎	ترجمہ وہ جو لوگ ایسے ہین کہ لکہتے ہین کتاب کو اپنے ہاتہونسے پہر کہتے ہین کہ یہ خدا کیطرفسے ہی تاکہ

مول لین ساتہہ اُسکے قیمت قلیل ؎

(مراد یہ ہی کہ وقت ترتیب اور جمع کرنے قرآن کے لوگونے آیات قرآنی کو اولٹ پلٹ کردیا اور جو آیت جہان کی تہی وہان اُسکو نہین رکہا جس سے قرآن موجودہ کے معنی آیات تبدیل اور متغیر ہوے جاتے ہین اور مضمون آیات کا بیربط اور خبط ہوگیا ہی جسکی مثال بحث آیت ان خفتم اللہ تقسطوا اور فانکحوا ماطاب لکم مین ملیگی۔ اور ایسی تقدیم و تاخیر کا بیان تفسیر ابن عباس مین بہی موجود ہی قرآن موجودہ مین آیت اسطرح ہی۔

؎ واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ	ترجمہ وہ اور جسوقت ہمنے کہا تجکو کہ بیشک تیرے پروردگار نے گہیر لیا ہی آدمیونکو اور ہمنے نہین

الملعونۃ فی القراٰن ونخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا؎	لیا خواب کو جو دکھایا تجکو مگر آزمائش لوگونکے لیے اور درخت لعنت کیا

گیا ہی قرآن مین اور ہم انکو ڈراتے ہین تو نہین زیادہ کرتا انکو مگر سرکشی بہت بڑی؎

تفسیر ابن عباس مین اُس تقدیم و تاخیر کو اسطرح بیان کیا ہی۔

اذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس و ماجعلنا الرؤیا التی ارینٰک والشجرۃ الملعونۃ فی القراٰن الا فتنۃ للناس و نخوفہم فلا یزیدہم الا طغیانا کبیرا؎	ترجمہ؎ اور جس وقت ہمنے کہا تجکو کہ بیشک تیرے پروردگار نے گھیر لیا ہی آدمیونکو اور ہمنے نہین کیا خواب کو جو دکھایا تجکو اور درخت لعنت کیا گیا بیچ قرآن کے مگر آزمائش لوگون کے لیے اور ہم انکو ڈراتے ہین تو

نہین زیادہ کرتا انکو مگر سرکشی بہت بڑی؎

جس سے ظاہر ہی کہ معنی اور مراد آیت مین اولٹ پلٹ کرنی عبارت قرآن سے کسقدر انقلاب پیدا ہو گیا ہی اور ایسی اولٹ پلٹ کی ہوئی اور جہان کی تہان لکھی ہوئی آیات کو جنکی مراد متغیر اور متبدل ہو گئی اور جنکا مضمون بیربط اور خبط ہو گیا ہی انکو اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خدا کیطرف سے ہی حالانکہ اُس نوعیت سے

وہ خدا کی طرف سے نہیں ہی)

اور اس قول سے کہ "ان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب"

ترجمہ "تحقیق کہ ان میں سے ہر آئینہ ایسا فریق ہی جو پھیرتے ہین اپنی زبانون کو ساتہہ کتاب کے" (دیکھو اسی آیت مین تحریف معنوی سے صریح مراد ہی)

اور اس قول سے کہ "اذ یبیتون ما لا یرضی من القول"

ترجمہ "جو وقت کہ شب مین کہتے ہین وہ بات کہ جو پسندیدہ خدا نہین ہی" بعد فقد رسول کے اور وہ ایسی بات تہی کہ جس سے اپنے باطل کی کجی کو درست کرنا چاہتے تہے۔ (اس ارشاد سے صاف ظاہر ہی کہ لوگ معنی اور مراد بدلتے تہے جیسے کہ یہود اور نصاری مین بعد فقد حضرت موسی اور عیسی کے تغیرات توریت اور انجیل مین کیے گئے اور کلمات کو انکے مواضع سے تحریف کر دیا آیت یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مقام پر مفسرین اہل سنت تحریف کے معنی تاویل کے لیکر تبدیل معنی اور مراد کے قائل ہوے ہین وہی معنی تحریف کے اس مقام پر ارشاد علی مرتضی مین ہین کہ جو درحقیقت علماے اہلسنت نے علی مرتضی ہی سے وہ معنی سیکہے ہین۔)

اور اس قول سے "یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہم

ویابی اللہ الا ان یتم نورہ" ترجمہ "چاہتے ہین کہ بجھا دین نور خدا کو
اپنے دہنون سے اور خدا انکار کرتا ہی مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنا" یعنی تحقیق
اُن لوگون نے کتاب خدا مین ثابت کر دیا اُس چیز کو جسکو کہ اُسنے نہ کہا تھا۔
(اسی خدا اُس چیز کا قائل نتھا) تاکہ خلق خدا پر تلبیس واقع ہو جاے پس خدا
نے اُنکے قلوب کو نابینا کر دیا یہانتک کہ چھوڑا انہون نے اُسی کتاب مین
اُس چیز کو کہ جسنے دلالت کی اُنکے احداث اور تحریف پر (یعنی نئے معنی
پیدا کرنے پر اور غلط تاویل کرنے پر) اور بیان کیا اُنکی تہمت اور تلبیس
کو اور چھپانیکو اُس چیز کے کہ جانتے تھے اُسکو اُسی کتاب سے ۔ اور
اسی لیے فرمایا ہی اُنکے لیے "لما تلبسون الحق بالباطل وتکتمون
الحق" ترجمہ "کیون ملاتے ہو حق کو ساتھ باطل کے اور چھپاتے
ہو حق کو" اور خدا نے اُنکی مثال بیان کی ہی ساتھ اس قول اپنے کے
"فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض"
ترجمہ "لیکن کف پس بیکار ہوجاتا ہی اور لیکن وہ چیز جو نفع دیتی ہی
آدمیونکو پس ٹھہرتی ہی زمین مین" پس جبکہ اس مقام پر کلام ہی اُن ملحدین
کا جنہون نے اُس کلام کو قرآن مین ثابت کر دیا پس وہ کلام مضمحل ہو جاتا ہی
اور باطل ہوجاتا ہی اور پراگندہ ہو جاتا ہی نزدیک تامل کے اور جو چیز کہ
نافع ہی آدمیونکو اُسی قرآن سے پس تنزیل حقیقی ہی (تنزیل اصلی معنی

مین) کہ جسکے آگے سے اور پیچھے سے باطل نہین آسکتا اور قلوب اُسکو قبول کرتے
ہین۔ اور نہین سے مراد اس مقام پر محل علم اور قرار علم ہی اور نہین ہی جائز سا تہہ
عموم تقیہ (رباز) کے تصریح کرنا ناموںکی اُن لوگونکے کہ جنہوننے تبدیل کیا اور
نہین (جائز ہی) زیادہ کرنا بیچ آیات اُسکی کے (اسی بیچ معنی آیات اُسکی
کے) اُس مقدار پر کہ جسکو اُنہوننے از روے خود ثابت کیا ہی کتاب مین۔
اس لیے کہ اُسمین تقویت ہوگی حجج اہل تعطیل ورکفر کی اور اُن ملتونکی کہ جو
ہمارے قبلہ سے منحرف ہین۔ اور باطل ہوجائیگا یہ علم ظاہر جسکے واسطے تحقیق
فروتنی کی موافق اور مخالف نے بسبب وقوع اصلاح کے اُنکے قبول حکم پر
اور اُنکی خوشنودی پر۔ اور اسواسطے کہ اہل باطل زمانہ قدیم اور جدید مین اکثر ہین
از روے شمار کے اہل حق سے اور اسواسطے کہ صبر کرنا اوپر ولیان امر کے فرض
ہی بدلیل قول خداے عزوجل کے کہ جو اُسنے اپنے نبیؐ کے لیے فرمایا۔
"فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل" ترجمہ "پس صبر کر تو جیسے
کہ صبر کیا اولوالعزم نے رسولونمین سے" اور مثل اُسکے ہی ایجاب اُسکا
اوپر اولیا اُسکے کے اور اہل طاعت اُسکے کے بدلیل قول خداے کے "
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" ترجمہ "ہر آئینہ تحقیق کہ
واسطے تمہارے رسول اللہ کے برابری (پیروی) نیک ہی۔ (پس فرمایا
علی مرتضیؑ نے زندیق سے کہ) کافی ہی تیرے لیے جواب سے اس جگہ

پر جسقدر کہ سنا تو نے اور تحقیق کہ شریعت تقیہ (رداز) کے خطرہ مین ڈالتی ہے
تصریح کرنا اس سے زیادہ کے ساتھہ۔ پہر فرمایا امام علیہ السلام نے یہ جو تو نے
ذکر کیا خطاب کا کہ جو دلالت کرتا ہی تہجین (فرومایگی) نبی اور اُنکی تحقیر اور سرزنش
پر باوصف اسکے کہ خدا نے اُنکی تفضیل کو تمام انبیا پر اپنی کتاب مین ظاہر
کیا ہی۔ پس تحقیق کہ خدا نے ہر نبی کا ایک دشمن مشرکین سے قرار دیا ہی
جیسا کہ اپنی کتاب مین فرمایا ہی رده آیت یہ ہی۔ سورہ فرقان "وکذلك
جعلنا لكل نبی عدوا من المجرمین" ترجمہ "اور اسیطرح گردانا ہم
نے واسطے ہر نبی کے دشمن گناہگاروں سے" لفظ مجرمین جو خدا نے
فرمایا ہی اُسمین ہر قسم کے گناہگار شامل ہین مگر شرک گناہ عظیم ہی اور
جسقدر جلالت منزلت تہی ہمارے نبی کی اُنکے پروردگار کے نزدیک
اُسیقدر زیادہ ہوئی محنت اُنکی اُنکے دشمن کے سبب سے کہ جس دشمن
کی حالت مخالفت اور نفاق سے ہر ایک اذیت او مشقت اُن جنابکو
پہونچائی اسلیے وہ دشمن حضرت کی نبوت کو دفع کرتا تہا اور اُن جناب کی
تکذیب کرتا تہا اور اُنکی ناخوشی کی باتونمین کوشش کرتا تہا اور جس چیز کو وہ
محکم کرتے تہے وہ اُسکو توڑنیکا قصد کرتا تہا اور کوشش کرتا تہا وہ اور وہ
لوگ کہ جو اُسکے کفر و عناد اور نفاق و الحاد مین میل کرتے تہے اُنکے
دعوی کے باطل کرنیمین اور اُنکی ملت کے بدلدینے مین اور اُنکی سنت کی

مخالفت کرینمین اور وہ اپنے تمامی کید مین کوئی چیز نہین دیکھتا تھا بلیغ تراس
سے کہ وہ نفرت دلائے لوگونکو اُنکے وصی کی دوستی سے اور اُنکو متوحش کردیوے
اور منحرف اسے اُنکو پھیر دیتا تھا اور اُنکی عداوت کی تحریص کرتا تھا اور وہ کتاب
کہ جسکو حضرت لائے تھے اُسکے تغیر کا قصد کرتا تھا اور اس امر کا قصد کرتا تھا
کہ جو اُس کتاب مین فضل اہل فضل کا اور کفر اہل کفر کا ہی وہ اُس کتاب سے
ساقط کردے (از روے معنی کے یا از روے تفسیر پیغمبری کے) اور جس
کسی نے کہ موافقت کی تھی اُسکی اُسکے ظلم اور بغاوت اور شرک مین اور
ہر آئینہ خدا اُنکی ان باتونکو جانتا تھا پس فرماتا ہی "ان الذین یلحدون
فی آیاتنا لا یخفون علینا" ترجمہ "بتحقیق وہ لوگ کہ جو الحاد کرتے ہین
ہماری آیات مین وہ ہمپر مخفی نہین رہتے" (اس آیت مین بھی اشارہ
تبدیل معنی کیطرف ہی) اور یہ بھی فرماتا ہی " یریدون ان یبدلوا کلام
اللہ" ترجمہ "چاہتے ہین کہ بدلدین کلام اللہ کو" (تبدیل سے مراد یہی
ہی کہ کلام کے معنی کچھہ سے کچھہ کردین) اور بتحقیق کہ حاضر کی گئی اُنکے پاس
کتاب درحالیکہ وہ کامل تھی اور مشتمل تھی تاویل اور تنزیل اور محکم اور متشابہ
اور ناسخ اور منسوخ پر اُسمین سے کوئی حرف ساقط نہین ہوا نہ الف نہ لام
(اس کتاب سے وہی کتاب مراد ہی کہ جو علی مرتضی نے جمع کر کے پیش
کی تھی اور جسکا مفصل ذکر پہلے ہوچکا ہی) پس جب وہ واقف ہوے اس

امر یہ کہ خدا نے اسماے اہل حق اور باطل کو بیان کیا ہی یہ مطلق وہ روایت
معتمد کتب اہلسنت کی ہی جسکو ہمنے ابہی نقل کیا ہی کہ پیغمبر ؐ نے دو کتابین
رب العالمین کیطرف سے پیش کین جسمین اسماء اہل جنت اور نار کے تہے[سله]
اور یہ کہا اگر ظاہر ہوگا یہ تو جو کچہہ کہ انہوننے باندہا ہی وہ ٹوٹ جائیگا کہا انہوننے
کہ ہمین اس کتاب کی کچہہ حاجت نہین ہی ہمارے پاس جو کچہہ موجود ہی آسکی
وجہ سے ہم اس سے مستغنی ہین اور اسی واسطے کہا ہی خداوند عالم نے
فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون
ترجمہ پس پہینکدیا انہوننے اسکو پس پشت اپنے اور مول لی بعوض اسکے
قیمت قلیل پس کیا بری چیز ہی وہ جسے وہ مول لیتے ہین پہر انکو پیش آیا
اضطرار بسبب ورود ایسے مسائل کے جنکی تاویل وہ نہ جانتے تہے طرف
جمع اسکی کے اور تالیف اسکی کے اور تضمین اسکی کے از روے خود جس سے
قائم ہون ستون انکے کفر کے پس پکارا منادی انکا جس کسی کے پاس کچہہ
قرآن سے ہو ہمارے پاس لے آئے (یہ مطابق ہی اس روایت کے جو
تفسیر اتقان جزو اول صفحہ ۶۰ مین ہی کہ پیش آئے عمر اور انہوننے کہا کہ جس
کسی نے کچہہ سیکہا ہو پیغمبر ؐ سے قرآن سے بس لے آئے) اور انہون نے
تالیف اور نظم قرآن کو بعض ایسے لوگونکے سپرد کیا کہ جو دشمنی اولیا خدا ہین

سله دیکہو جلد ہذا صفحہ ۴۴۳۔

اُنکے موافق تھے پس اُنہین بعض نے تالیف کیا قرآن کو بنا بر اُنکے اختیار کے (یعنی تفسیر پیغمبری کو چھوڑ دیا) اور تامل دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ اُنکی تمیز مختل تھی اور اس امر پر کہ وہ اُنہوننے افترا کیا۔ قرآنسے اسقدر باقی رہا کہ جسکو وہ سمجھے کہ یہ اُنکے حق مین نافع ہی حالانکہ وہی اُنکے لیے مضر ہی اور اُسمین وہ چیزین زائد کردین (غلط معنی اور مراد ظاہر کردی) جسکی بدنمائی اور نفرت ظاہر ہی اور خداوند عالم جانتا تہا کہ یہ بات ظاہر ہوگی اسی سے اُسنے فرمایا ہی " ذلك مبلغهم من العلم " ترجمہ " یہ مقدار ہی اُنکے علم کی " اور کھل گیا اہل بصیرت پر اُنکا عیب اور اُنکا افترا ایسا کہ جو اُنسے کتاب مین ظاہر ہوا تحقیر نبی صلعم سے کہ وہ قرات کی ملحدین سے ہی اور اسیواسطے حقتعالی اُسنے فرمایا ہی " یقولون منکرا من القول وزورا " ترجمہ " کہتے ہین بُری بات اور کذب " اور ذکر کرتا ہی وہ کہ بزرگتر ہی ذکر اُسکا واسطے نبی اپنے کے اُس چیز کا کہ جو اُنکا دشمن اُسکی کتاب مین بعد اُنکے حادث کریگا (وہ خدا ذکر کرتا ہی) اپنے اس قول سے " وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته " ترجمہ " اور نہین بہیجا ہمنے پہلے تجہسے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جسوقت کہ آرزو کی اُسنے ڈالدیا شیطان نے بیچ آرزو اُسکی کے پس نسخ کرتا ہی اللہ جو کچہہ کہ ڈالتا ہی شیطان پھر محکم کرتا ہی اللہ آیات اپنے کو "

(یہ وہی مقام ہی کہ جسکا ذکر ہمنے بحث نسخ مین لکھا ہی[۱] اور اس آیت سے ظاہر ہی کہ شیطان تلاوت نبی مین کچہ کا کچہ کر دیتا ہی جس سے یہ مراد ہی کہ لوگ براہ شیطنت کچہ کی کچہ تاویل کرتے ہین چنانچہ علی مرتضی فرماتے ہین)
یعنی تحقیق بات یہ ہی کہ کوئی نبی ایسا نہین کہ جسنے آرزو کی ہو جدائی کی اُس حالت سے کہ جسکو دیکھتا ہی وہ اپنی قوم کے نفاق اور اُنکی نافرمانی سے اور منتقل ہو جانا اُنسے طرف دار اقامت کے مگر شیطان کہ جو اُنکی عداوت سے پیش آتا ہی وقت گم ہونے اُس نبی ؑ کے ڈالدیتا ہی کتاب مین جسکو اُسکے پروردگار نے اُسپر نازل کیا ہی مذمت اُس نبی کی اور قدح اُسمین اور طعن اُس نبی ؑ پر پس خدا اُسکو قلوب مومنین سے نسخ کر دیتا ہی پس اُسکو کوئی قبول نہین کرتا ہی اور نہ التفات کرتا ہی سوا قلوب منافقین اور جاہلین کے اور خدا اپنی آیات کو محکم کرتا ہی اسطرح کہ محفوظ رکہتا ہی اپنے اولیا کو ضلال اور ظلم اور مشایعت اہل کفر اور طغیان سے ایسے کہ جنکے لیے خدا نے یہ بہی پسند نہین کیا کہ وہ مثل چوپاؤن کے ہون یہانتک کہ فرمایا ”بل ہم اضل سبیلا“ ترجمہ ”بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہین“ (اس تمام فقرہ سے جسمین معنی نسخ کے بیان فرمائے ہین اچہی طرح ظاہر ہی کہ لوگ تحریف معنوی کرتے ہین جسکو خدا نسخ کر دیتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ علی مرتضی ؑ کے ارشاد مین ہر جگہ کم و زیادتی سے

[۱] صفحہ ۶۶ - جلد ہذا -

مراد اُسی تحریف معنوی سے ہی۔ پھر علی مرتضیٰ ؑ نے زندیق سے خطاب کر کے فرمایا) پس سمجہ تو اسکو اور عمل کر تو اسپر اور فرمایا جناب امیر المومنین ؑ نے اسی حدیث مین بعد بیان فرمانے تاویل بعضی متشابہات کے جز این نیست کہ قرار دیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب مین یہ امور کہ جنکو سوا اُسکے اور اُسکے انبیا کے اور حجج کے جو زمین پر ہین اور کوئی نہین جانتا صرف اسی لیے کہ وہ جانتا تہا کہ بدل دینے والے اُسکی کتاب مین کیا کیا احداث کرینگے اسماے حجج خدا کو کتاب خدا سے ساقط کر دینے سے (تفسیر پیغمبری اور کتاب اسماے اہل جنت کے بموجب) اور اس امر کو امت پر مشتبہ کر دینے سے تاکہ وہ اُنکی اعانت کرین اُنکے باطل پر پس خدا نے اُسی کتاب مین رموز ثابت رکہے اور اُنکے قلوب و ابصار کو نابینا کر دیا اسلیے کہ ان امور کے ترک مین اور اُنکے سوا کے ترک مین خطاب دلالت کرنیوالا ہی اُنکے احداث پر اور قرار دیا اُن اہل کتاب کو کہ جو اُس کتاب کے ساتہہ قائم رہنے والے ہین اور اُسکے ظاہر اور باطن پر عمل کرنیوالے ہین اُس شجرہ سے کہ جسکی اصل ثابت ہی اور فرع اُسکی آسمان مین ہی اپنے پروردگار کے حکم سے وہ ہر وقت اپنا میوہ لیتا رہتا ہی (اسی اس علم کے مانند اُن لوگونکے لیے کہ جو تحمل کرسکتے ہین وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہتا ہی) اور اعدا کو اُسکے اہل شجرۂ ملعونہ قرار دیا کہ جنہون نے یہ قصد کیا کہ نور خدا کو اپنے دہنونسے بجہا دین پس خدا نے اُنکا

کیا اگرچہ امر کہ تمام کرے اپنے نور کو اور اگر جانتے منافقین۔ خدا لعنت کرے اُنپر
جو کچھ ضرر اُنپر ہو ان آیات کے چھوڑ دینے مین کہ جنکی تاویل مین نے تیرے
لیے بیان کی تو اُنکو بھی ساقط کر دیتے ساتھہ اُن چیزونکے کہ جنکو اُنہونتے ساقط
کر دیا ہو (اس رشاد کی یہ مراد ہو کہ جیسے اور تفسیر پیغمبری کو ساقط کر دیا ہو ویسے
ہی اُن آیات کو بھی ساقط کر دیتے کہ جن آیات کی یہ تفسیر پیغمبری بیان کی
گئی اگر اُنکو معلوم ہوتا کہ اُن آیات کی تفسیر پیغمبری یون ہی) لیکن خدا تبارک
اسمہ کا حکم ہو چکا ہو کہ حجت خلق پر اُسکی قبول رہے جیسا کہ فرماتا ہو۔ فللہ
الحجة البالغة" ترجمہ "خاص خدا کے لیے حجت بالغہ ہو" خدا نے اُنکی
آنکھونکو ڈہک دیا اور اُنکے قلوب پر پردے ڈالدیے کہ اُسکے تامل سے اُنکو
اُنکی حالت پر چھوڑ دیا اور وہ حجاب مین رکہے گئے تاکید ملتبس سے اُسکے
ابطال مین پس جو سعید ہین وہ اس امر پر متنبہ ہو جاتے ہین اور بد بخت
اُس سے نابینا رہتے ہین " ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور "
ترجمہ " اور جسکے لیے خدا نے نور نہ قرار دیا ہو اُسکے لیے کوئی نور نہین ہو"
پھر خدا جل ذکرہ نے بسبب اپنی وسعت رحمت اور مہربانی کے جو
ساتھہ اپنی خلق کے ہو اور بسبب علم اُس چیز کے کہ جسکو بدلدینے والے
احداث کرینگے تغیر اُسکی کتاب سے۔ تقسیم کیا حقتعالیٰ نے اپنے کلام
کو تین قسم پر ایک قسم اُسکی ایسی قرار دی کہ جسکو عالم اور جاہل سب

پہچانتے ہون اور ایک قسم ایسی کہ نہ پہچان سکے اُسکو مگر جسکا ذہن صاف
ہو حس لطیف ہو اور تمیز صحیح ہو ‘‘فمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام’’
ترجمہ ‘‘پس جس کسیکا کہ کہولدیا اللہ نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے’’
اور ایک قسم ایسی کہ جسکو نہ پہچانین مگر اللہ اور اُسکے امین جو علم مین راسخ
ہین اور یہ امر صرف اسلیے کیا تا آنکہ نہ دعوی کرسکین اہل باطل غالبون
مین سے اوپر میراث پیغمبر خدا کے علم کتاب سے۔ اُس چیز کا کہ نہین قرار
دیا خدا نے اُنکے لیے اور تا کہ کہینچ لائے اُنکو طرف قبول حکم اُس شخص کے
کہ جو ولیان امر اُنکے ہین پس ڈہونڈا تکبر اُن لوگو نے اُسکی طاعت سے
از روے عزت بنانیکے اور از روے افترا کے اوپر اللہ عزوجل کے اور
از روے فریب کہا جانیکے بسبب کثرت مددگارون اور معاونون
کے جو دشمن خدا ے عزوجل اسمہ اور اُسکے رسول کے تہے اور لیکن وہ
قسم جسکو عالم اور جاہل نے جان لیا وہ فضیلت تہی رسولخدا صلعم کی
کتاب خدا سے پس وہ ہی قول اللہ عزوجل کا ‘‘ومن یطع الرسول
فقد اطاع اللہ’’ ترجمہ ‘‘جو شخص اطاعت کرے رسول کی پس تحقیق
کہ اُسنے اطاعت کی خدا کی’’ اور قول اُس خدا کا ‘‘ان اللہ وملئکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما’’
ترجمہ ‘‘تحقیق اللہ اور اُسکے ملائکہ درود بہیجتے ہین نبی پر اے جو لوگو کہ ایمان

لائے ہو درود بھیجو اُسپر اور سلام کرو تم سلام کرنا اور واسطے اس آیت کے
ظاہر ہی اور باطن ہی پس ظاہر قول اُسکا ہی "صلوا علیہ" اور باطن قول
اُسکا ہی "وسلموا تسلیما" ای تسلیم کرو جسکو وصی کیا اُس نبی نے اور
استخلاف کیا اُس نبی نے اُسکا اوپر تمہارے فضیلت اُسکی اور جو کچھ
کہ عہد کیا اُس نبی نے اُسکی طرف از روے تسلیم کے اور یہ اُس قسم سے
ہی کہ جسکو مین نے تجھے بتایا تحقیق کہ نہین جانتا ہی تاویل اُسکی کوئی مگر وہ
شخص کہ حس اُسکی لطیف ہو اور ذہن اُسکا صاف ہو اور تمیز اُسکی صحیح ہو
اور ایسے ہی قول اُس (خدا) کا "سلام علیٰ الیاسین" ترجمہ "سلام
ہو اوپر آل یاسین کے" اسواسطے کہ تحقیق اللہ نے نام رکھا نبی کا ساتھ
اس نام کے جیسے کہ فرمایا "یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین"
ترجمہ "یٰس قسم قرآن حکمت والے کی تحقیق کہ تو مرسلین مین سے ہی"
ہر آئینہ جانا خدا نے اُسکو اس طور سے کہ تحقیق کہ وہ ساقط کر دینگے قول
اُسکا "سلام علیٰ آل محمد ؐ" جیسے کہ ساقط کر دیا اُنہون نے سوا اُسکے
کو یہ بیان بطور تمثیل کے ہی اور ساقط کرنے سے مراد تفسیر پیغمبری ملسے ہی
یعنی جیسے اور تفسیر پیغمبری کو ساقط کر دیا ویسے ہی اسکو بھی ساقط کر دیتے)

سلہ لفظ "ال" غلطی کتابت سے اُس تفسیر صافی مین رہ گیا ہی جس سے
مین ترجمہ کر رہا ہون ۱۲ منہ

اور ہمیشہ رسول مستالیف کرتے تہے اُنکی ور قربت دیتے تہے اُنکو اور
بٹہلاتے تہے اُنکو اپنے داہنے اور بائین یہانتک کہ اذن دیا اللہ عزوجل نے
اُنکے دور کرنے مین اپنے اس قول سے ”واہجرہم ہجرا جمیلا“ ترجمہ ”جدائی
کرو اُنسے اچہی جدائی“ اور ساتہ اپنے اس قول کے ”فما للذین کفروا قبلک
مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امرء منہم ان
یدخل جنة نعیم کلا انا خلقناہم مما یعلمون“ ترجمہ ”پس کیا ہوا ہے
اُن لوگونکو جنہونے کفر کیا طرف تیرے دوڑنے والے ہین جلدی کرکے
جانب راست اور جانب چپ سے گروہ گروہ ہوکر کیا طمع رکہتا ہے ہر مرد
اُنمین سے یہ کہ داخل کیا جاے جنت نعیم مین ہرگز ایسا نہین ہے تحقیق
کہ خلق کیا ہمنے اُنکو اُس چیز سے کہ جانتے ہین وہ“ فرمایا (علی مرتضی نے
زندیق سے) اور لیکن ظاہر کرنا تیرا اوپر اچہے ہونے قول اُس خدا کے
”فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء“ آخر
ترجمہ ”پس اگر تم ڈرو یہ کہ نہ انصاف کرسکو تم یتیمونمین پس نکاح کرو تم جو کوئی
اچہی لگین تمکو عورتونسے“ یہ امر کہ انصاف کرنا یتیمونمین نکاح عورتونسے
مشابہت نہین رکہتا اور نہ تمام عورتین یتیم ہوتی ہین پس یہ بہی وہی امر ہے
کہ جسکا ذکر مین نے پہلے کیا کہ منافقین نے قرآن سے اسقاط کیا ہے اور
درمیانمین اُس قول کے کہ جو یتامی کے باب مین ہے اور درمیانمین نکاح

نسوان کے۔ اسقدر خطاب ورقصہ ہین کہ جو ثلث قرآن سے زیادہ ہین ع
(اس موقع پر ساقط کردینے قرآنسے یہ مراد ہی کہ اس موقع سے جہان یہ دو آیتین
غیر متعلق ایک جگہ قرآن موجودہ مین ہین اُنکے درمیانسے بقدر ایک ثلث
قرآن کے جسمین خطاب اور قصہ ہین ساقط کردیا گیا ہی وقت ترتیب و
جمع قرآن کے اور اس کا ہر کوئی قائل ہی کہ قرآن موجودہ کی ترتیب مطابق
ترتیب نزول کے نہین ہی۔ اس ارشاد علی مرتضی کی یہ غرض نہین ہی کہ
وہ ثلث قرآن جو درمیان ان دو آیتون غیر متعلق کے قرآن مین تھا وہ قرآن
موجودہ مین کسی جگہ نہین ہی اور کلیۃً قرآن موجودہ سے ساقط کردیا گیا
ہی) اور یہ امر اور جو اسکے متشابہ باتین ہین اُن چیزونسے ہین کہ جنمین حادثہ
منافقین کے اہل نظر اور تامل کے لیے ظاہر ہوے ہین اور اُسکے سبب
سے معطل لوگونے اور اہل ملل مخالف اسلام نے راہ قدح کی قرآن مین پائی
ہی اور اگر مین بیان کرون تیرے لیے کل وہ جو ساقط کیا گیا ہی اور محرف
کیا گیا ہی اور بدلدیا گیا ہی اُس چیز سے کہ جو اسی قسم کی ہی ہر آئینہ کلام طولانی
ہوجاے اور وہ چیز کہ جسکے اظہار کو تقیہ (رواد) منع کرتا ہی ظاہر ہوجاے اور
وہ مناقب اولیا ہین اور مثالب اعدا ہین انتہی (ای بموجب تفسیر صغیری ع
کے جو حکم قرآن رکھتے تھے اور مثل قرآن کے سے تھے) ختم ہوا ترجمہ کل آیات
کا۔

اس تمام روایت مین جسمین ارشاد علی مرتضیٰ منقول ہی کوئی لفظ صریح ایسا نہین ہی کہ جسمین علی مرتضیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ قرآن موجودہ مین کوئی لفظ یا کوئی آیت کسی نے اپنی طرف سے بڑہا دی ہی یا گرا دی ہی جب اُنکے ارشادات کو تامل و تعمق سے دیکھا جاتا ہی تو منشا اُنکا جہانتک ہی وہ تحریف معنوی کے متعلق ہی۔

یعنی لوگون نے معنی اور تاویل آیات کو ایسا ظاہر اور بیان کیا ہی جسکی وجہ سے اصل معنی و مقصود آیات قرآنی کے تبدیل اور متغیر ہو کر گہٹ بڑہ جاتے ہین اور جو پیغمبر صلعم نے اُنکو تفسیر ہر آیت کی بتا دی اور لکہوا دی تہی اُسکے خلاف اصل معنی اور تاویل سے آیات قرآنی کم اور زیادہ ہو جاتی ہین چنانچہ تمام الفاظ اس روایت کے اسی امر پر دلالت کرتے ہین یہانتک کہ شروع روایت مین جہان زندیق کا خدمت علی مرتضیٰ مین آنا مذکور ہی وہان صاف لکہا ہی کہ وہ چند آیات قرآنی سے جو متشابہ اور محتاج تاویل تہین استدلال کرتا تہا۔

جس سے یہ نتیجہ بخوبی نکلتا ہی کہ علی مرتضیٰ نے اُسکو اصلی معنی اُن آیات متشابہ و محتاج تاویل کے اور اُسکی کیفیت و حقیقت دوسری آیات قرآنی سے بتائی ہین اور اُسکو سمجہا دیا ہی کہ معنی آیات قرآنی کے لوگون نے غلط قرار دیے ہین اور اُنکی بنیاد اور منشا کو سمجہا نہین ہی۔

اور درمیان اس روایت کے جہان ذکر رموز فرمایا ہی وہان راوی نے پہر یہ ظاہر کردیا ہی کہ آن علیہ السلام نے اس حدیث مین پہر فرمایا بعد بیان کرنے تاویل بعض متشابہات کے ۱۱

جس سے کچہ شبہ نہین رہتا کہ آن علیہ السلام نے جو کچہ ارشاد فرمایا ہی وہ متعلق تحریف معنوی کے ہی نہ تحریف لفظی کے - اور آن علیہ السلام نے جو کچہ اور جس نوعیت اور حیثیت سے ارشاد فرمایا ہی اُسکی وقعت اور خوبی خود اُنکے کلام مین ایسی موجود ہی کہ جو کسی دوسرے سے اُس زندیق کے سوالات کے جواب مین غیر ممکن تہی مگر چشم روشن اور دل بینا چاہیے -

جو سوالات کہ اُس زندیق نے کیے ہین وہ سوالات اگر مشتہر کیے جائین تو اسوقت بہی کسی عالم سے روے زمین کے جسنے کہ علی مرتضیٰ کے اس ارشاد کو نہ دیکہا ہو اُنکا جواب ایسا ساکت اور مسکت اور سچا جسیا کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا ہی محال ہی -

مصنف مخاطب بہی اپنی طرفسے زندیق کے اعتراضات کا کوئی جواب نہین دیسکے نہ انبیا کی لغزشونکی شہرت دینے کا نہ خطا کارونکے اسما کے کنایہ کرنے اور صاف صاف نام نظاہر کرنیکا اور نہ مسلمانونکے پیغمبرؐ کی تہجین کا جس سے ظاہر ہوتا کہ علی مرتضیٰ نے جو جواب دیا ہی اُس سے مصنف مخاطب کا جواب عمدہ ہی -

البتہ مصنف نے آئندہ موقع پرنا انصافی یتامی و نکاح نسوان کی آیات کے متعلق جواب دیا ہی جسکی حقیقت آئندہ اسی موقع پر ظاہر ہو گی۔ ایسے ہی علی مرتضی نے جو اپنے بیانمین استدلالاً بعض دیگر آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی ہی اُسکے خلاف پر کچھ یہ تفسیر اپنی طرف سے لکھتے یا اپنے ہم داستانونکی کوئی تفسیر نقل کرتے۔

صاحب تفسیر صافی نے جیسی کہ یہ حدیث ہی ویسے ہی دیگر احادیث علی مرتضی ور دیگر ائمہ ہدی کو اسمقام پر نقل کیا ہی اُن سب پر یکجائی نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہی کہ علی مرتضی ور ائمہ اہلبیت کا مقصود قرآن کی تحریف معنوی سے ہی نہ تحریف لفظی سے۔

مگر مصنف مخاطب کے ہم داستانوننے جیسے اپنی خواہش کے بموجب آیات قرآنی کی تاویلین غلط کی ہین اور اُنکے منشا اور مقصود کو بدلا ہی ویسے ہی مصنف مخاطب بعض مقامات پر مفہوم حدیث علی مرتضی کو جو دقیق اور بلیغ تر ہی کیا از روے الفاظ کے اور کیا از روے معنی کے اُسکو عمداً تبدیل اور تغیر کرکے غلط استنباط تحریف لفظی قرآنکا کرتے ہین۔

جہان علی مرتضی نے تحریف کرنیوالونکے مصداق پر اس آیت کو تلاوت کرکے۔ آیت

ترجمہ ؎ چاہتے ہین وہ یہ کہ بجہا دینا	؎ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہھم؎

نور اللہ کو اپنے دہنوں سے" یہ تفسیر فرمائی ہی۔

"یعنی انھم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ" | جسکا ترجمہ مصنف مخاطب یہ کرتے ہین "یعنی انہوننے لکھدیا کتاب

مین ایسا کلام جو اللہ نے نہین فرمایا تاکہ شبہہ ڈالدین مخلوق مین"

مصنف مخاطب نے لفظ "اثبتوا" کا ترجمہ جو (لکھدیا) کیا ہی وہ صحیح نہین ہی۔ مصنف نے یہ غلط ترجمہ صرف اس غرض سے کیا ہی کہ تحریف لفظی ثابت ہوجاے ہان اگر بجاے "اثبتوا" کے "کتبوا" یا "اکتبوا" ہوتا تو جو ترجمہ کہ مصنف مخاطب نے کیا ہی البتہ وہ صحیح ہوتا

صحیح ترجمہ اُسکا یہ ہی (ثابت کردیا) جسکو بلاتکلف اردو دان سمجھ سکتے ہین۔ اس صحیح ترجمہ سے تحریف معنوی ثابت ہوگی نہ تحریف لفظی اور لفظ "ایسا کلام" بھی مصنف مخاطب نے ترجمہ مین صحیح نہین لکھا ہی۔ پورا صحیح ترجمہ یہ ہی کہ "اُن لوگوننے ثابت کردیا کتاب مین ایسی بات کو یا ایسے معنی کو جسکو اللہ نے نہین کہا یعنی اللہ اُسکا قائل نہین ہی تاکہ شبہہ ڈالدین مخلوق مین"

علی مرتضیٰ کے اس ارشاد کے یہ معنی ہین کہ اُن تحریف معنوی کرنیوالوننے ایسی بات یا معنی ظاہر کیے کتاب مین کہ اللہ جسکا قائل نہین تاکہ شبہہ ڈالدین مخلوق مین۔

شبہ مخلوق مین اُسی وقت پڑسکتا ہی کہ جب کسی کلام متشابہ کے اصلی معنی کے خلاف دوسرے معنی بیان کیے جائین اور جب وہ کلام متشابہ نہوگا اور محکم ہوگا اور الفاظ اُس کلام کے غیر متشابہ ہونگے تو نہ اُسکے کوئی دوسرے معنی بیان کیے جاسکتے ہین اور نہ مخلوق کو اُس سے شبہہ ہوسکتا ہی۔

اور جس آیت کی علی مرتضی نے یہ تفسیر فرمائی ہی اُسکا ترجمہ بلا خلاف یہ ہی "چاہتے ہین وہ لوگ یہ کہ بجھادین نور اللہ کو اپنے مُنہ سے"

معنی اس آیت کے خود اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ تحریف معنوی اُسمین مقصود ہی مُنہ سے نور خدا کے بجھادینے کا ارادہ اُسی وقت سمجھا جاسکتا ہی کہ جب کوئی شخص مُنہ سے غلط معنی بیان کرے مُنہہ سے نور خدا کے بجھا دینے کا مصداق اُسوقت نہین ہوسکیگا کہ جب کوئی شخص کسی کلام سے کسی لفظ کو نکالدیوے اور بجاے اُسکے دوسرا لفظ لکھدیوے۔ یہ کیونکر سمجھ مین آسکتا ہی کہ خود جس آیت مین تحریف معنوی سے مقصود ہو علی مرتضی اُسکی تفسیر تحریف لفظی سے فرمائین۔

پھر جہان علی مرتضی نے یہ آیت پڑھکر۔ آیت

"فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض"	ترجمہ جو مصنف نے لکھا ہی "جو جھاگ ہی (باطل) وہ فنا ہوجاتا ہی بیکار اور جو نفع دینے والا ہی (حق

مثل پانی کے) وہ ٹھہرتا ہی زمین مین" یہ تفسیر فرمائی ہی۔

"فاما الزبد فی ھذا الموضع کلام الملحدین اثبتوہ فی القرآن"	ترجمہ جو مصنف نے کیا ہی "وہ پس جھاگ اس موضع مین ملحدون کا کلام ہی جو اُنھون نے بنا دیا ہی قرآن مین"

مصنف معترض نے اس تفسیر مین جو لفظ (اثبتوا) آیا ہی اُسکا ترجمہ اس جگہ (بنا دیا ہی) کیا ہی اور پہلے اسی لفظ کا ترجمہ (لکھدیا) کیا تھا اگر (بنا دیا) بمراد (بناوٹ کے) سمجھا جاے تو ہمکو کچھہ اُسپر عذر نہین ہی جو صریح تحریف معنوی پر دلالت کرنیوالا ہوگا نہ تحریف لفظی پر۔

پھر جناب علی مرتضی نے یہ فرمایا ہی:

"ولیس یسوغ مع عموم التقیۃ التصریح باسماء المبدلین و لا الزیادۃ فی آیاتہ علی ما اثبتوہ من تلقاءھم فی الکتاب"	ترجمہ جو مصنف نے لکھا ہی "اور ممکن نہین ہی عموم تقیہ کے وقت مین تصریح اُنکے نامون کی جنھون نے قرآن مین تبدیل کی اور اُسن یادتی کی قرآن کی آیتون مین جو اُنھون نے اپنی طرف سے لکھدی ہین"

اس ترجمہ مین بھی مصنف نے "اثبتوا" کا ترجمہ (لکھدین) غلط کیا ہی اس جگہ بھی یا تو ثابت کردین اور یا بنا دین یعنی بناوٹ کے ترجمہ ہونا چاہیے تھا اور صحیح ترجمہ کل عبارت عربی کا یہ ہوتا ہی "شاد

نہین جائز ہی باوصف عموم مسئلہ رازداری کے یا وقت رازداری کے
تصریح نام تبدیل کرنیوالونکی اور نہین جائز ہی زیادتی آیات اُسکے کی (ای
بیچ معنی آیات اُسکی کے) اُس مقدار پر کہ جسکو اُنہوننے ازروے خود
کتاب مین ثابت کیا ہی"

یہ سچ ہی کہ مقصود اُس ارشاد علی مرتضی کا بیشک یہ ہی کہ تقیہ (راز)
کی وجہ سے یہ ممکن نہین ہی کہ جو لوگ قرآنین تبدیل کرنیوالے ہین اُنکے نام
قرآنین (اُسوقت) ظاہر کیے جائین جیسا کہ مصنف مخاطب نے مقصود
قرار دیا ہی۔

لیکن مصنف مخاطب نے دوسرے فقرۂ علی مرتضی کا جو یہ مقصود
ظاہر کیا ہی کہ وہ ممکن نہین یا وہ آیتین بتادی جائین جو اُنہوننے اپنی طرف
سے بڑہادی ہین" اُسکی نسبت اظہار مقصود مصنف مخاطب کا صحیح
نہین ہی بلکہ مقصود اُس ارشاد علی مرتضی کا یہ ہی کہ وہ جائز نہین ہی آیات
اُسکی مین اسقدر یا اُسطرح پر جسکو اُن لوگوننے اپنی طرفسے کتاب مین ازروے
بیان معنی کے ثابت کیا ہی"

یہ امر کہ تبدیل کرنیوالے جو معنی آیات کے اپنی طرفسے بیان کرتے
ہین اُس سے زیادتی کیونکر لازم آجاتی ہی اُس مقام پر آسانی سے معلوم ہو جائیگا
جہان مصنف مخاطب نے آیات ناانصافی یتامی اور نکاح نسوان کا

ربط اور اُسکے معنی بیان کیے ہین اور جسکے متعلق عنقریب ہم بحث کرینگے

اس جگہ ہمکو صرف اسقدر کہنا کافی ہو کہ اگر مسئلہ راز داری کا درمیان

مین نہین تہا تو خدا نے بجاے اظہار نام خطاکارون کے کنایہ کیون کیا ہو

اگر یہ کہا جاے کہ خدا کی اُسمین کچہہ مصلحت تہی تو ہم یہ کہین گے کہ اُسی مصلحت

کا نام علی مرتضیٰؑ نے تقیہ (راز داری) بتایا ہو۔

اس طویل حدیث مین جناب امیرؑ نے بیشک جابجا یہ تصریح کی ہو کہ

قرآنمین زیادتی ہوئی ہو لیکن آیات قرآنی کے معنی ثابت کرنے مین تبدیل

کرنیوالونکی طرفسے خواہ وقت ترتیب و جمع قرآن کے آیات قرآنی کے

اولٹ پلٹ کرنے اور کہین سے کہین لکہدینے مین جس سے مضمون

اور مطلب خبط اور بے ربط ہوگیا اور اُسکے معنی بنانے اور درست کرنے

مین وہ زیادتی کی گئی خواہ کسی آیت کے معنی بنانے اور غلط تاویل کرنے

مین اپنی خواہش کے بموجب وہ زیادتی کی گئی۔

علی مرتضیٰؑ نے کہین یہ تصریح نہین کی کہ قرآنمین لفظون اور آیات کی

زیادتی کی گئی ہو جیسا کہ مصنف مخاطب کا غلط استنباط ہو اور بیشک

اس آیت کا بہی۔

ۂ الذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ ۂ	ترجمہ وہ ایسے لوگ جو لکہتے ہین کتاب اپنے ہاتہونسے اور کہدیتے ہین کہ وہ

اللہ کی طرف سے ہی"

مصداق اُنہین لوگونکو بتایا ہی جنہوں نے قرآن مین بڑھا دیا ہی۔ اُس حیثیت سے نہین جو مصنف مخاطب کا مقصود ہی بلکہ اس حیثیت سے کہ آیات قرآنی کو اولٹ پلٹ کرا ور کہین سے کہین اپنے ہاتھ سے لکھا جس سے مضمون خبط اور بے ربط ہو گیا اور پہر اُسکے معنی درست کرنے سے قرآن کو زائد کیا جسکی ایک مثال تفسیر ابن عباس سے ہم دکھا آئے ہین۔

اسطرح اولٹ پلٹ آیات کو کر کے اور کہین سے کہین آیات داخل خارج کر کے لوگ کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین اور اُسکی آیات کے معنی اپنی طرف سے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خدا کیطرف سے ہی۔

پہر جہان علی مرتضی نے یہ فرمایا ہی۔

"وزادوا فیہ ما ظہر تناکرہ وتنافرہ" } جسکا ترجمہ مصنف مخاطب نے یہ لکھا ہی "اور بڑھا دیا قرآن مین وہ مضمون کہ ظاہر ہی برائی اُسکی اور قابل نفرت ہونا اُسکا"

اس ترجمہ مین جو لفظ "مضمون" مصنف نے لکھا ہی وہ خلاف مقصود ارشاد علی مرتضی کے ہی بجاے اُسکے لفظ "معنی اور مراد" ہونا چاہیے اور اس حالت مین ترجمہ یہ ہوگا کہ "بڑھا دیا اُن لوگوں نے قرآن مین اُس چیز (معنی اور مراد) کو کہ ظاہر ہی برائی اُسکی اور قابل نفرت ہونا اُسکا"

جس سے مراد یہ ہی کہ تبدیل کرنیوالون اور تغیر کرنیوالونئے جو معنی اور مراد آیات قرآنی کی بجاے اُسکے اصلی معنی اور مراد کے بڑہاے ہین کہ ظاہر ہی بُرائی اُسکی اور قابل نفرت ہونا اُسکا۔

ارشاد علی مرتضیٰ سے تحریف لفظی ہی دانست مین مصنف مخاطب ثابت کرنیکے بعد اُس آیت کیطرف متوجہ ہوے ہین جو نا انصافی یتیمون اور نکاح نسوان سے متعلق ہی اور جسکی نسبت زندیق نے اعتراض کیا تہا کہ "وہ نا انصافی یتیمون کو نکاح عورتونسے کچہ مشابہت نہین ہی اور نہ تمام عورتین یتیم ہوتی ہین"

اور جسکی نسبت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہی کہ "ان دونون فقرونکے درمیان سے ایک ثلث قرآن گرایا گیا ہی اور اُس ساقط کردینے کی مراد ہم بیان کرآے ہین کہ قرآن موجودہ مین وہ ثلث اس مقام پر نہین ہی یعنی وہ ثلث قرآن اس جگہ سے ساقط کرکے دوسری جگہ شامل کیا گیا ہی[1]۔

مجکو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اول مین پوری وہ آیت لکہون جو ناانصافی یتیمون اور نکاح عورتونکے بارہ مین ہی پہر اعتراض جو مصنف مخاطب نے علی مرتضیٰ پر کیا ہی اُسکو اور اُسکی حقیقت دکہاؤن تاکہ کیفیت اعتراض کی خود بخود ظاہر ہو جاے۔ آیت

---

[1] دیکھو جلد ہذا صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱۔

وآتوا الیتامیٰ اموالہم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالہم الیٰ اموالکم انہ کان حوباً کبیرا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ اوما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا وآتوا النساء صدقاتہن نحلۃ فان طبن لکم عن شئ منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا"	ترجمہ "اور یتیمون کا مال اُنکو دو اور نہ بدلدو بُرا بعوض اچہے کے اور نہ کہا جاؤ اُنکا مال اپنے مال مین ملا کر بیشک وہ بڑا گناہ ہے — اور اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیمونکے حق مین انصاف نہ کروگے تو نکاح کرو تم عورتونسے جو تمہین اچہی لگین دو دو اور تین تین اور چار چار پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ (اُنمین) عدل نکروگے تو پہر (تمہارے لیے) ایک ہی ہی یا وہ جنکے مالک تمہارے داہنے ہاتہ ہوچکے

ہین یہ اُس سے زیادہ نزدیک ہی کہ عیالداری نہ کرسکو تم اور دیدو عورتونکو اُنکا مہر خوشی بخوشی پہر اگر اپنے جی کی خوشی سے وہ تمکو اُسمین سے کچہہ چہوڑ دین تو اُسکو کہاؤ رچتا پچتا"

آیت اول الذکر سے صاف ظاہر ہی کہ وہ یتیمونکے متعلق ہی اور اُسکا تعلق نکاح عورتونسے نہین ہی جسمین خدا یہ حکم دیتا ہی کہ "یتیمونکا مال اُنکو دیدو اور اچہے کے عوض بُرا نہ بدلدو اور اُنکا مال اپنے مال مین ملا کر نہ کہا جاؤ"

اور یہ حکم سراسر موافق اخلاق کے ہی اور اس آیت مین جو یتیمونکا ذکر ہی

اُسمین لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہین جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور نہ کبھی کسی نے انکار کیا ہی۔

بعد اُس حکم کے قرآن موجودہ مین دوسری آیت کا شروع یہ ہی کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیمونکے حق مین انصاف نکروگے تو نکاح کرو تم عورتونسے جو تمہین اچھی لگین الخ

اگر یہ شروع آیت کا اسیطرح اس محل پر سمجہا جاے جیسا کہ قرآن موجودہ مین ہی تو صاف اُسکے معنی یہی ہونگے کہ جن یتیمونکے متعلق آیت اول الذکر مین حکم تہا اور خدا نے اُنکے ساتہہ انصاف کرنیکا حکم دیا تہا اُنہین یتیمونکے متعلق یہ حکم ہی کہ اگر تمکو ناانصافی کا یتیمونکے بارہ مین خوف ہو پس نکاح کرو تم اُن عورتون سے جو تمہین اچھی لگین۔ اور جسکا صاف یہ مقصود ہوگا کہ اُنہین یتیمونمین سے نکاح کرو تم جنکے ساتہہ ناانصافی کا خوف ہو جسمین لڑکے یتیم شامل رہتے ہین۔

اور اگر اس جگہ صرف لڑکیون یتیم سے خلاف مضمون صریح کے مراد لی جاے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ خدا نے یتیم عورتونکی حفاظت کے لیے تو یہ تدبیر فرمائی جنکے ساتہہ ناانصافی کا خوف ہو اُنکو اپنی جورو بنالو تاکہ اُنکی جورو بن جانے سے اُنکی محبت تمہارے دلونمین پیدا ہوجاے اور اُنکے مالونکے ساتہہ وہی ہمدردی ہوجاے جو تمکو اپنے اموال کے ساتہہ ہی۔

لیکن یتیمونمین جو لڑکے شامل تہے اور اُنکی نسبت ناانصافی کا خوف

تھا انکی حفاظت کے لیے خدا نے کوئی تدبیر نہ کی۔

جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہو کہ یہ قانون خدا ناقص و بیرحمی کا ہی جسمین خدا نے لڑکون یتیم کی حفاظت کے لیے خوف نا انصافی سے کوئی قاعدہ یا تدبیر لاگ نہین فرمائی۔ یا یہ قبول کیا جاوے کہ لڑکیونکی خاطرداری خدا کو منظور تھی اور لڑکونکی خاطرداری کی کچھ پروا خدا کو بمقابلہ لڑکیون کے نہین ہی۔

ہم اس بات کو قبول کرتے ہین کہ عرب مین بزمانۂ جاہلیت اور دوسری قومونمین بھی پہلے لڑکیون اور عورتون کی نہایت بیعزتی اور بیوقاری تھی اور مرد انکی کچھ حقیقت نہین جانتے تھے اور مذہب اسلام نے عزت اور وقار لڑکیون اور عورتونکا قائم کیا ہی۔

اور دوسری قومونمین بھی کہ جو مہذب ہوگئی ہین وہی عزت اور وقار لڑکیون اور عورتونکا ہم آجکل دیکھتے ہین۔ مگر لڑکیون اور عورتون کی اس عزت اور وقار کے قرار پا جانے سے مذہب اسلام مین یا دوسری مہذب قومونمین یہ لازم نہین آتا ہی کہ لڑکون اور مردونمین وہ بیعزتی اور بیوقاری اور انکا بیحقیقت جاننا بجاے لڑکیون اور عورتون کے قائم کیا جاوے اور انکو مورد نا انصافی بنا کر انکو محل نا انصافی مین چھوڑا جاوے اور انکے حق مین کوئی تدبیر انکو نا انصافی سے بچانیکے لیے نہ کیجاوے جسکو نہ خدا قبول کرسکتا تھا نہ کوئی مہذب قوم قبول کرسکتی ہی۔

جب اس آیت کا حکم نکاح یتیم عورتونکے ساتہہ سمجہا جاتا ہی تو یہ لازم آتا ہی
کہ غیر یتیم عورتونکے نکاح کا حکم اس آیت سے متعلق نہین ہی اگرچہ بعض دیگر آیات
قرآنی خاص خاص شان کی ایسی موجود ہین کہ جنکا سوا یتیم لڑکیونکی دوسری
عورتونکے نکاح سے تعلق ہی لیکن کوئی دوسری آیت سوا اس آیت کے ایسی
نہین ہی کہ جسمین دو دو اور تین تین اور چار چار عورتونکے ساتہہ نکاح کی اجازت
ہو۔

اور چونکہ یہ آیت متعلق یتیم لڑکیونکے نکاح سے ہی اسلیے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی
کہ یتیم لڑکیونکا ہیوڑ ایک شخص بذریعہ نکاح کے اپنے گہر مین بہر سکتا ہی اور یہ
امر قرین قیاس ہی ہی کہ جب چند لڑکیان یتیم شریک کسی مال کی ہون اور
اونپر نا انصافی کا خوف ہو تو ایک شخص کہ جسکو نا انصافی کا خوف ہی وہ ایک
لڑکی کے ساتہہ نکاح کرے تو وہ لڑکی نا انصافی کے خوف سے محفوظ رہسکتی
ہی مگر دوسری لڑکیان ویسی ہی حالت خوف نا انصافی مین رہین گی۔
اسلیے بنظر ضرورت خاص کے اُن یتیم لڑکیون شریک مال کی نسبت
یہ حکم دیا گیا کہ وہی یکشخص جسکو خوف نا انصافی کا ہو دو دو تین تین چار چار
سے نکاح کرسکتا ہی مگر درحقیقت اس تدبیر سے خوف نا انصافی اُن یتیم لڑکیون
کے حق مین زائل نہین ہوسکتا بلکہ بحیلہ نکاح کل مال کے ساتہہ مین نا انصافی کا
دروازہ کہلتا ہی اور ایسی نالائق تدبیر کی خداے پاک اور مہربان کے ساتہہ نسبت

قرآن موجودہ مین ہونا میرا دل تو نہین قبول کرتا جس کسی مسلمان کا دل چاہے قبول کر لے۔

کیا قانون خدا ایسا ہی ہو سکتا ہی کہ جسمین ایسے قواعد معین ہون اور اُسکی نسبت کہا جا سکتا ہی کہ " باطل نہ اُسکے آگے سے آسکتا ہی نہ اُسکے پیچھے سے " اور کیا ان معنی کا قبول کرنا آسان ہی بمقابلہ اُس تفسیر کے کہ جو علی مرتضیٰ نے فرمائی۔ اُنہوں نے یہی تو فرمایا ہی " وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی " کے (اور اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ انصاف کر سکو تم یتیمونمین) اور " فانکحوا ما طاب لکم من النساء " کے (پس نکاح کرو تم عورتونسے جو تمہین اچھی لگین) درمیان سے ایک ثلث قرآن ساقط کر دیا گیا ہی اور جسکی مراد یہ نہین ہی کہ وہ ثلث قرآن قرآن موجودہ مین دوسرے موقعو پر نہین ہی۔ اور خود علماے اہلسنت قائل ہوے ہین کہ " ترتیب قرآن موجودہ موافق ترتیب نزول کے نہین ہی "

اور جب قرآن موجودہ موافق ترتیب نزول کے نہین ہی اور کسی جگہ کی آیت کہین اور کسی جگہ کی آیت کہین لکھدی گئی ہی تو صریح ہی کہ اُنکے درمیان سے جو مطابق ترتیب نزول کے تہین حصہ قرآن ہر اُس جگہ سے ساقط کر دیا گیا ہی۔

علماے اہلسنت محض اسی امر کے قائل نہین ہوے ہین کہ قرآن موجودہ موافق ترتیب نزول کے جمع نہین کیا گیا جس سے ساقط کرنا قرآنکا اُس کے

محل ترتیب سے لازم آتا ہی بلکہ عموماً ساقط ہوجانے اور نقصان قرآن کے قائل ہوے ہین۔

چنانچہ تفسیر اتقان[۱] مین ابن سیرین سے روایت ہی کہ اُنّے جو مصحف اپنے لیے لکھا تہا اُسمین ناسخ اور منسوخ سب تہا" اور یہ قبول کیا گیا ہی کہ "قرآن موجودہ مین آیات منسوخہ کا کچہ حصہ نہین ہی" اور یہ ظاہر ہی کہ آیات منسوخہ کے موجود ہونے سے بہی بہت کچہ ادراک اور نفع مسائل اور معانی قرآن پر ہوتا اُن آیات منسوخہ کے شامل نہونے سے بیشک یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ قرآن موجودہ سے کچہ ساقط کیا گیا اور قرآن موجودہ کم ہی۔

اور صرف آیات منسوخہ کے نہ شامل ہونیکے علماے اہلسنت قائل نہین ہوے ہین بلکہ بغیر تخصیص آیات منسوخہ کے اس تعمیم کے ساتہ بہی قرآن کے ساقط اور کم ہوجانیکا اقرار کیا ہی۔

حضرت[۲] ابن عمر فرماتے ہین کہ "کوئی نہین کہسکتا کہ لیا گیا قرآن کُل اور نہین جانا جاتا کہ کُل کیا تہا تحقیق کہ جاتا رہا اُس سے قرآن کثیر لیکن کہا جاسکتا ہی کہ لیا گیا اُس سے جو کچہ کہ ظاہر مین ہی"

اور بی بی عائشہ فرماتی ہین کہ "سورۃ احزاب کی زمانہ نبی صلعم مین دوسو آیتین پڑہی جاتی نہین لیکن جب عثمان نے قرآن لکھوائے ہم

---

[۱] جزو اول صفحہ ۶۷ [۲] تفسیر اتقان جزو اول صفحہ ۷۶۔

قادر نہین ہین اُسپر راوی اُسکے پڑہنے پر بسبب موجود نہونے اُن آیات کے مگر جو کچہہ کہ اب ہی"

اور اُبی بن کعب سے یہ روایت ہی کہ "راوی سے اُبی بن کعب نے کہا کسقدر شمار کی جاتی ہی سورۂ احزاب راوی نے کہا کہ بہتر اور تہتر آیتین ابی بن کعب نے کہا تحقیق کہ وہ سورۂ بقر کی برابری کرتی تہی ہم اُسمین آیت رجم پڑہتے تہے اور آیت رجم یہ بتائی ہی۔ آیت

"اذا زنی الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم"

ترجمہ "جسوقت زنا کرے بڈہا اور بڈہیا پس تہر مارو اُن دونوں کو البتہ عذاب ہی خدا کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہی۔

اور اس آیت رجم کو سہل کی خالہ نے بہی کہا ہی کہ "پڑہوایا مجکو رسول خدا صلعم نے" اور حمیدہ یونس کی بیٹی نے یہ کہا ہی کہ "میرے سامنے پڑہا اُبی نے جبکہ وہ اسّی برس کا تہا مصحف عائشہ مین"

"ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول"

ترجمہ "تحقیق کہ اللہ اور اُسکے فرشتے درود بہیجتے ہین اوپر نبی صلعم کے اے وہ لوگو کہ ایمان لاے ہو درود بہیجو اُسپر اور سلام کرو سلام کرنا کرکے اور اوپر

اُن لوگونکے کہ پہلی صفونمین نماز پڑہتے ہین“ حمیدہ کہتی ہین کہ ”یہ قبل اسکے

تہا کہ تغیر کرین عثمان مصاحف کو“

عطا بن یسار اور ابو واقد سے روایت ہی کہ پیغمبرؐ پر وحی نازل ہوئی اور

اُنہوننے کہا کہ ”خدا فرماتا ہی۔

”انا انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ولوان لابن ادم وادیا لاحب ان یکون الیہ الثانی ولوکان الیہ الثانی لاحب ان یکون الیہما الثالث ولا یملأ جوف ابن ادم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب“	ترجمہ ”تحقیق کہ اوتارا ہمنے مال واسطے قائم رکہنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے اور اگر ابن آدم کے لیے ایک جنگل ہو ہر آئینہ دوست رکہے یہ کہ ہو دوسرا اور جب دوسرا ہو تو تیسرے کو چاہتا ہی اور نہین بہرتا ہی خوغل ابن آدم کا مگر مٹی سے اور

توبہ قبول کرتا ہی اللہ جو کوئی توبہ کرے“

اور اُبی بن کعب سے روایت ہی کہ پیغمبرؐ نے پڑہا لم یکن الذین

اور اُسکے بقیہ سے۔

”لو ان ابن ادم سال وادیا من مال فاعطیہ سال ثانیا وان سال ثانیا فاعطیہ سال ثالثا	ترجمہ ”اگر ابن آدم چاہے ایک جنگل مال سے پس دیا جاے اُسکو مانگیگا دوسرا اور دوسرا دیا جاے تو مانگیگا

ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب وان ذات الدین عند اللہ الحنیفیۃ غیر الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ومن یعمل خیرا فلن یکفر ہ"	تیسرا اور نہین بہرتا ہی خو خلا ابن آدم کا مگر مٹی سے توبہ قبول کرتا ہی اللہ اُسکی جو کوئی توبہ کرے اور تحقیق کہ ذات دین کی نزدیک خدا کے حنیفیۃ ہی نہ یہودیۃ اور نہ نصرانیۃ اور جو کوئی کہ عمل

کریگا نیکی کا نہ انکار کریگا اُسکا"

ابو موسی اشعری سے روایت ہی کہ "نازل ہوئی ایک سورۃ مثل براوت کے پہر وہ اوٹھ گئی (بہول گئی) اور یاد رہ گیا اُس سے یہ۔

"ان اللہ سیؤید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم ولو ان لابن آدم وادیین من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب"	ترجمہ "تحقیق کہ اللہ قریب ہی کہ مدد کرے اس دین کی ساتہ ایسی قومون کے کہ نہ کچہ بہرہ ہو واسطے اُنکے اور اگر ابن آدم کے لیے ہون دو جنگل مال سے ہر آئینہ آرزو کریگا تیسرے جنگل کی اور نہین بہرتا ہی خو خلا ابن آدم کا مگر مٹی

سے توبہ قبول کرتا ہی اللہ اُسکی جو کوئی توبہ کرے"

ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ "ہم ایک سورۃ پڑہتے تہے جو مشابہ تہی ساتہ ایک کے سورتون مسبحات سے بہول گئے ہم اُسکو یہ مین نے یاد رکہا ہی

"یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقولوا ما لا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم فتسألون عنہا یوم القیمۃ"

ترجمہ "اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو نہ کہو تم جو نکرو تم پس لکھی جاتی ہے گواہی تمہاری گردنوں میں پس پوچھے جاؤ گے اُس سے دن قیامت کے"

حضرت عمر فرماتے ہین کہ ہم پڑہتے تہے۔

"لا ترغبوا عن اٰبائکم فانہ کفر بکم"

ترجمہ "نہ رغبت کرو اپنے آباء سے بیشک اُنہوں نے کفر کیا تمہارے ساتھ"

پہر زید بن ثابت سے کہا کہ اسیطرح ہے اُسنے کہا کہ ہان۔

حضرت عمر نے عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ نہین پاتا ہے تو اُسمین جو کچہہ کہ ہمپر نازل ہوا ہے۔

"ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ"

ترجمہ "اگر جہاد کرو تم جیسے کہ جہاد کیا تم نے پہلی مرتبہ"

پس تحقیق نہین پاتے ہین ہم اُسکو اُسنے کہا کہ ساقط کی گئی وہ اُسمین جو کچہہ کہ ساقط کیا گیا قرآن سے"

مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنے ہمسروں سے جنکے نام لکہے ہوئے ہین کہا کہ "یہ دو آیتین قرآن کی مصحف مین کیون نہین لکہی گئین کوئی اُنکو بتا نہین سکا۔

ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم الا ابشروا انتم المفلحون"	ترجمہ "تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا مین ساتھہ مالون اپنے کے اور نفسون اپنے

کے مگر یہ کہ بشارت دیے جائین کہ تم فلاح پانیوالے ہو"

والذین اووھم ونصروھم وجادلوا عنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئك لا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون"	ترجمہ "اور جن لوگون نے کہ جگہ دی اُنکو اور نصرت کی اُنکی اور جدال کیا ایسی قوم سے کہ غضب اللہ کا ہی اُسپر یہ لوگ ہین کہ نہین جانتا ہی نفس جو کچھہ کہ پوشیدہ رکھا گیا اُنکے واسطے

خنکی چشم سے جزا ہی اُسکی کہ کرتے تہے عمل"

ان روایات اور دیگر روایات معتمدہ کتب اہلسنت سے جنکو ہم پہلے ایک موقع کے اوپر دکہا آے ہین کم ہونا اور ساقط ہونا اور متغیر ہونا قرآن موجودہ کا اچھی طرح ثابت ہوتا ہی بلکہ ساقط اور تغیر کے الفاظ وہی ان روایات مین موجود ہین کہ جو حدیث علی مرتضی مین منقول ہوے ہین کچھہ شبہہ نہین کہ اصحاب رسول نقصان اور ساقط ہوجانے اور تغیر قرآن کے قائل ہوچکے ہین یہانتک کہ بی بی عائشہ زوجہ رسول اور دیگر ذی علم مسلمان یا عورتین اُس عہد کی۔

کیا ایسی حالت مین ارشاد علی مرتضیٰ کا قبول کرلینا اُس شان سے کہ جس شان سے اُنھون نے فرمایا اور جسکی مراد مین نے ظاہر کی کہ جسمین بندگان خدا پر بیشک الزام آتا ہے کچھ دشوار ہے۔ نہین۔ ان دونون فقرون آیت کو ایک جگہ قبول کرنے سے خدا اور اُسکے قرآن پر الزام آتا ہے اُسکا قبول کرنا دشوار ہے۔

اسی دشواری کیوجہ سے علماے[۱] اہلسنت اور وہ جنکے وہ مقلد ہین بجاے اسکے کہ اس موقع سے ساقط کردینے قرآن کے قائل ہون اس آیت کے معنی بیان کرنے اور اُسکی تفسیر کرنیکے وقت مجبور ہوے ہین کہ قرائین وہ پیدا کرین اور ایسا زیادہ کرین کہ جو معنی آیت موجودہ کے ہین اُس سے دوسرے معنی نئے پیدا اور معنی موجودہ متغیر اور متبدل ہو جائین۔

اور اُسکی تقلید سے مصنف مخاطب علی مرتضیٰ پر طعن[۲] کر کے یہ کہتے ہین کہ "کاش وہ زندیق کسی اور صحابی سے اس آیت کو پوچھتا تو وہ سمجھا دیتا کہ اللہ یہ فرماتا ہے کہ یتیم لڑکیونسے اُسی صورت مین نکاح کرو جب تکو اپنے اوپر یہ اعتماد ہو کہ اُنکے حقوق ادا کرسکوگے اور اگر تمہاری دوسری بیبیان اسکے سوا ہون تو ایسی صورت مین اُس یتیمہ کے حقوق دوسری بیبیون کے برابر رکھوگے اُسکی حق تلفی نکروگے اور اگر تمکو یہ خوف ہو کہ یتیمہ[illegible]

[۱] تفسیر کبیر ۵۲ وہ طعن کے الفاظ ہم آئندہ لکھینگے۔

ساتھہ نکاح کرنے مین اُنکے حقوق تمسے ادا نہونگے تو دوسری عورتین نکاح کے لیے پسند کرلو یتیم لڑکیونسے نکاح نکرو اسلیے کہ اُنکا باپ نہین جو اُنکے حق کے لیے کوشش کرتا اور خود وہ صغیر سن ہین اپنے لیے کوشش نہین کر سکتین"

جس پردہ سے مصنف مخاطب نے اپنی طرفسے علی مرتضی پر اعتراض کرنیکے لیے یہ راے ظاہر کی ہی وہ پردہ صاحب تفسیر کبیر اوٹھا چکے ہین اور اُنہوننے یہ ایک روایت جو عروہ سے نقل کی گئی ہی لکھی ہی۔

"روی عن عروۃ انہ قال قلت لعائشۃ ما معنی قول اللہ و ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن اختی ہی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیہا فیرغب فی مالہا وجمالہا الا انہ یرید ان ینکحہا بادنی من صداقہا ثم اذا تزوج بہا عاملہا معاملۃ ردیۃ لعلمہ بانہ لیس لہا من یذب عنہا ویدفع شر ذلک الزوج عنہا فقال تعالی وان خفتم ان

ترجمہ "روایت کی گئی ہی عروہ سے کہ اُنہوننے بی بی عائشہ سے کہا کہ یہ جو خدانے فرمایا ہی کہ "ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی" یعنی اگر ڈر ہو تمکو یہ کہ نا انصافی کروگے تم یتیمونمین اسکے کیا معنی ہین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے ولی کی حفاظت مین ہوتی ہی اور وہ اُسکے مال و جمال کی لالچ کرتا ہی اور وہ چاہتا ہی کہ تھوڑے سے مہر پر اُس سے نکاح کرلے اور پھر جب نکاح کرلیتا ہی تو بدسلوکی سے پیش آتا

تظلموا الیتامی عند نکاحھن ب
فانکحوا من غیرھن ما طاب
لکم من النساء

ہی اور اُسکا کوئی سرپرست ایسا نہین
ہوتا کہ اُسکی حمایت کرے اور اُسکے خصم
کی بدسلوکی سے اُسکو بچاے اسیر خدا
نے فرمایا کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ نکاح کر لینے سے یتیم لڑکیون پر ظلم کروگے تو اور عورتون
سے نکاح کرو"

اس آیت کی تاویل یا اُسکے معنی کا بیان یا اُسکی تفسیر جو مصنف مخاطب
اور دیگر علماے اہلسنت نے کی ہی اُسکی بنیاد اس روایت پر ہی جو بصیغۂ
مجہول عروہ سے لی گئی ہی اور جسمین بی بی عائشہ مفسرہ نے اپنی طرف سے
اور اپنی راے سے تفسیر اور بیان کیا ہی جیسا کہ خود اس روایت سے ظاہر ہی
کہ بی بی عائشہ نے پیغمبر صلعم سے کچہہ نہین سنا تہا۔

اس آیت کا ترجمہ جو ہمنے کیا ہی اور اُس سے جو کچہہ کہ اُسکے معنی صاف
اور صریح ہین وہ علانیہ ظاہر ہوتے ہین اُس سے جب کلام مصنف مخاطب
اور دیگر علماے اہلسنت اور تفسیر مرویہ بی بی عائشہ کا مقابلہ کیا جاتا ہی تو
تو بلاتامل ظاہر ہو جاتا ہی کہ اس معنی کے احداث کرنے مین اور اُس سے ایک
قاعدۂ جدید اور اُسکو حکم خدا بنانے مین کسقدر قرآن موجودہ مین زیادہ
کرنا پڑتا ہی۔

آیت موجودہ مین جیسا کہ بی بی عائشہ فرماتی ہین نہ تو یہ ہی کہ یتیمہ

لڑکی کے مال و جمال پر اُسکا ولی لالچ کرتا ہی اور نہ یہ ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ تھوڑے مہر پر اُس سے نکاح کر لے اور نہ یہ ہی کہ جب نکاح کر لیتا ہی تو بدسلوکی سے پیش آتا ہی اور نہ یہ ہی کہ تم ایسی یتیم لڑکیون سے نکاح نہ کرو۔ آیت مین کوئی اشارہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے پر نہی اور ممانعت کا نہین ہی۔ اور نہ یہ حکم ہی کہ سوا اُنکے دوسری عورتون سے نکاح کرو جیسی کہ بی بی عائشہؓ نے تفسیر فرمائی ہی۔

اگر اُس معنی اور مراد مین وہ آیت نازل ہوتی تو اُسمین وہ الفاظ زائد بھی ہوتے جو خود اُنہین نے بڑہاے ہین اور جنکا ہونا ضروری تھا اور وہ الفاظ زائد یہ ہین کہ "عند نکاحھن" "وقت اُنکے نکاح کے" اور "من غیرھن" "غیر اُن یتیم لڑکیون کے"

یعنی اگر خوف ہو تمکو یہ کہ انصاف نکر سکوگے تم یتیم لڑکیون کے بارہ مین (وقت اُنکے نکاح کے) پس نکاح کرو تم (غیر اُن یتیم لڑکیون سے) جو کہ اچھی لگین تمکو عورتون سے۔

یہ بھی ظاہر ہی کہ اس آیت مین نہ صریح کوئی لفظ ہی نہ کوئی ایسا لفظ ہی جو اُس مضمون اور مراد پر دلالت کرتا ہو جیسا کہ مصنف مخاطب اور علمائے اہلسنت کہتے ہین کہ "یتیم لڑکیون سے اُسی صورت مین نکاح کرو جب تمکو اپنے اوپر یہ اعتماد ہو کہ اُنکے حقوق ادا کر سکوگے اور اگر تمہاری دوسری

بیبیان اسکے سوا ہون تو ایسی صورت مین اُس یتیمہ کے حقوق دوسری بیبیون کے برابر رکہوگے اُسکی حق تلفی نکروگے اور اگر تمکو یہ خوف ہو کہ یتیم لڑکیون کے ساتھہ نکاح کرنے مین اُنکے حقوق تمسے ادا نہونگے تو دوسری عورتین نکاح کے لیے پسند کر لو یتیم لڑکیونسے نکاح نہ کرو اسلیے کہ اُنکا باپ نہین جو اُنکی حق کے لیے کوشش کرتا اور خود وہ صغیر سن ہین اپنے لیے کوشش نہین کرسکتین۔

جو معنی اور مراد اس آیت کی مصنف مخاطب یا علماے اہلسنت نے ظاہر کیے ہین اگر یہ آیت اُسی معنی اور مراد مین نازل ہوتی تو ضرور تہا کہ کم سے کم اُسکے یہ الفاظ ہوتے۔

"ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی (عند نکاحھن) فلا تنکحوھن و انکحوا (من غیرھن) ما طاب لکم من النساء"	ترجمہ "اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیون کے ساتھہ انصاف نکروگے وقت نکاح اُنکے تو اُنسے نکاح نکرو اور اُنکے سوا اور عورتون سے جو پسند ہون نکاح کرو"

اور یہ مشکل جو پیش آتی ہے کہ لفظ "یتامی" مین یتیم لڑکے اور لڑکیان دونون شامل ہین اور معنی اُسکے صرف یتیم لڑکیونسے مخصوص کیے جاتے ہین وہ ان الفاظ کے زیادہ کرنے سے بہی رفع نہین ہوسکتی جبتک کہ لفظ "یتامی" کے ساتھہ لفظ "من النساء" نہ بڑہایا جاے۔

اس آیت کے جو معنی بی بی عائشہ اور مصنف مخاطب اور علماے اہلسنت بتلاتے ہین چارہ نہین ہی بجز اسکے کہ اسمین مضمون اور الفاظ زائد کیے جائین خواہ وزائد یہ لفظ ہون "عند نکاحھن فلا تنکحوھن" یعنی وقت نکاح اُنکے پس نہ نکاح کرو اُنسے (اے اُن یتیم لڑکیونسے) اور "من غیرھن" اور "سوا اُنکے" (اے نکاح کرو تم سوا اُن یتیم لڑکیونکے جو اچھی لگین تمکو) خواہ کوئی دوسرے الفاظ زائد ہون ہم مضمون لسکے مگر بغیر الفاظ زائد کیے ہوے وہ معنی کسیطرح قرار نہین پاسکتے ہین کہ جو بی بی عائشہ یا علماے اہلسنت یا مصنف مخاطب نے بیان کیے ہین اور وہ خود بھی کسی شان سے کہین اُن زائد الفاظ کے لکھنے پر اور مضمون بڑھانے پر مجبور ہوے ہین۔

اس مضمون اور الفاظ زائد کو تفسیر نہین کہسکتے تفسیر وہ ہوتی ہی کہ جسمین کسی اجمال کی تفصیل ہو تفسیر اُسکو نہین کہتے ہین کہ اصل متن کا مضمون تبدیل ہوکر دوسرا مضمون پیدا ہوجاے اور اصل متن کے تبدیل مضمون کے لیے اور دوسرے معنی پیدا کرنیکے لیے الفاظ زائد کیے جائین۔

مصنف اور علماے اہلسنت نے اسی آیت کے معنی بتلانے مین جو الفاظ اور عبارت زائد ظاہر کی ہی وہ ایک واقعہ نظیری ہی علی مرتضی کی تصدیق اُس ارشاد کا کہ تحریف معنوی کے وقت کسطرح تبدل و تغیر

کرنیوالے قرآن مین زیادتی کرتے ہین۔ بڑی خیر ہوئی کہ اُس زندیق نے علی مرتضیٰ
سے اس آیت کو پوچھا ورنہ امت رسول مین وہی تفسیر باقی رہتی کہ جو بی بی
عائشہ نے اپنی راے سے فرمائی ہی اور جو رتبہ تحریف کا رکھتی ہی۔

مصنف مخاطب نے علی مرتضی پر اس موقع پر یہ طعن کی ہی کہ " افسوس
ہی کہ جناب امیرؑ نے ایک زندیق مخالف اسلام کے مقابلہ مین تحریف قرآن کی
آڑ مین پناہ لی اور اس آیت کے ربط دینے سے عاجز ہو گئے کیا یہی نائب
رسول اور امام مفترض الطاعت تھے جو قرآن کو اتنا بھی نہین سمجھتے تھے؟

جو حقیقت حدیث جناب امیرؑ کی دکھائی گئی ہی اُس سے ظاہر ہی کہ جناب
امیرؑ نے زندیق کے مقابلہ مین تحریف لفظی قرآن کی آڑ مین پناہ نہین لی اس
موقع پر جو اُنکا ارشاد ہی اُسکا نتیجہ یہی ہی کہ آیت۔

" ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ " (ترجمہ " اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ انصاف
کر سکو تم یتیمون کے بارہ مین ") اور جگہہ کی ہے

اور آیت

" فانکحوا ما طاب لکم من النساء " (ترجمہ " پس نکاح کرو تم جو اچھی لگین تمکو
عورتون سے ") اور جگہہ کی ہے۔

اور ترتیب قرآن کے وقت جمع کرنیوالون نے ان دونون آیتون
کو ایک جگہ لکھدیا ہی جسکو انہون نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی اور کہتے ہین کہ یہ

خدا کیطرف سے ہی حالانکہ وہ اس نوعیت سے خدا کیطرف سے نہین ہی

البتہ بی بی عائشہ نے اپنی تفسیر مین تحریف قرآن کرکے حصار تحریف کا دروازہ کھولدیا ہی جسکے اندر علماے اہلسنت اور مصنف مخاطب گھس پڑے ہین۔

علی مرتضی نے گو غلط ترتیب سے جمع کرنیوالون پر الزام لگایا ہی لیکن خدا کو اور قرآن کو اس الزام سے بچایا ہی کہ جو خدا پر بیرحمی اور قرآن پر نقص کا الزام آتا ہی اگر موجودہ حالت پر اس آیت کے معنی لیے جائین علی مرتضی نے الزام تحریف اور تبدیل معنوی آیت کا زائد عبارت اور الفاظ کرنے سے اپنے آپکو مورد نہین بنایا اور نہ وہ اپنے آپکو مورد ایسے الزام کا خلاف حقیقت اور خلاف اپنے علم کے بنا سکتے تھے اور نہ وہ محض اپنی راے سے ایسی تفسیر کرسکتے تھے جیسے کہ بی بی عائشہ نے اپنے آپکو مورد الزام بنایا ہی اور اپنی راے سے تفسیر فرمائی ہی اور علماے اہلسنت اور مصنف مخاطب اُسکی تائید کرتے چلے آتے ہین اور پھر کوئی الفاظ اور عبارت زیادہ کرکے آیت کے مقصود کے بنانیکے لیے تحریف لفظی اور معنوی قرآن کی آڑ مین پناہ لیتا ہی۔

علی مرتضی اس آیت کے ربط دینے سے عاجز نہین ہو گئے بلکہ وہ خلاف اپنے علم اور حقیقت کے متغیر اور متبدل کرنیوالونکے بیربط فعل

کے ربط کیطرف توجہ ہی نہین کرسکتے تھے اُنکے ارشاد کو معجزے سے کوئی تعلق نہین ہی بلکہ اُنکا ارشاد معجزہ ہی کہ جیسا اُنھون نے متغیر اور متبدل کرنیوالونکی نسبت زیادہ کرنیکا قرآنین فرمایا تھا وہ اس آیت کے متعلق اُن لوگون کی بابت ثابت ہوگیا۔

اور کچھ شبہہ نہین ہی کہ نائب رسول ورامام مفترض الطاعۃ ایسے ہی ہوتے ہین اور قرآنکو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ اُنکا سمجھنا اُنکے بتانیسے ظاہر ہی جسمین متغیر اور متبدل کرنیوالونکے قول و فعل ظاہر کرنے مین کچھ باک نہین کیا۔

نائب رسول ورامام مفترض الطاعۃ اور قرآنکے سمجھنے والے ایسے نہین ہوتے ہین کہ جہان قرآن کے معنی اُنکی سمجھہ مین نہ آئین وہ علیؑ مرتضیٰ اور اہلبیت اور عترت رسول سے تو نہ پوچھین اور ترتیب قرآنین وقت جمع کرنے اُسکے کے جو دغل اور فصل ہوا ہو اُسکو چھپاکر اپنے رائے سے ایسے معنی اور مقصود قرآنکا بیان کرین کہ جو حقیقی معنی اُسکے نہون اور اُس اپنی رائے سے بیان کرنے مین عبارت اور الفاظ قرآنین زیادہ کرنے پر دوسرے معنی قرار دینے کے لیے مستعد ہوجائین اور خلاف ترتیب نزول کے آیات قرآنی مین فصل کرکے اُسکو بے ربط اور خبط کردین۔

اس مقام پر مسلمانونکو اختیار ہی کہ اس آیت کی تفسیر چاہین وہ قبول کرین کہ جو روایت بی بی عائشہ اور عروہ سے صیغہ مجہول مین منسوب کی گئی ہی اور چاہین اُس حدیث کو قبول کرین جو علی مرتضی سے نے فرمائی ہی۔

علی مرتضی پر طعن مین مصنف مخاطب یہ بہی ترقی کرتے ہین کہ "بالفرض اگر اس موقع سے ایک ثلث قرآن ساقط ہوگیا تب بہی تو حالت موجودہ مین بہت اچھا ربط پیدا ہوگیا تہا مگر جناب امیر علیہ السلام کی سمجھہ مین نہ آیا آخر تحریف کرنیوالے بہی تو ایسے کامل تہے جو خدا کے کلام مین اپنا کلام ملاتے تہے بہلا اُنکے تصرف سے کلام بیربط کیسے ہو سکتا تہا"

مگر ایسی راے کسی پہلو سے صحیح نہین ہی۔ حالت موجودہ مین ہرگز ربط پیدا نہین ہوتا ہی جیسا کہ اُس آیت کے ترجمہ سے ظاہر ہی۔ زندیق کا اعتراض قطعی اُسپر وارد ہوتا ہی اور وہ خرابی اور نقص لازم آتا ہی جسکو ہم تصریح سے بیان کر آے ہین۔

اُس آیت کے اولٹ پلٹ اور کہین کے کسی جگہ لکہدینے سے تحریف کرنیوالونکی کاملیت ہرگز ظاہر نہین ہوتی بلکہ اُنکے اُس فعل سے جو نقص لازم آتا ہی وہ اُنکو آئینہ دکہاتا ہی کہ جو اُنکی کاملیت پر داغ لگاتا ہی البتہ اُن بیربط کرنیوالونسے اُن لوگونکا زیادہ کامل ہونا پایا جاتا ہی

کہ جو الفاظ اور عبارت اُس آیت مین زیادہ کرکے اور اُسکے معنی کو تبدل اور تغیر کرکے دوسرے معنی پیدا کرتے ہین اور خدا کے کلام مین اپنا کلام ملاتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

اسی موقع پر بنظر اُس اشارہ کے جو ارشاد علی مرتضی مین ہی مین مصنف مخاطب کے کاملین سے بہتر ربط دکہاتا ہون کہ ٹکڑا آیت "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی" ٹکڑا کس آیت کا ہی اور جس آیت کا یہ ٹکڑا ہی اُسی آیت کے درمیان خط ہلالی مین مین اس ٹکڑے آیت کو لکہتا ہون۔ اور آیت "فانکحوا ما طاب لکم" کس جگہ کی ہی اور اُسکو بہی خط ہلالی مین لکہدونگا جس سے اہل نظر کو زیادہ اطمینان ہوگا اُس ربط پر جو مین دکہاتا ہون۔ آیت۔

"ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیہن (فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا واتوا [1]	ترجمہ "اور فتوی چاہتے ہین تجہسے وہ لوگ بیچ عورتونکے (ای کتنی عورتون کے ساتہہ نکاح کرسکتے ہین اور اُنکے مہر کے بارہ مین) کہہ تو اے پیغمبر ص اللہ فتوی دیتا ہی تمکو اُن عورتونکے بارہ مین (پس نکاح کرو تم جو کچہہ اچہی

[1] پارہ ۵ ۔ رکوع ۱۶ ۔ سورۂ نساء۔

النساء صدقاتهن نحلة فان
طبن لكم عن شيء منه نفساً
فكلوه هنيئاً مريئاً) وما يتلى عليكم
في الكتاب في يتامى النساء
التي لا تؤتونهن ما كتب لهن
وترغبون ان تنكحوهن والمستضعفين
من الولدان وان تقوموا لليتامى
بالقسط وما تفعلوا من خير
(وان خفتم الا تقسطوا في اليتمى)
فان الله كان به عليما"

لگین تمکو عورتونسے دو دو اور تین تین
اور چار چار اور اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ
عدل کرسکوگے تم پس ایک یا جنکے
مالک ہوے داہنے ہاتھہ تمہارے
یہ زیادہ نزدیک ہی کہ عیال داری نہ
کرسکو تم اور دو تم عورتونکو مہر اُنکے
خوش خوش پس اگر خوشی سے دین وہ
تمکو کچھہ اُسمین سے اپنے آپ پس
کہاؤ تم اسکو خوشگوار رچتا ہوا) اور
جو کچھہ کہ پڑہا جاتا ہی تمپر بیچ کتاب کے
بارہ مین یتیم عورتونکے ایسی کہ نہین دیتے ہو تم اُنکو جو کچھہ کہ لکھا گیا ہی واسطے
اُنکے اور رغبت کرتے ہو تم یہ کہ نکاح کرو تم اُنسے اور ناتوان لڑکونکے بارہ مین
(یہ عطف ہی یتیم لڑکیونپر یعنی جو کچھہ پڑہا جاتا ہی تمپر بیچ کتاب کے بارہ مین
یتیم عورتونکے اور ناتوان لڑکونکے) اور یہ کہ قائم رہو تم واسطے یتیمونکے ساتھہ
انصاف کے اور جو کچھہ کہ کرسکو تم نکوئی سے (اور اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ
انصاف کرسکو تم بیچ یتیمونکے) پس تحقیق کہ خدا ہی ساتھہ اُس چیز کے جاننے
والا (۱) کہ وہ تمہارے حسن اخلاق اور بداخلاقی کی تمکو جزا اور سزا دیگا۔

دیکھو اس ترتیب اور ربط سے وہ خرابی اور نقص رفع ہوتا ہی جو حالت
موجودہ قرآن مین "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ" کو "فانکحوا ما
طاب لکم من النساء" سے ربط دینے مین پیدا ہوتا ہی جسکو ہم اوپر بیان
کر آئے ہین۔

اور یہ دونون فقرے آیت کے جس آیت کے درمیان ہمنے شامل
کیے ہین اُنہین شامل ہونے سے کوئی خرابی اور نقص پیدا نہین ہوتا نہ لفظو نہین
نہ معنی مین نہ اپنی طرف سے کسی لفظ اور عبارت کے زیادہ کرنیکی ضرورت
ہوتی ہی اور نہ کوئی دوسرے معنی پیدا ہوتے ہین اور نہ کسی دوسرے معنی
بنانیکی حاجت ہوتی ہی۔

بلکہ جس آیت مین کہ یہ فقرے آیت کے شامل کیے جاتے ہین انکے
شمول کیوجہ سے اُس آیت کی حالت موجودہ کے مضمون اور مراد مین جو
نقص ہی وہ بھی رفع ہو جاتا ہی اور وہ نقص یہ ہی کہ وہ آیت موجودہ اس
طرح پر ہی۔

"ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم	ترجمہ "اور فتوی پوچھتے ہین تجھسے وہ لوگ عورتونکے بارہ مین کہو اے پیغمبر

[۵۱] اور اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ انصاف کرسکوگے تم یتیمونکے حق مین [۵۲] پس نکاح کرو تم جو اچھی لگین تمکو عورتون سے۔

فی الکتاب فی یتامی النساء التی لاتوتونھن ما کتب لھن ان تنکحوھن والمستضعفین من الولدان وان تقوموا للیتامی بالقسط وما تفعلوا من خیر فان اللہ کان بہ علیما ؀

فتوی دیتا ہی تمکو اسبیچ اُنکے (اس مقام پر چاہیے کہ عورتونکے باب مین جو کچھہ فتوی ہو وہ بیان کیا جاے جیساکہ ہمنے آیت اجازت نکاح چند عورتونکے ساتھہ اس جگہ لکھی ہی مگر آیت موجودہ مین وہ فتوی تو بیان نہین کیا گیا اور حرف عطف کے ساتھہ یہ کہا گیا ہی) اور جو کچھہ پڑھا جاتا ہی تمپر یتیم عورتونکے بارہ مین ایسی کہ نہین دیتے ہو تم اُنکو جو کچھہ لکھا گیا اُنکے لیے اور رغبت رکھتے ہو تم یہ کہ نکاح کرو تم اُنسے (بغیر بیان فتوی کے عورتونکے بارہ مین حرف عطف کے ساتھہ ایک دوسرا ایسا بیان یتیم عورتونکی بابت کہ جو قرآن مین پہلے نازل ہو چکا ہو شروع ہونا کسقدر بے محل اور بے ربط اور مضمون کو مختل کرنیوالا باعث نقص قرآن ہی) اور ناتوان لڑکونمین سے اور یہ کہ قائم رہو تم یتیمونکے لیے ساتھہ انصاف کے اور جو کچھہ کہ کرسکو تم نکوئی سے پس تحقیق کہ اللہ ہی ساتھہ اُسکے جاننے والا ؀

اس فقرہ آیت حالت موجودہ مین یتیمونکے ساتھہ انصاف کے ساتھہ قائم رہنے کا بیان تو موجود ہی لیکن یتیمون کے ساتھہ حالت نا انصافی کا بیان متروک ہی جس سے اس موقع پر ایک قسم کا نقصان لازم آتا ہی۔

اور ٹکڑے آیت "ان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ" کے شامل ہونے سے یتیمونکے بارہ مین ناانصافی کرنیکی حالت بھی بیان ہوجاتی ہی اور آخیر کو جو خدا فرماتا ہی کہ "تحقیق اللہ ہوگا ساتھہ اُسکے جاننے والا" اُسکی فصاحت اور بلاغت اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ اس موقع پر انصاف اور ناانصافی یتیمونکے ساتھہ دونونکا بیان ہی —

خدا نے جو اپنے آپکو اس موقع پر جاننے والا ظاہر کیا اُسکے یہی معنی ہوسکتے ہین کہ اگر یتیمونکے ساتھہ انصاف کروگے تو بھی خدا اُسکو جانیگا اور تمکو جزا دیگا اور اگر تم یتیمونکے ساتھہ ناانصافی کروگے تو بھی خدا اُسکو جانیگا اور تمکو سزا دیگا اگر اس موقع پر صرف یتیمونکے ساتھہ انصاف کا ذکر ہوتا تو خدا اس موقع پر اپنی صفت "علیم" کی نہ ظاہر فرماتا جو فعل حسن اور قبیح کے علم کو شامل ہوتی ہی اس صفت علیم کے اظہار مین فعل حسن اور قبیح کے علم کا خود اشارہ موجود ہی اگر اس آیت مین صرف ذکر انصاف کا یتیمونکے ساتھہ ہوتا تو خدا ایسے الفاظ فرماتا کہ خدا تمکو جزا دینے والا ہی اور تمہارے ساتھہ مہربانی کرنیوالا ہی —

اس میرے ربط اور ترتیب سے لفظ "یتامیٰ" کی جو تخصیص تعمیم کرنیکے ساتھہ بی بی عائشہ اور علماے اہلسنت اور مصنف مخاطب کو کرنی

[1] ترجمہ "اگر خوف ہو تمکو یہ کہ نہ انصاف کرسکوگے تم یتیمونکے بارہ مین —

پڑی ہی اُس تخصیص کی ضرورت نہین رہتی اور مضمون آیت کا اس صورت
مین جیسا کہ مین نے اُسکی ترتیب ظاہر کی ہی لفظ "یتامیٰ" حاوی لڑکون
اور لڑکیون دونون کے لیے ہوتا ہی۔

مین نے جس ترتیب سے ربط ان آیتونکا ظاہر کیا ہی اُس سے نقصان
ہر آیت کا رفع ہوتا ہی مگر مجکو خدا اُس الزام سے بچاے اور اُس گناہ مین
ماخوذ نہ کرے کہ جو اُس آیت کا مصداق ہو "جو لوگ کہ لکھتے ہین کتابکو
اپنے ہاتہہ سے (خلاف اُسکی ترتیب کے اور جس سے معنی اور مضمون بگڑ
اور خبط ہو جاتا ہی) پہر کہتے ہین کہ یہ نزدیک خدا سے ہی"

مین اس آیت کے مصداق ہونے سے اپنی محفوظی اسواسطے چاہتا
ہون کہ مجہہ مین وہ جرأت نہین ہی کہ جو مصنف مخاطب کو اور اُنکو کہ جنکی وہ
تقلید کرتے ہین تہی۔ اور اگر مین نے یہ ربط آیات صحیح دکہایا ہی اور علم
الٰہی مین موافق ترتیب کے ہی تو مجکو ثواب اور دوسرے مسلمانونکو فائدہ
ہوگا اور کم سے کم مصنف مخاطب جان لین گے کہ جنکو اُنہون نے کاملین
فرض کیا ہی وہ درحقیقت کامل نہین تہے اور زمانہ اسوقت مین بہی اصلی
کاملین سے خالی نہین ہی۔

پہر مصنف مخاطب نے خاتمہ پر جو یہ کہا ہی کہ "زندیق نے جتنے
اعتراض قرآن پر کیے جناب امیر سے ایک بہی جواب نہ دیا گیا" محض غلط

ہی جسنے وہ پوری روایت اسی لیے نقل کردی ہی جس سے غیر صحیح ہونا بیان مصنف مخاطب کا خود بخود ظاہر ہو جائیگا اور ہر سوال کے جواب مین علی مرتضی نے یہ ہرگز نہین فرمایا ہی کہ "یہان قرآمنین تحریف ہوگئی ہی" بلکہ زندیق کے جواب دینے کے متعلق جہان کہین ایسا موقع تہا اور جسکے متعلق اُنکو علم حقیقی تہا صرف اُسی جگہ اُنہوننے قرآن کی تحریف کا اُنہی حیثیت سے فرمایا ہی کہ جسکا تعلق اولٹ پلٹ کردینے آیات اور ایک جگہ سے دوسری جگہ شامل کردینے سے تہا جس سے معنی خبط اور مضمون مربوط ہو جلے یا جہان کہین مقصود آیات از روے غلط تاویل کے احداث کیے گئے تہے لفظی تحریف جیسا کہ مصنف مخاطب کی غرض ہی علی مرتضی کے ارشاد سے مطلق مستنبط نہین ہوتی ہی —

ایسا جواب اپنی عیب پوشی کے لیے عجیب حیلہ کہ جہان مخالفین نے طعن کیا اور جواب نہ بنا وہین تحریف بتادی اُسوقت ہوسکتا ہی کہ جب علی مرتضی کو علم حقیقی ماخوذ علم پیغمبری سے نہوتا درحقیقت علی مرتضی نے اپنے ارشاد مین اُس عیب پوشی کو کہولا ہی کہ جو لوگوننے اپنی عیب پوشی کے لیے ترتیب قرآنمین حیلہ کیا ہی —

اور علی مرتضی کی وہ شان تہی کہ جب کسی مخالف یا موافق کو کسی چیز کا علم نہوتا تہا تو علی مرتضی سے پوچہتے پہرتے تہے اور اُنسے جواب ہر طعن

اور یہ مسئلہ کا لیتے تھے ہاں غیر علی مرتضی اور غیر عترت رسول کے کچھ لوگون کی ایسی عادت تھی کہ جب کوئی امر اُنکو معلوم نہوتا تہا اور اُسمین علی مرتضی یا عترت رسول سے دریافت کرنا نامناسب اور خلاف مصلحت سمجھتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق اپنی راے سے جو جی مین آتا تہا کہدیتے تھے اور کچھ پروا اسکی نہین کرتے تھے کہ وہ خلاف حقیقت اور مخالف شریعت رسول ہی کیون نہین جسکی سیکڑون نظیرین خود کتب اہلسنت مین موجود ہین اور جنمین سے کسیقدر ہم موقع موقع سے پہلے دکہا آے ہین۔

علی مرتضی کو اس امر کی حاجت ہی نہین ہوتی تھی کہ وہ اپنی راے سے کچھ کہین اُنکو بموجب تعلیم پیغمبر کے ہر امر کی حقیقت اور حالت معلوم تہی اور کوئی چیز ایسی نتہی جسکے متعلق اُنکا علم ماخوذ علم پیغمبری سے نہو اور نہ اُنکی ایسی خصلت تہی کہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی امر ظاہر یا اختیار کرین اُنکی تعلیم اور تربیت روز پیدائش سے پیغمبر کے ہاتہ مین رہی اور پیغمبر نے اپنی خصلتونکو اُنمین کوٹ کوٹکر بہر دیا تہا۔

پہر مصنف مخاطب اپنے عندیہ مین لطیفہ سمجھکر یہ سناتے ہین کہ اسکو قرآن مین آل محمد پر سلام کہنا منظور تہا مگر اللہ جانتا تہا کہ سلام علی آل محمد" کہیگا تو تحریف کرنیوالے اُسکو نکالڈالین گے اسلیے اللہ نے اپنے پیغمبر کا نام "یس" رکہا اور "سلام علی ال یٰسین" فرمایا"

اور تفسیر صافی سے اُسکی سند لاتے ہین۔

"و فی الاحتجاج عن امیر المومنین علیہ السلام قال ان اللہ سمی النبی بھذا الاسم حیث قال یٰس والقرآن الحکیم لعلمہ انھم یسقطون سلام علی آل محمد کما اسقطوا غیرھا"	ترجمہ جو مصنف مخاطب نے کیا ہی "اور احتجاج مین امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا ہی کہ اُسنے اپنے نبی کا نام یٰس رکہا چنانچہ فرمایا "یٰس والقرآن الحکیم" اسلیے کہ اسد

جانتا تہا کہ اگر سلام علی آل محمد کہیگا تو وہ نکالڈالین گے جیسے اور آیتین نکالڈالین"

اُسپر مصنف مخاطب یہ طعن کرتے ہین کہ "محرفین کا خوف اللہ پر بہی ایسا غالب تہا کہ اُسنے پیغمبر کا نام بدلکر آل پیغمبر پر سلام کہا تاکہ محرفین کی سمجہ مین نہ آے اور سمجہ جاتے تو ضرور نکالڈالتے پس جس اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا تہا اُسکو ایسی مجبوری پیش تہی تو اب قرآن کی حفاظت کی کیا صورت تہی"

مصنف نے اس روایت کے ترجمہ مین اگرچہ کچہ اور بہی گڑبڑ کی ہی مگر لفظ "آیتون کا" بالکل غلط لکہا ہی اور صرف اُسکا ترجمہ ہی غلط نہین کیا بلکہ اصل عبارت عربی مین جو سب سے اخیر مین ہی بجاے ضمیر

مذکر کے ضمیر مؤنث لکھی ہی اور اُسوجسے وہ ضمیر آیت کیطرف کسیطرح نہین پہر سکتی۔

صحیح ترجمہ اُسکا یہ ہی کہ "احتجاج مین منقول ہی امیر المومنین ؑ سے کہ فرمایا اُنہوننے کہ نام رکہا خدانے نبی کا ساتہہ اس (یس) نام کے جسطرح کہ فرمایا خدانے "یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین" "یٰس قسم ہی قرآن حکمت والے کی تحقیق کہ تو ہرآئینہ مرسلین سے ہی" ہرآئینہ جانا خدانے تحقیق اُن لوگونکو ساقط کردینگے سلام علی اٰل محمدؐ جیسے کہ ساقط کیا اُن لوگوننے غیر اُسکے کو"

اُس حدیث علی مرتضیٰؑ مین بہی جو بمقابلہ زندیق کے فرمائی ہی اور جسکا پورا ترجمہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین یہ ارشاد علی مرتضیٰ کا موجود ہی اور ایسے ہی قول اُس خدا کا "سلام علی الیاسین" تحقیق کہ اسنے نام رکہا نبی کا ساتہہ اس نام کے جسطرح کہ فرمایا "یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین" ہرآئینہ جانا اُسنے یہ کہ تحقیق وہ لوگ ساقط کردینگے قول اُسکا "سلام علی اٰل محمد" جیسے کہ ساقط کیا اُنہوننے غیر اُسکے کو۔

اسمین کچہہ کلام نہین ہو سکتا کہ قرآن مین جو "یٰس" کے لفظ سے خدانے خطاب کیا ہی اُس سے مراد پیغمبر خدا صلعم سے ہی اور اُس لفظ کے

ساتھہ آنحضرت صلعم کو موسوم کیا گیا ہی جیسا کہ اکثر علماے اہلسنت نے قبول کیا ہی مگر کچھہ علمانے یہ بھی کہا ہی کہ "یٰس" نام خدا کا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ وہ نام پیغمبر کا نہین یا اُس لفظ سے مراد آنحضرت صلعم سے نہین ہی اور بعض نے عموماً یہ کہا ہی کہ حروف مقطعات اسماے قرآن ہین اور بعض نے یہ کہا ہی کہ وہ نام سورتونکے ہین جس سے ان علما کی کوشش یہ پائی جاتی ہی کہ آنحضرت صلعم کا نام جسطور پر خدا نے اس موقع پر لیا ہی اُس طور سے وہ نام دوسرے معنی اور مراد پیدا کرنے سے ساقط ہو جاے گو وہ کوشش اُنکی پوری نہوئی لیکن اُنکا نیت ظاہر ہو گیا اور جب لوگو نے پیغمبر کے نام کی نسبت دریغ نہین کیا تو اُنکے آل کی نسبت دریغ نہ کرنا کچھہ محل شبہہ نہین ہو سکتا"

سورۂ صافات مین یہ آیت ہی۔ آیت

"سلام علیٰ الیاسین" ترجمہ "سلام ہو اوپر الیاسین کے"

لفظ "الیاسین" جو اس آیت مین آیا ہی اُسکی قراءت مین اختلاف ہوا ہی بعضونے اُسکو "اِلیاسین" پڑھا ہی اور بعضونے اُسکو "آل یٰس" پڑھا ہی۔ قرآن موجودہ مین یہ آیت تحت ذکر حضرت الیاس کے ہی آیت سلام مین جو لفظ "الیاسین" آیا ہی اُسکی جیسے قراءت مین اختلاف

[1] تفسیر اتقان بحث متشابہ۔

ہوا ہی ویسے ہی اُسکی مراد مین اختلاف ہوا ہی۔

اکثر علماے اہلسنت نے یہ کہا ہی کہ "الیاسین" سے مراد حضرت الیاس سے ہی اور چونکہ لفظ "الیاسین" جمع الیاس کی معلوم ہوتی ہی اس لیے بعض علماے اہلسنت نے یہ بھی کہا ہی کہ بحالت جمع ہونیکے حضرت الیاس کی پیروی کرنیوالے بھی اُسمین شامل ہین۔

جن علماے اہلسنت نے "آل یٰسین" پڑھا ہی اُس قرارت کے موافق بعض علماے اہلسنت یہ کہتے ہین کہ "یٰسین" حضرت الیاس کے باپ کا نام تہا۔ لیکن سفیان ثوری نے منصور سے اُسنے مجاہد سے روایت کی ہی کہ "عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ یٰسین سے مراد رسولخدا صلعم سے ہی اور آل یٰسین اہلبیت ہین اُنکے"

اور سدی نے بھی روایت کی ہی کہ "مراد اس سے محمدؐ اور آل محمدؐ ہین"

چنانچہ ابن حجر نے صواعق مین فخرالدین رازی[1] سے نقل کیا ہی کہ "اہلبیت رسول حضرت رسول اللہ سے پانچ چیزونمین مساوی ہین ایک سلام مین کہ خدا نے رسول کے لیے فرمایا ہی "السلام علیك ایھا النبی" اور اہلبیت کے بارہ مین فرمایا "سلام علیٰ آل یٰسین"

اسمین شبہہ نہین ہی کہ وہ آیت کہ جسمین لفظ "یس" آیا ہی اور آیت

[1] دیکھو رسالہ روشنی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴۔

سلام ہین لفظ "الیاسین" ہی منجملہ آیات متشابہات کے ہین اگر یہ آیات محکم ہوتین تو اُسکے معنی مین اختلاف نہو سکتا۔ اور علی مرتضی نے بہی تعالیٰ زندیق کے ان دونون آیتونکا ذکر آیات متشابہات کے ذکر مین کیا ہی اور ینظاہر ہی کہ آیات متشابہات کی تاویل اور تفسیر ایک امر ضروری ہی۔

علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت نے ان دونون آیات کی یہی مراد بیان کی ہی کہ "یس" سے مراد آنحضرت صلعم ہین اور "ال یسین" سے مراد ہم اہلبیت ہین۔ اور تفسیر علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت ضرور تفسیر پیغمبری ہی تفسیر پیغمبری کو نہ قبول کرنا اور قرآن سے اُسکو نکالڈالنا مثل اسی کے ہی کہ جیسے اصل قرآنکو نکالڈالا جاے اور ہم پہلے خود کتب اہلسنت سے دکہا آے ہین کہ بعض آیات مین نام علی مرتضی کا قرآن ابن مسعود مین موجود تہا جسکو ہم تفسیر پیغمبری کہتے ہین لیکن اُس تفسیر پیغمبری کو قرآن موجودہ سے نکال ڈالا گیا۔

بس اس جگہ جو علی مرتضی نے یہ فرمایا ہی کہ "اسجانتا تہا اگر سلام علی ال محمد کہے گا تو وہ ساقط کر دینگے جیسے کہ ساقط کر دیا اُنہون نے غیر اُسکے کو" اُس غیر کے ساقط کر دینے سے مراد اُسی قسم تفسیر پیغمبری کے ساقط کر دینے سے ہی جو ہمنے کتب اہلسنت سے دکہائی ہی۔

ابہ اگر مصنف مخاطب کی یہی خوشی ہی کہ نفس آیات قرآنی کے ساقط

کردینے کی مراد لیں تو اپنے یہان کی روایات نقصان اور اسقاط قرآن کی دیکہہ لیں جنکو ابہی لکہہ آئے ہین۔

قرآن مین جو حروف مقطعات نازل ہوے ہین وہ بمعنی نہین ہین بلکہ وہ علامات ہین کسی احکام اور اخبار کی مگر خدا کا راز اور اسرار ہی درمیان خدا اور اُسکے پیغمبر کے اور خدا نے چاہا ہی کہ اُس بہید پر کوئی آگاہ نہو اور بنظر اُس تعلیم اور تربیت کے جو پیغمبر نے علی مرتضی کو دی کہ جس سے دوسرے لوگ ہدایت پائین دل اسبات کو قبول کرتا ہی کہ علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت اُس بہید سے آگاہ ہوتے چلے آے۔

پہر خدا نے جو قرآن مین خطاکارون اور ظالمون اور منافقون کے نام سے کنایہ کیا اور صاف صاف نام اُنکے نہین لیے گئے جیسا کہ قرآن موجود مین ہی کہ کاٹ کہائیگا ظالم اپنے ہاتہونکو" حالانکہ لفظ ظالم پر الف لام موجود ہی جس سے یہ مراد ہی کہ خدا اُس ظالم کو پہچانتا تہا یا وہ خدا کے ذہن مین تہا یا خدا کے علم مین مخصوص تہا مگر خدا نے اس موقع پر نام اُسکا ظاہر نہین کیا۔

پہر ایک جگہ خدا حکایت قول کسی اپنے دشمن کی کرتا ہی "ای وای ہو مجکو کاش نہ پکڑتا مین فلانے کو دوست" اس موقع پر خدا نے نہ اُسکا

لہ تفسیر اتقان بحث متشابہ۔

نام بتایا کہ جسکے مقولہ کی حکایت کی گئی ہی اور نہ اُسی کا نام بتایا کہ جسکے ساتہہ اُسنے دوستی رکہی اور بجاے نام کے لفظ "فلان" بولا گیا۔

اب مین یہ پوچہتا ہون کہ خدا نے جوان موقعونپر اپنا راز نہی سے رکہا اور اُسکو علانیہ ظاہر نہین کیا اور نہ خطا کارون اور ظالمون اور منافقونکے نام لیے تو آیا خدا کو اُنکا یا کسی کا خوف تہا۔ نہین۔

قرآن محاورۂ انسانی پر نازل ہوا ہی اور جسقدر مصلحتین اور ضرورتین انسان کے لیے لازمی ہوتی ہین وہ پیش نظر رکہی گئی ہین کہ پیغمبر کا درمیان تہا اور پیغمبر ۳ ایک کار خاص اور عظیم پر مامور کیے گئے تہے بنظر مصلحت وقت کے جس تدبیر کی ضرورت پیغمبر کو ہوتی تہی خدا وہی طریقہ اختیار کرتا تہا اور اُسی طریقہ سے آیات قرآنی نازل ہوتی تہین۔

اور ہمارے اس سخن کی تائید اُس مقام سے ہو جاتی ہی کہ جہان جزو ثانی تفسیر اتقان مین ناسخ اور منسوخ پر بحث کی گئی ہی اور جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسیوقت مین بنظر مصلحت وقت کے ایک طرحکا حکم ہوتا تہا اور دوسرے وقت بنظر مصلحت وقت کے دوسری طرح کا حکم دیا جاتا تہا اور اُس سے اطمینان ہو جاتا ہی کہ خدا بنظر مصلحت وقت کے پیغمبر ۳ کے لیے تدبیر اختیار کرتا تہا۔

بس خدا نے اپنا کلام بذریعہ حروف مقطعات کے نازل کر کے

پیغمبرؐ کو اپنا رازدار بنایا اور اپنے اُس راز کو علانیہ ظاہر نہین کیا یہ بہی اُسکی مصلحت تہی اور ایسے ہی اُسنے جو قرآن مین خطا کارون اور ظالمون اور منافقون کے نام کا کنایہ کیا اور پیغمبرؐ کو علیحدہ کتاب مین لکہوا دیے اور وہ کتاب پیغمبر سے رو برو صحابؓ کے پیش کروائے یہ بہی اُسکی مصلحت تہی اور ایسے ہی اُسنے جو اپنے پیغمبرؐ کا نام "یٰسین" رکہا اور اُسکی آل پر بلفظ "آل یٰسین" سلام بہیجا یہ بہی اُسکی مصلحت تہی۔

مصلحت کا لفظ اس موقع پر جو مین استعمال کر رہا ہون اُس سے میری مراد یہ نہین ہی کہ جیسے خدا نے کوئی فعل کیا ہو اور انسان کو اُسکی کنہ کا ادراک نہو سکے اُسپر انسان کہدیتا ہی کہ وہ خدا کی مصلحت ہی۔ نہین۔ مین نے جو لفظ "مصلحت" کا استعمال کیا ہی اُس سے میری مراد مصلحت وقت اور مصلحت زمانہ ہی اور اُس مصلحت کی کُنہ کو خدا تو جاننے والا تہا ہی مگر اُسکی وجہ اُسکے بندے جو اُسوقت موجود تہے ضرور جانتے تے اور تاریخی حالات جو اُس عہد کے لکہے ہوے چلے آتے ہین اُس سے ہر زمانہ کے مسلمان جانتے رہے ہین جس کسی نے کہ اُسپر غور کیا وہ مصلحت اُسوقت کی درحقیقت مصلحت قومی اور مصلحت ملکی تہی کہ جو خدا نے اپنے پیغمبر کے لیے بنظر حالت قوم اور ملک کے اختیار کی اور ایسی مصلحت کا اختیار کرنا لازم تہا جس سے معلوم ہو گیا کہ خدا بڑی حکمت والا ہی اور اُسیکی تقلید سے تمام سلطنتین مہذب

اور تعلیم یافتہ اُسی قسم کی پالسی اختیار کرتی چلی آتی ہین۔

مصنف کا یہ خیال بالکل غلط اور بیموقع ہے کہ "محرفین کا خوف اللہ پر بھی ایسا غالب تہا کہ اُسنے پنغمبر کا نام بدلکر آل پنغمبر پر سلام کہا تا اگر محرفین کی سمجھ مین نہ آسے اور سمجھ جاتے تو ضرور نکالڈالتے"

نہین۔ یہ فعل خدا کا بنظر مصلحت ملکی اور قومی کے تہا کہ جو مناسب حال پنغمبر کے تہی اور اسی قسم کی تدبیرون اور طریقون اور مصلحتونکے اختیار کرنے سے اطمینان ہوا کہ لوگ قرآنکو محفوظ رکہین گے اور اُسی اطمینان پر خدا نے قرآنکی حفاظت کا وعدہ کیا۔

یہ خیال مصنف مخاطب کا کہ "جل اسنے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا تہا اُسکو ایسی مجبوری پیش تہی تو اب قرآنکی حفاظت کی کیا صورت تہی" غیر صحیح اور محض تخیلہ ہے۔ خدا بڑا حکیم اور اپنے بندونکو حلت سکہانے والا ہے اگر وہ انسانونکی عادت اور خصلت کا جسکا وہ علم رکہنے والا ہے لحاظ نہ کرتا اور بغیر کسی تدبیر حفاظت کے وعدہ حفاظت کا کرلیتا تو ضرور وہ نادان سمجھا جاتا۔

صاحب تفسیر صافی اُس حدیث علی مرتضی کی نقل کے بعد جو زندیق کے سوالات کے متعلق ہے اور اُس سے پہلے جو متعدد اخبار نقل کیے ہین اپنا اجتہاد ظاہر کرنیکے لیے تمہید شروع کرتے ہین اُسکو مصنف مخاطب نتیجہ

اُنکے اجتہاد کا تصور کرکے اُنکی نسبت اجتہاد کو اس غرض سے نقل کرتے ہین کہ وہ عالم شیعہ تحریف لفظی کا قائل ہو گیا ہی حالانکہ تمہید سے کوئی نتیجہ نکالنا صحیح نہین ہو سکتا خود اُس عالم نے اخیر تک جو کچھ بیان کیا ہی اُس سے اُنکے اجتہاد کا نتیجہ نکل سکتا ہی۔

لیکن مصنف مخاطب نے اپنی غلط فہمی سے جو تمہید سے نتیجہ تصور کیا ہی اُسکی تصدیق ہی نہین ہو سکتی ہی اور اسی لیے ہم بمقابلہ ہر ایک فقرۂ منقولہ مصنف مخاطب کے خط ہلالی مین شرح قول اُس عالم شیعہ کی کیے دیتے ہین تاکہ ظاہر ہو جاے کہ اُس عالم شیعہ کا درحقیقت ویسا مقصود نہین ہی اور ترجمۂ قول عالم شیعہ مین مصنف مخاطب نے جو نقص کیا ہی اُسکو بھی ہم درمیان ترجمہ کے دکھا دینگے۔

اُس عبارت تمہید ی عالم شیعہ کا مصنف مخاطب یہ ترجمہ کرتے ہین کہ "حاصل (انکے مجموع) خبر ونکا اور اُنکے سوا اور روایتونکا جو طریقہ اہلبیت سے ہین یہ ہی کہ بیشک جو قرآن ہمارے سامنے ہی (اے بظاہر ہمارے سامنے ہی لفظ بین اظہرنا کا یہی منشا ہی) نہین ہی پورا قرآن اُسیطرح جیسے کہ نازل ہوا ہی محمدؐ پر (شرح۔ بیشک جو قرآن ہمارے سامنے بظاہر ہی یہ پورا قرآن اُسیطرح نہین ہی جیسے کہ نازل ہوا ہی محمدؐ پر جسطرح پر پیغمبرؐ نے اُسکی تفسیر فرمائی جو حکم مین قرآن کے اور مثل قرآن کے تھی اور جسکو علی مرتضیٰؑ نے اپنے ہاتھ

سے لکھہ لیا تھا اور جو اُنکے مصحف مرتبہ اور مجتمعہ مین شامل تھی اور نہ اُس ترتیب
سے ہی کہ جس ترتیب سے نازل ہوا تھا چنانچہ تفسیر اتقان جلد اول صفحہ ۶
و ۶۵ بحث جمع و ترتیب قرآن مین مندرج ہی کہ قرآن لکھا گیا عہد رسولؐ مین
اور غیر مجموع تھا ایک جگہ قرآن تین دفعہ جمع کیا گیا ایک بحضور نبی پھر عہد حضرت
ابوبکر مین باصرار حضرت عمر بعد لڑائی اہل یمامہ کے تیسری مرتبہ عہد عثمانؓ مین
اور عکرمہ سے کہا ہی کہ انس و جن جمع ہو جائین تو بھی ترتیب نزول پر تالیف
کی طاقت نہوگی اور یہ جمع کرنا قرآن کا توفیقی اور اجتہادی ہی اور علی نے مصحف
ترتیب نزول پر جمع کیا تھا اور اُسکی سورتونکی ترتیب بھی بیان کی گئی ہی جس
سے ظاہر ہی کہ قرآن پورا اُسیطرح نہین ہی جیسے کہ نازل ہوا ہی محمدؐ پر بلکہ اُسمین
ایسا بھی ہی جو اُس مضمون کے مخالف ہی جو اللہ نے نازل کیا تھا اور اُسمین وہ
بھی ہی جو بدلا گیا ہی اور تحریف کیا گیا ہی (یعنی اللہ نے جو نازل کیا تھا اُسکو
اولٹ پلٹ کر دیا گیا ہی اور کہین کی آیت کہین لکھہ دی گئی ہی جس سے مضمون
خلاف ہو گیا ہی جو اللہ نے نازل کیا تھا اور اسیکو فاضل شیعہ نے کہا ہی کہ وہ
بدلا گیا ہی اور تحریف کیا گیا ہی) اور بیشک خلاف کر دی گئی ہین اُسمین
سے بہت چیزین اُسمین سے علی کا نام ہی بہت جگہ اور اُسمین سے لفظ
آل محمدؐ کا ہی بہت جگہ اور اُسمین سے منافقین کے نام ہین اپنے مقامونپر
اور اُس محذوف مین اسکے سوا اور مطالب بھی تھے۔ (اس جگہ حذف

کردینیسے مراد اُسی تفسیر پیغمبری کی بابت ہی کہ جو مثل قرآن کے اور حکم قرآن مین تہی اور ایسا حذف کتب اہلسنت سے جو مصحف ابن مسعود اور اُبی بن کعب مین تہا ہم پہلے ہی دکہا آرے ہین۔ اسکے بعد وہ عالم شیعہ کہتے ہین) اور وہ نہین ہی اُس ترتیب پر جو اللہ اور رسول کے نزدیک پسند تہی اور یہی قول ہی علی بن ابراہیم کا (صحیح ترجمہ۔ اور اسیوجہ سے کہا علی بن ابراہیم سنے)

پہر مصنف مخاطب سنے تمہید عالم شیعہ کو قطع کرکے یہ کہا ہی کہ " ائمہ سنے صاف صاف خبر دی ہی کہ قرآن موجودہ مین بعضی آیتین خلاف ما انزل اللہ ہی ہین یعنی اُنمین ایسی تحریف ہوئی ہی کہ جو اللہ کا مقصود تہا اُسکے خلاف معنی پیدا ہوگئے"

اسکو ہم قبول کرتے ہین کہ بتبدیل مقصود کرکے قرآنمین تحریف معنوی کی گئی ہی مگر مصنف مخاطب خلاف اپنے اس بیان کے مثال دیکر تحریف لفظی کے قائل ہونیکا غلط استنباط کرکے جو الزام لگانا چاہتے ہین وہ صحیح نہین ہی جیساکہ وہ فرماتے ہین " مثلاً اللہ کے نزدیک یہ امت سب اُمتونمین بدتر شریر تہی اور محرفین سنے قرآن کی آیت یون بنادی " کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔ ہو تم بہتر امت کے جو ظاہر کی گئی ہی آدمیونمین

(واسطے آدمیون کے) حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لائے ہوا اللہ پر''

پہر مصنف مخاطب صاحب تفسیر صافی کی اُسی تمہید کا ذکر کرتے ہین جسکو پہلے منقطع کیا تہا اور کہتے ہین کہ '' تفسیر صافی مین لکھا ہی علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر مین لکہا ہی (کہا ہی) کہ جو حصہ قرآنکا خلاف اُس مضمون کے ہی جو اللہ نے نازل کیا تہا اُسمین سے اللہ کا یہ قول ہی (صحیح ترجمہ ۔ اور لیکن جو کچہ کہ ہی خلاف اُسکے جو اسنے نازل کیا ہی بس وہ قول خدا کا یہ ہی)

''کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله''	ترجمہ '' ہو تم بہتر (امت) گروہ کے ظاہر کی گئی ہی واسطے لوگونکے حکم کرتے ہو تم ساتہہ نیکی کے اور نہی کرتے ہو تم بدی سے اور ایمان لاتے ہو تم ساتہہ خدا کے ''

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے جو اس آیت کو پڑہتا تہا کہ بہتر امت ہین قتل کرتے ہین امیر المومنین اور حسین بن علی کو۔ تب اُنسے پوچہا گیا کہ ای ابن رسول اللہ یہ آیت کسطرح نازل ہوئی ہی تو اُنہوننے فرمایا کہ بیشک نازل ہوا ہی ۔

'' خیر ائمة اخرجت للناس''	ترجمہ '' بہتر ہین ائمہ کہ ظاہر کیے گئے ہین واسطے لوگون کے''

اسکے معنی مصنف مخاطب یہ بیان کرتے ہین کہ "یعنی اصل تنزیل
مین لفظ (ائمہ) تھا جو امام کی جمع ہی پس معنی یہ ہوے کہ تم اچھے امام ہو الخ اور
اس صورتمین یہ امت کی تعریف نرہی بلکہ خاص ائمہ کی تعریف ہو گئی"
اس موقع پر مصنف مخاطب نے جو کچھہ اعتراض کیا ہی اُسکی حقیقت
ظاہر ہونیکے لیے مجکو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ مین پہلے اس آیت کے معنی پر بحث
کرون جسکی تفسیر امام علیہ السلام نے فرمائی ہی جس سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس
آیت کے معنی کیا ہین اور کیا ہو سکتے ہین اور امام علیہ السلام نے جو تفسیر
فرمائی ہی وہ صحیح ہی اور مصنف مخاطب نے جو استدلال الزام تحریف لفظی
قائم کرنیکے لیے کیا ہی وہ کسیطرح ٹھیک نہین ہو سکتا۔

ترجمہ اس آیت کا یہ ہی "ہو تم بہتر (امت) گروہ کے ظاہر کیے گئے
واسطے لوگونکے حکم کرتے ہو تم ساتھہ نیکی کے اور نہی کرتے ہو تم بدی سے
اور ایمان لاتے ہو تم ساتھہ خدا کے"

اس آیت مین جو یہ لفظ آیا ہی کہ "ہو تم خیر امت کے" (بہتر گروہ
کے) اسکے معنی پر غور کرنا چاہیے کہ جن لوگونکو خیر امت کہا ہی وہ کل امت
ہی یا بعض امت آیا اُسمین تعمیم ہی یا تخصیص اگر اُسمین تعمیم ہی اور مراد کل
امت سے ہی تو معنی کنتم خیر امۃ کے یہ ہونگے کہ تم بہتر امت ہو لیکن
اُس امت کی صفت خدا نے یہ بیان کی ہی کہ "وہ خیر امت ظاہر کی گئی ہی

واسطے لوگونکے امر کرتے ہین ساتھہ معروف کے اور منع کرتے ہین منکر سے"
تو اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا کل امت ایسی ہی ہی اور یہ اوصاف کل امت
کے ہر فرد بشر پر صادق آسکتے ہین اسکا جواب ضرور نفی مین ملیگا اور جب
کل امت ایسی نہین ہوسکتی تو کل امت کے لیے خیر امۃ نہین کہا جا سکتا
اور کل امت کے لیے خیر امت کا لفظ صادق نہ آنیکی طرف امام علیہ السلام
نے اپنی حدیث مین اشارہ فرمایا ہی جسکا مقصود یہ ہی کہ کیا خیر امت ایسی
ہی ہوتی ہی کہ علی بن ابیطالب کو کہ بعد پیغمبر جو افضل الناس اور بہترین
امت سے تھے اور حسین بن علیؑ کو کہ جو جگر گوشۂ رسول تھے وہ خیر امت
قتل کرے جو ضد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہی۔
اگر مذہب اسلام مین قتل علی مرتضیٰ اور حسینؑ بن علیؑ کا روا رکھا جاے
تو کل امت خیر امت قرار پا سکتی ہی اسلیے کہ اسی حالت مین قاتلان علیؑ
مرتضیٰ اور حسین بن علی خیر امت سمجھے جا سکتے ہین۔
اس بنا پر کل امت خیر امت قرار نہین پا سکتی اور ضرور ہی کہ لفظ خیر امت
مین تعمیم قبول نہ کیجاے اور مراد اسکی بعض امت سے ہی جاے چنانچہ خیر
امت کی تخصیص خود روایات کتب اہلسنت مین ہوئی ہی۔
ابن عباس اور سدی یہ کہتے ہین کہ "خیر امت کا خطاب خاصۃً

مہاجرین کے لیے ہی"

اور عکرمہ کا یہ قول ہی کہ وہ ابن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ کے باب مین نازل ہوئی ہی۔

اور ضحاک نے یہ کہا ہی کہ اُس سے ارادہ کیا گیا ہی رسولخداؐ سے خاصکر۔

جہان یہ روایتین اور رائین قبول کی گئی ہین وہان امام علیہ السلام نے اگر یہ فرمایا کہ نازل ہوا ہی خیر ائمۃ جسکی مراد یہ ہی کہ خیر امت ائمہ ہین اور لفظ امت مراد و معنی ائمہ مین نازل ہوا ہی اور پڑہنے والے نے جو لفظ امت بمعنی عام امت کے پڑہا تہا اُسکو سمجہایا ہی کہ بمعنی ائمہؑ کے پڑہنا چاہیے تو اُس سے کسطرح تحریف لفظی قرآن کی مقصود ہو سکتی ہی جسپر مصنف مخاطب نے بہت زور مارا ہی۔

کیا خیر امۃ سے مراد مہاجرین یا اُن لوگونسے ہی جنکے نام عکرمہ نے لیے یا خاص پیغمبرؐ سے لی جاے اور خیر امت کی جگہ از روے معنی و مراد کے وہ لوگ سمجہے جائین تو اُس سے تحریف لفظی قرار پاسکتی ہی؟۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ اور ضحاک نے خیر امت سے جو مراد مخصوص پیغمبرؐ سے لی اور امام نے ائمہ اہلبیت سے تو ہمین کیا قباحت لازم آتی ہی کہ ائمہ اہلبیتؑ جزو بدنی پیغمبرؐ کے ہین اور وارث اُنکے علم کے۔

اب مین دو آیتون قرآنسے جو اس آیت سے آگے پیچہے ہین دکہاتا ہون

کہ خیر امت سے مراد کل امت سے نہین ہی بلکہ بعض امت سے ہی اور وہ بعض امت علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت ہین اول آیت یہ ہی۔

"ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون"	ترجمہ "اور چاہیے کہ ہو تم مین سے ایک گروہ کہ بلائین وہ طرف خیر کے اور امر کرین ساتھ معروف کے اور نہی کرین منکر سے اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہین"

اس آیت سے ظاہر ہی کہ خدا نے "منکم" مین خطاب تمام اُن لوگون کی نسبت کیا ہی کہ جو مسلمان عہد پیغمبرؐ مین موجود تہے اور جسپر اطلاق امت پیغمبرؐ کا تہا اُن کل مسلمانون امت پیغمبرؐ مین سے خدا ایک گروہ کی تخصیص کرتا ہی کہ جو بلائین طرف خیر کے پس صریح ہی کہ اس ارشاد خداوندی سے وہی گروہ خیر امت قرار پا سکتا ہی جو خیر کیطرف کو بلاے اور آیت کنتم خیر امة مین مراد خیر امت سے اُسی گروہ سے ہو سکتی ہی کہ جنکو خیر کیطرف بلانیوالا منجملہ تمام مسلمانون عہد پیغمبرؐ کے اس آیت مین فرمایا گیا ہی جب اس آیت مین امت (ایک گروہ) کو خیر کیطرف بلانیوالا منجملہ تمام مسلمانون عہد پیغمبرؐ کے قرار دے لیا گیا ہی اور اُسکی تعریف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ کی گئی ہی تب لفظ خیر امت بولکر اُسکی تعریف امر بالمعروف

بلانیوالا اور دوسرا گروہ جدائی اور اختلاف کرنیوالا تو اُسکے ساتھہ ہی دونون گروہ کی کیفیت فرماتا ہی۔ آیت

"یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون تلک ایات اللہ نتلوھا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعالمین وللہ ما فی السموات وما فی الارض و الی اللہ ترجع الامور"

ترجمہ "جسدن کہ سفید ہونگے مُنہہ اور کالے ہونگے مُنہہ پس لیکن جن لوگون کے کہ کالے ہونگے مُنہہ آیا کفر کیا تم نے بعد ایمان اپنے کے (کفر بعد ایمانکا مضمون بہت ہی لحاظ کے قابل ہی) پس چکھو تم عذاب کو بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے اور لیکن جو لوگ کہ نورانی ہونگے چہرے اُنکے پس بیچ رحمت خدا کے ہونگے اور اُسمین ہمیشہ رہینگے یہ ہین نشانیان خدا کی کہ پڑھتے ہین ہم اُنکو اوپر تیرے ساتھہ حق کے اور خدا نہین چاہتا ہی ظلم واسطے جہان کے لوگونکے اور خاص خدا کے لیے ہی جو کچھہ کہ آسمانون اور زمین مین ہی اور طرف خدا کے پہیرے جائین گے سب امور"

اس آیت مین جو ذکر کفر کا بعد ایمان کے ہوا ہی علماے اہلسنت نے چند قول لیے ہین کہ وہ کن لوگونسے مراد ہی حسن کا یہ قول لیا ہی کہ مراد منافقو نسے

ہی۔ اور علی سے یہ قول لیا ہی کہ اہل بدع اور اہوا سے مراد ہی اور اسی کے مثل قتادہ
سے ہی کہ وہ اہل ارتداد سے مراد لیتے ہین اور پیغمبرؐ کی وہ حدیث روایت
کی گئی ہی جسمین پیغمبرؐ نے قسم کہا کے فرمایا ہی کہ "میرے اصحاب حوض پر وارد
کیے جائین گے اور کہا جائیگا کہ تو نہین جانتا ہی جو کچھہ احداث کیا اُنہون نے
بعد ایمان اپنے کے پہر گئے اپنی ایڑیون پر قہقری پہر ناذکر کیا اُسکا ثعلبی نے
اپنی تفسیر مین۔

اس آیت کے ساتہہ آیت "کنتم خیر امتہ" زیر بحث ہی اور آیت
زیر بحث سے ماقبل کی جو آیت ہمنے نقل کی اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ مسلمانون عہد پیغمبر مین دو گروہ ضرور بتلائے گئے ہین ایک خیر امت اور
ایک غیر خیر امت یعنی ایک خاص اور ایک عام اور اُن دونون گروہون
کی جو کچھہ حالت اور کیفیت ہی وہ اس آیت مین علانیہ مذکور ہوئی ہی اور
اس آیت کے بعد ہی آیت "کنتم خیر امتہ" ہی تو پہر کیونکر سمجہا جا سکتا
ہی کہ خیر امت سے مراد کل امت ہی بلکہ صریح ہی کہ خیر امت سے مراد بعض امت
ہی اور وہ بعض امت جسکی تخصیص خیر امت کے ساتہہ ہی سوا علی مرتضی
اور ائمہ اہلبیت کے کوئی نہین ہو سکتا اور جو لوگ کہ اُنکے پیرو اور فرمانبردار
ہین وہ اُنکے زیر سایہ ہین۔

اس موقع پر امام علیہ السلام نے خیر امت کی تفسیر خیر ائمہ کے ساتہہ

فرمائی ہی جو کوئی بلا تعصب کے نظر کریگا وہ یقین کرسکتا ہی کہ وہ تفسیر نہایت سچی ہی۔

دو نکتہ ۱۱؎ جو آیت ہمنے نقل کی ہی اسمین پہلے گروہ خیر امت کا ذکر ہی پہر غیر خیر امت کے لیے ہدایت اور نصیحت ہی اُسکے بعد خدا نے اول نورانی چہرے والونکا اور پہر کالے منہ والونکا ذکر کیا ہی جس سے صاف یہ مراد ہی کہ جو گروہ خیر امت اول الذکر ہی وہ نورانی چہرے والے ہین اور جو گروہ غیر خیر امت ہی اُنکا روز قیامت کالا منہ ہونیوالا ہی۔

لیکن خدا نے پہر اس ترتیب کو چھوڑ دیا اور عذاب کے لیے پہلے کالے منہ والونکا ذکر کیا یعنی اُس گروہ کا جسنے تفرقہ ڈالا خیر امت کو چھوڑ کر اُس سے جدائی اختیار کی دین خدا مین اختلاف کیا یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے جو صفت خیر امت کی تہی عدول کیا اُسکی وجہ یہ ہی کہ بعد پیغمبر جس گروہ نے تفرقہ ڈالا خیر امت کو چھوڑ کر اُس سے جدائی اختیار کی کہ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالا تہا ایسے گروہ سے جدائی کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عدول تہا جس کا وہ فرقہ بادی ہوا اسلیے خدا نے عذاب کے لیے اُسکا پہلے ذکر کیا تاکہ لوگونکو عبرت ہو اور اُسکو پیش نظر رکہکر مرتکب عدول امر خدا کے نہون۔

لیکن خوف عدول سے وہ گروہ جو خیر امت کو چھوڑ کر جدائی کرنیوالا اور دین مین اختلاف ڈالنے والا ہوگا مجبور ہی کہ اصلی اور باطنی معنی قرآن کے جو خیر امت

بیان کرے اور تحریف معنوی سے آگاہ کرے اُسکو تحریف لفظی قرار دے تاکہ اُسکے اصلی اور باطنی معنی قبول نہو سکین۔

آیت زیر بحث "کنتم خیر امة" سے ایک آیت کے بعد یہ آیت ہے

آیت

"لیسوا سوآء من اهل الکتب امة قائمة یتلون ایات الله اناء الیل وهم یسجدون ٥ یومنون بالله والیوم الاخر و یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئك من الصالحین و ما یفعلوا من خیر فلن یکفروه والله علیم بالمتقین"	ترجمہ "برابر نہین ہین وہ اہل کتاب مین سے ایک گروہ کے کہ قائم ہے (حق پر یا دین پر) پڑھتے ہین وہ آیات اللہ کو وقتون اور ساعتون رات کے اور وہ سجدہ کرتے ہین ایمان لاتے ہین ساتھ اللہ کے اور دن قیامت کے اور امر کرتے ہین ساتھ معروف کے اور منع کرتے ہین منکر سے جلدی کرتے ہین نیکیون (امور خیر) مین اور یہی لوگ صالحین مین

سے ہین اور جو کچھ یہ کرتے ہین وہ کوئی کار نیک سے پس ہرگز ناشکری نہ کرینگے وہ اُسکی اور خدا جاننے والا ہے متقیون کو"

اس آیت مین جو لفظ "اہل کتاب" آیا ہے اُسکی تعمیم کے سبب سے ہر اہل کتاب اُسمین داخل سمجھا جا سکتا ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ اہل قرآن

اُسمین داخل نہون بلکہ یہ مضمون اس آیت کا کہ "وہ پڑہتے ہین وہ آیات خدا وقتون اور ساعتون رات کے اور سجدہ کرتے ہین" اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ اس موقع پر اہل کتاب سے مراد تخصیص کے ساتہہ اہل قرآن سے ہی۔ اہل کتاب سے مراد عام لی جاے یا خاص کہ بحالت عام مراد لینے کے بہی اہل قرآن اُسمین داخل ہونگے۔

ہر حالت مین اس آیت سے ظاہر ہی کہ دو گروہ ہین ایک وہ کہ جن کے اوصاف اس آیت مین بیان ہوے ہین اور ایک گروہ وہ کہ جو ان اوصاف کے خلاف ہی یعنی جسمین یہ اوصاف نہین پاے جاتے۔

یہ امر کہ اس آیت مین دو گروہ کا ذکر ہی اس ارشاد خدا سے صریح ظاہر ہوتا ہی کہ "وہ نہین ہین وہ لوگ برابر" ایسے گروہ کے جسکے اوصاف اس آیت مین بیان کیے جسکا یہ مقصد ہی کہ ایک گروہ ایسا نہین ہی اور ایک گروہ ایسا ہی لیکن ہر گروہ اہل کتاب کل یا کل گروہ اہل قرآن مصداق لفظ امت (گروہ) کا نہین ہوسکتا اسلیے کہ ہر فرد بشر کل امت (گروہ) پر وہ اوصاف جو اس آیت مین مذکور ہوے ہین صادق نہین آسکتے ہین اسلیے چارہ نہین ہی بجز اسکے کہ جزو امت سے مراد لیجاے چنانچہ اہلسنت کے یہان بہی علما نے اُس امت کو بالتخصیص قرار دیا ہی نہ بالتعمیم۔

ابن عباس اور قتادہ اور ربیع کا یہ قول ہی کہ وہ وہ گروہ ہی جو ثابت ہو امر

اللہ پر اور حسن اور مجاہد اور جریح کا یہ مقولہ ہی کہ وہ گروہ عادل ہو اور سعدی نے

یہ کہا ہی کہ وہ گروہ قائم ہو ساتھ طاعت اللہ کے اور زجاج نے اس تقدیر

پر بہروسا کیا ہی "ذوامۃ قائمۃ" ای ذو طریقۃ مستقیمۃ صاحب

طریقۃ مستقیمۃ۔

اس مقام پر یہ امر قابل غور کے ہی کہ ان علما نے لفظ امت سے جو مراد

لی تو کیا وہ قابل اعتراض کے ہوسکتی ہی۔ اسیطرح امام علیہ السلام نے جو لفظ

امت کی مراد ائمہ سے لی تو کیونکر اُسپر اعتراض کیا جاسکتا ہی خصوص جبکہ دیگر

علما نے وہ وصف بیان کیا ہی جو ائمہ کو شامل ہی۔

اس آیت مین جو اوصاف امت کے بیان ہوے ہین منجملہ اُن کے

ایک یہ صفت بہی ہی کہ وہ جلدی کرتے ہین امور خیر مین جس سے خیر امت

اُنکو کہنا لازم آتا ہی اور آیت خیر امت مین جو اوصاف امر بالمعروف او

نہی عن المنکر اور ایمان بخدا کے بیان ہوے ہین وہ اس آیت مین بہی

بیان ہوے ہین جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ عہد پیغمبر مین ایک گروہ خیر امت کا

تہا اور ایک گروہ غیر خیر امت کا۔

پہر اس آیت مین خدا نے اُس امت (گروہ) کے اوصاف

بیان کرکے اُس گروہ کو صالحین مین سے قرار دیا ہی اب ہمکو یہ دیکہنا چاہیے

کہ خدا نے قرآن مین لفظ "صالحین" کا کس قسم کے لوگون کے واسطے استعمال کیا ہی۔ رسالہ روشنی جلد دوم صفحہ ۱۴۱ مین ہم متعدد آیات قرآنی سے کہا چکے ہین کہ لفظ صالحین خدا نے انبیا کے لیے بولا ہی جس سے یہ ظاہر ہی کہ وہ لفظ عام لوگون کے لیے نہین بولا گیا ہی بلکہ خاص لوگون کے لیے۔

اس آیت مین جس امت (گروہ) کو خدا نے صالحین سے قرار دیا وہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہی کہ عام امت سے مراد ہی بلکہ استعمال لفظ صالحین سے صریح ظاہر ہوتا ہی کہ وہ امت (گروہ) خاص ایسا ہی جو مثل اور ہمرتبہ انبیا کے ہو۔

مثل اور ہمرتبۂ انبیا کے کہنے کی مجکو اس وجہ سے جرأت ہوئی ہی کہ قران مین خدا نے صالح المومنین کے لقب سے علی مرتضی کو پکارا ہی اور علمای جید اہلسنت نے قبول کیا ہی کہ "صالح المومنین سے مراد علی بن ابطالب ہین (دیکھو رسالہ روشنی جلد۲ صفحہ ۱۳۹)

کیا اس تحقیق کے بعد کچھ شبہہ رہ سکتا ہی کہ لفظ امت (گروہ) کا جو ان آیات مین آیا ہی اُس سے مراد ائمہ اہلبیت سے نہین ہی اور جو تفسیر امام علیہ السلام نے فرمائی ہی وہ سچی نہین ہی جسکے یہ معنی بشیک ہین کہ اللہ کا مقصود اس آیت کے نازل کرنے مین تخصیص کے ساتھ بعض امت سے تھا اور خلاف ماانزل اللہ کے لوگون نے مقصود اُسکا کل امت اور ہر فرد بشر

امت سے سمجھ لیا۔

امام علیہ السلام نے ہرگز یہ نہین فرمایا ہی کہ محرفین نے قرآن کی آیت مین لفظ "خیر ائمۃ" کی جگہ لفظ "خیر امۃ" لکھدیا ہی نہ کوئی لفظ ارشاد امام علیہ السلام مین ایسا ہی کہ اصل تنزیل مین لفظ ائمہ کا تھا۔ بلکہ مراد ارشاد امام کی یہ ہی کہ یہ آیت اُس معنی مین نازل ہوئی ہی جیسا کہ اُنھون نے تفسیراً فرمایا ہی۔

مصنف مخاطب نے تحریف لفظی کے لیے جو کچھ استدلال کیا ہی وہ صریح خلاف ارشاد امام علیہ السلام کی ہی مگر یہ استنباط مصنف مخاطب کا اخبار ائمہ سے بالکل صحیح ہی "ائمہ نے صاف صاف خبر دی ہی کہ قرآن موجودہ مین بعض آیتین خلاف ما انزل اللہ بھی ہین یعنی اُنمین ایسی تحریف ہوئی ہی کہ جو اللہ کا مقصود تھا اُسکے خلاف معنی پیدا ہو گئے"

اخبار ائمہ سے ایسا استنباط کرنے پر مصنف مخاطب بھی مجبور تھے کہ اُسی تفسیر صافی مین جس سے حدیث تفسیری خیر امت کے اعتراض کے لیے لی گئی ہی تحت تفسیر آیت "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر" کے (ترجمہ "اور چاہیے کہ ہو تمسے ایک گروہ (امت) کہ بلائین طرف خیر کے اور امر کرینگے ساتھ معروف کے")

ایک اور حدیث اُنہین امام (جعفر صادق علیہ السلام) کی منقول کی

ہی جو کافی مین ہی جسمین امام علیہ السلام نے امت (گروہ) سے ائمہ مراد لینے پر دیگر آیات قرآنی سے ایسا استدلال فرمایا ہی کہ جس سے صحت تفسیر امام علیہ السلام پر یقین ہوجاتا ہی اور کوئی اعتراض اور وسوسہ باقی نہین رہتا اُس ارشاد امام علیہ السلام کا ترجمہ یہ ہی۔

"امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا واجب ہی وہ اوپر جمیع امت کے فرمایا نہین عرض کیا گیا کیون نہین فرمایا بیشک وہ (واجب ہی) اوپر قوی (جو قوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی رکھتا ہو) اور مطاع (جسکی اطاعت لازم ہی) اور عالم کے جو معروف کو منکر سے جانتا ہو وہ اوپر ایسے ضعیفون کے کہ نہ ہدایت کرسکین راہ کی ایکطرفسے دوسری طرفکو (طرف حق کے باطل سے) اور دلیل ہی اُسپر کتاب اللہ تعالی قول اُسکا۔

"ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر" (ترجمہ ابھی اوپر لکھا گیا ہی) پس یہ خاص ہی غیر عام"

(دیکھو وقت بیان کرنے معنی لفظ امت کے جو آیت قرآن موجودہ مین ہی وہی لفظ "امت" امام علیہ السلام نے تلاوت فرمایا ہی جسکا یہ نتیجہ ہی کہ اصل تنزیل مین لفظ "امت" ہی مگر مراد اُس سے ائمہ ہین اور باعتبار مضمون آیت کے امام علیہ السلام نے صاف فرمایا ہی کہ مراد امت

سے خاص ہی نہ عام جس سے یہ استنباط کسیطرح نہیں ہو سکتا کہ اصل منزل
مین لفظ " ائمہ" تھا اور اُسکی جگہ لفظ " امت " بنا دیا گیا ہی)
امام علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہی کہ یہ خاص ہی نہ عام اُسکی سند کے لیے
فرماتے ہین کہ " جیسے فرمایا اللہ تعالے نے۔

"ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون"	ترجمہ " اور قوم موسی سے ایک امت (گروہ) ہدایت کرتی ہی ساتھ حق کے

اور ساتھ اُسکے عدل کرتی ہی"
اور نہ کہا خدا نے امت موسی اور نہ کل قوم حالانکہ وہ آج کے دن امتین
(گروہ) مختلف ہین"
پھر امام علیہ السلام یہ استدلال فرماتے ہین کہ " لفظ " امت " ایک
اور اُس سے زائد کے لیے آتا ہی جیسے کہ کہا اللہ سبحانہ نے۔

"ان ابرٰہیم کان امۃ قانتا للہ"	ترجمہ " تحقیق کہ ابراہیم تھا امت فرمانبردار واسطے اللہ کے"

یہ استدلال امام علیہ السلام کا ایسا مسکت ہی کہ جس سے کچھ شبہہ بہت
سے مراد عام اور کل امت کے نہ لینے پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس آیت اور
اُسکے استدلال سے یہ پایا جاتا ہی کہ خدا نے جیسے کہ حضرت ابراہیم تنہا کی نسبت
لفظ امت بولا ہی ویسے ہی اُنکی ذریت آل محمد ہر امام اہلبیت کی نسبت

لفظ امت بولا ہی اور جیسے تنہا حضرت ابراہیم کی نسبت لفظ امت بولا گیا ہی ویسے ہی ضحاک نے خیر امت سے مراد تنہا آنحضرت صلعم سے لی ہی۔

اس حدیث امام علیہ السلام سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مقصود امام علیہ السلام کا لفظی تحریف سے نسبت لفظ امت کے ہرگز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ لفظ امت کے معنی اس آیت مین ائمہ ہین اور لفظ امت کا اطلاق جو اس آیت مین ہی اُنہین پر صادق آتا ہی۔

کافی مین ایک اور حدیث بھی اُنہین امام علیہ السلام سے منقول ہوئی ہی جسمین یہ فرمایا ہی کہ امت سے مراد ائمہ ہین جس سے کسیطرح یہ استنباط نہین ہوسکتا کہ بجاے لفظ ائمہ کے لفظ امت قرآن موجودہ مین بنادیا گیا ہی اُس حدیث کا ترجمہ[۵۱] یہ ہی۔

"پوچھا گیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے مطلب قول اللہ عزوجل کا آیت "ومن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون" ترجمہ "اور اُن لوگونمین سے کہ پیدا کی ہمنے ایک امت (گروہ) ہدایت کرتے ہین ساتھ حق کے اور ساتھ اُسکے عدل کرتے ہین" فرمایا کہ وہ ائمہ ہین"

جس سے صاف ظاہر ہی کہ لفظ امت کی مراد ائمہ سے بیان فرمائی ہی جس سے تحریف لفظی کا استنباط کسیطرح روا نہین ہوسکتا جب

---

[۵۱] اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۶۲۔

خود آیات قرآنی سے جنمین لفظ امت آیا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ لفظ خاص کے لیے ہی نہ عام کے لیے اور اخبار امام مین اُسی بنا پر مراد اُسکی ائمہ سے از روے تفسیر بیان ہوئی ہی تو کیونکر یہ سمجھا جا سکتا ہی کہ عالم شیعہ صاحب تفسیر صافی قائل تحریف لفظی کا ہو گیا ہی۔

اور اگر فرض کیا جاے کہ نسبت مقصود آیات اور مراد اخبار ائمۂ اہلبیت کے کوئی عالم شیعہ کوئی اجتہاد کرے تو اُسکی ہر زمانہ مین بموجب اصول مذہب شیعہ کے پابندی نہین ہوسکتی بلکہ ہر زمانہ مین تازہ اجتہاد ہوتا رہتا ہی جسپر عمل کیا جاتا ہی۔

لیکن درحقیقت مصنف مخاطب نے جیسے مراد آیات قرآنی کو اور احادیث ائمہ اہلبیت کو نہین سمجھا ویسے ہی قول تمہیدی اُس عالم شیعہ کو نہین سمجھا یا غلط الزام تحریف لفظی قرآن کا شیعونپر قرار دینے کے لیے ہر ایک خبر سے عمداً غلط استنباط کیا ہی اور جیسے کہ وہ بیان مصنف مخاطب کا خلاف اصلیت اور حقیقت کے ہی ویسے ہی یہ کہنا اُنکا کہ "اسی آیت (کنتم خیر امتہ) سے مذہب شیعہ کی جڑ اوکھڑتی ہی" غلط ہی جو حقیقت اُس آیت کی اور اُسکی تفسیر کی جو امام علیہ السلام نے فرمائی ہمنے دکھائی ہی اُسی سے مذہب شیعہ کی بنیاد قائم اور مضبوط ہوئی ہی جس سے معنوی تحریف کرنے والونکی مذہبی عمارت منہدم ہو جاتی ہی۔

یہ اعتراض مصنف مخاطب کا کہ "شیعونکی روایتونکے بموجب ائمہ ہمیشہ تقیہ کی حالت مین رہے انکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نصیب ہی نہین ہوا" یعنی مسئلہ تقیہ کی غلط فہمی کے سبب سے ہی۔

مسئلہ تقیہ مسئلہ رازداری ہی کہ جسکو خدا اور اُسکا رسول اور تمام انبیا او تمام مخلوق خدا عمل مین لائی اور لاتی رہتی ہی جسکو ہم تفصیل وار اجمال سے پہلے چند موقع پر دکھا آے ہین اور بی بی عائشہ کے ارشاد مین اُسکا وجود موجود ہی جہان اُنہونے تفسیر آیت " یا ایہا الرسول بلغ " الخ کی فرمائی ہی۔

وہ فرماتی ہین کہ " جو کوئی بات کہے یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھپایا کچھ اُس چیز سے کہ نازل ہوا اوپر اُنکے پس تحقیق کہ وہ جھوٹا ہی۔"

عون الباری شرح بخاری مین اس قول کی یہ شرح کی گئی ہی کہ پہنچا تو اے پیغمبر جو کچھ کہ نازل ہوا تیری طرف کافۃ الناس کے جہر کے ساتھ بغیر نگاہبانی اور چشمداشت کے کسی سے اور بغیر خوف ناخوشی کے۔"

جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ تبلیغ رسالت مین کتمان کسی چیز کا پیغمبر کو نہین کرنا چاہیے تھا اور نہ کرتے تھے اور پیغمبر نے جو اس موقع پر تامل کیا تھا وہ بوجہ تقیہ کے نہ تھا۔

یہ مسئلہ رازداری جیسا کہ عہد پیغمبر اور خصوص ابتداے عہد پیغمبر مین باعث قیام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہوا ویسے ہی عہد ائمہ مین جنسے لاکھون

اور کروڑون مخلوق خدا نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قبول کیا ہی اور زیادہ سچائی ائمہ اہلبیت سے اُسکے قبول کرنے مین اسی سے ظاہر ہوتی ہی کہ سلطنت اور حکومت ظاہری اُنکے ہاتھہ مین نہین رہی تہی جن لوگوننے کہ اُنکو دین مین قوی اور مطاع اور عالم قبول کیا البتہ اُنہین پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ائمہ کو نصیب ہوا۔

بمقابلہ ائمہ اہلبیت کے جن لوگوننے سلطنت اور حکومت مسلمانون پر حاصل کی اور خلاف مرضی خدا اور رسول کے امر معروف اور نہی منکر اپنی طرفسے قرار دیکر اُسکا حصہ لیا جسکو اصطلاح شرع مین ظلم کہتے ہین ایسا نصیب باعث فخر ہرگز نہین ہو سکتا۔

مگر اُسی فخر کی بشاشت قلب مین مصنف مخاطب کے پائی جاتی ہی اور اُسی بشاشت کے جوش نے مصنف مخاطب سے ائمہ اہلبیت کی نسبت کہلوایا ہی کہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نصیب ہی نہین ہوا"

لیکن علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت ویسی سلطنت اور حکومت اور دنیا کو بکری کی چھینک کی رینٹ کے برابر جانتے تہے جسکا جی چاہے اُسپر رغبت اور اُسکے حصول پر فخر اور اُس فخر سے بشاشت حاصل کرے۔

علی بن ابراہیم نے ہرگز ایسی آیتونکا ذکر نہین کیا جنکو اُنکے نزدیک محرفین نے خلاف ما انزل اللہ بنا دیا جیسا کہ مصنف مخاطب کہتے ہین بلکہ مصنف

مخاطب سے اُس تفسیر کے سمجھنے مین جو ائمہ اہلبیت نے فرمائی ہی غلط فہمی ہوئی ہی یا عمداً بارادہ الزام کے اُس غلط کہنے پر مصنف مخاطب کو اُنکی طبیعت نے مجبور کیا ہی جسکا نمونہ ابہی ایک آیت کی بحث مین ظاہر ہو چکا ہی۔ اور اگر تحریف لفظی کا الزام مصنف مخاطب کو شیعو نپر لگانا منظور تہا تو اس زمانہ کے اُنکے کسی مجتہد کا قول صاف دکہانا لازم تہا۔

مصنف مخاطب شیعو نپر اُنکے تحریف خلاف ما انزل اللہ کے قائل ہونیکے الزام سے اپنے نزدیک فراغت پاکر یہ کہتے ہین کہ " اسکے بعد وہ تین آیتین لکہی ہین جنمین سے محرفین نے کچہہ حذف کر دیا ہی "

مگر مصنف مخاطب یہ نہین سمجہتے کہ شیعہ جس حذف کے قائل ہین وہ تفسیر پیغمبری ہی جسکو اپنے اپنے قرآن مین بعض بعض صحابہ نے لکہہ لیا تہا کہ جو اب قرآن موجودہ مین نہین ہی اور جسکا نشان خود کتب اہلسنت مین موجود ہی جیسا کہ ہم پہلے دکہا آئے ہین۔

مگر مصنف مخاطب اور جنکے وہ ہمداستان ہین اُس حذف کو اصل قرآن جانتے ہین چنانچہ چند اخبار اُنکے بیانکے ہم ابہی لکہہ آئے ہین کہ جو حصۂ کثیر قرآن کے حذف ہو جانے پر شہادت دیتے ہین پہلے مصنف مخاطب کو اُن اخبار کی خبر لینی تہی مگر مصنف مخاطب نے اپنے نزدیک اُنپر پردہ ڈالکر شیعو نکی کتاب سے اس آیت کو لکہا ہی۔ آیت

"یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فی علی و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ"

ترجمہ "ای رسول پہونچا دے جو تجہپر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہی علی کے باب مین اور اگر تو نہ کرے تو تو نے اُسکی رسالت نہ پہونچائی"

اس سے مصنف مخاطب یہ استدلال کرتے ہین کہ "اس آیت مین بہی "فی علی" کا لفظ تہا جو اب قرآن موجودہ مین نہین"

اُس روایت مین جس سے یہ تفسیر مصنف مخاطب نے نقل کی ہی ہرگز امام علیہ السلام کے ارشاد مین کوئی لفظ ایسا نہین ہی جس سے صراحۃً یا کنایۃً یہ پایا جاسکے کہ امام علیہ السلام نے یہ ظاہر کیا ہی کہ "فی علی" کا لفظ آیت مین تہا اور اگر ایسا ہوتا تو مصنف مخاطب ضرور اُس قول امام کو نقل کرتے کلام امام علیہ السلام مین لفظ "فی علی" بطور تفسیر کے ہی کہ جو پیغمبر خداؐ سے اُنکو پہونچی تہی اور جسکو پیغمبر خدا نے ظاہر کیا تہا کہ یہ آیت علی کے باب مین ہی اور ہم دکہا آے ہین کہ ابن مسعود عہد رسول اللہ مین اس آیت مین "ان علیا مولی المومنین" (بجاے فی علی) پڑہتے تہے۔ (تفسیر علامہ سیوطی۔ مفتاح النجا، مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی)

اس تفسیر سے کہ "یہ آیت علی کے باب مین نازل ہوئی ہی" یہ تفسیر کہ "علی مولاے مومنین ہین" زیادہ صاف اور صریح ہی۔ اور بعض علماے اہلسنت نے "فی علی"

کے مطلب کو اور زیادہ تصریح سے بیان کیا ہی اُنکے اقوال نقل کرنے سے پہلے اس بات کا ظاہر کرنا بہی ضروری ہی کہ مصنف مخاطب نے جسقدر اس آیت کو نقل کیا ہی اُسکے آگے یہ فقرہ آیت مین ہی۔

"واللہ یعصمک من الناس" ترجمہ "اور اسد نگاہ رکہیگا تجکو لوگونسے"

اس کل آیت کے متعلق مفسرین اہلسنت کے چند قول ہین جنمین سے بعض کو ہم اس جگہ لکہتے ہین۔

بعض نے حسن سے یہ لیا ہی کہ "تحقیق اسد تعالی نے مبعوث کیا نبی کو ساتہہ رسالت اُنکی کے۔ تنگ ہوگئے ساتہہ اُسکے نبی کے ہاتہہ اور تہے نبی کہ ہیبت کرتے تہے قریش کی پس زائل کی اسد نے ساتہہ اس آیت کے وہ ہیبت"

اور بی بی عائشہ اور دوسرونسے یہ لیا گیا ہی کہ "وہ چاہتا تہا خدا ساتہہ اُسکے دور کرنا توہم کا کہ تحقیق نبی نے چہپایا تہا کچہہ وحی سے بسبب تقیہ کے" (جسکا یہ مقصود ہی کہ نبی تقیہ (کتمان راز) کرتے تہے مگر یہ موقع اُسکا نہین تہا)

عیاشی نے ابن عباس اور جابر بن عبداسد سے یہ لیا ہی کہ اُن دونون نے کہا کہ۔

"امر کیا اللہ نے محمد صلعم کو یہ کہ نصب کرین علی کو واسطے لوگونکے

پس خبر دے وہ (پیغمبرؐ) انکو ساتھ ولایت (علی) کے پس خوف کرتے تہے رسول اللہ یہ کہ کہین سگے لوگ بلند کیا ابن عم اپنے کو اور طعنہ کرینگے اس امرمین اور پرپیغمبر کے پس وحی کی اللہ نے اوپر پیغمبر کے اس آیت کی پس قائم کیا پیغمبر نے ولایت علی کو دن غدیر خم کے"

اور یہ خبر بعینہ ابوالحمد نے حاکم ابوالقاسم حسکانی سے کتاب شواہد التنزیل مین لی ہی اور اسمین ابن عباس سے بہی یہ روایت ہی کہ" نازل ہوئی یہ آیت علی کے باب مین (اسمین وہی لفظ ہی جو امام علیہ السلام نے فرمایا ہی) پس پکڑا رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے علی کو اور فرمایا کہ مین جسکا مولی ہون علی اُسکا مولی ہی خداوندا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن رکھے علی کو"

اور یہی خبر بعینہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین ابن عباس سے لی ہی کہ اسمین بہی نازل ہونا اس آیت کا علی کے باب مین منقول ہی۔

ایسی حالت مین مصنف مخاطب جو یہ استنباط کرتے ہین کہ" لفظ فی علی آیت مین تہا اور قرآن موجودہ مین نہین ہی" تحریف لفظی کے لیے شیعون پر کچہہ بہی حجت نہین ہوسکتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت علیؑ کے باب مین نازل ہوئی تہی اور پیغمبر خدا نے اس امر نصب علیؑ کو اپنے قول اور فعل سے دکہا دیا اور جو تفسیر اور معنی آیت قرآن کے اور بموجب

اُسکے فعل عملی پیغمبر کا ثابت ہو لازم ہی کہ تمام امت رسول اُسکو قبول کرے اور اُسکے قبول کرنے سے جو جھگڑا درمیان شیعہ اور سنی کے ہی وہ طی ہوتا ہی لیکن جن لوگونکی آنکھہ کے سامنے پردہ تعصب کا ہی وہ اُس پردہ کو اوٹھا کر اُس پارٹی کی حالت کو نہین دیکھہ سکتے کہ جنھوننے بعد پیغمبر کے اُس آیت کے معنی اور تفسیر پیغمبری اور پیغمبر کے عمل پر پردہ ڈالا ہی۔

پہر مصنف یہ ظاہر کرتے ہین کہ "جو قرآن علیؑ نے جمع کیا تہا اُسمین مہاجرین اور انصار کی برائیان مذکور تہین"

اور تفسیر صافی سے ایک روایت دکہلاتے ہین کہ "ابوبکر نے جب علیؑ کے قرآن کو واپس کردیا تو عمر نے زیدبن ثابت کو بلایا اور یہ کہا بیشک علیؑ لائے تہے ہمارے پاس قرآن اُسمین بُرائیان[۱] تہین مہاجرین اور انصار کی اور بیشک ہمنے یہ ارادہ کیا ہی کہ جمع کردے تو ہمارے لیے قرآن اور نکالدے اُس سے وہ حصہ جسمین مہاجرین اور انصار کی فضیحت اور ہتک ہو"

مصنف مخاطب اس روایت سے یہ استدلال کرتے ہین کہ "قرآن علیؑ مین مہاجرین اور انصار کی مذمت تہی اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ قرآن موجودہ مین جو مہاجرین و انصار کی تعریف ہی وہ محرفین کی بنائی ہوئی ہی"

اس روایت سے یہ بیشک واضح ہوتا ہی کہ قرآن علی مین مہاجرین

---

[۱] برائیان فضائح کا ترجمہ کیا گیا ہی۔

اور انصار کی مذمت نہین بلکہ فضائح (رسوائی) ہتی اور جسکے نکالڈالنے کو
حضرت عمر نے زید بن ثابت سے کہا۔

مگر اس روایت سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہی کہ قرآن علی مین مہاجرین اور
انصار کی بہلائیان نہین تہین اور نہ اس روایت سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہی
کہ "قرآن موجودہ مین جو مہاجرین اور انصار کی بہلائیان مذکور ہین وہ محرفین
کی بنائی ہوئی ہین"۔

درحقیقت مہاجرین اور انصار کی حالت ایسی تہی کہ کسی وقت وہ
اچہا کام کر لیتے تہے اور کسی وقت برا۔ جب وہ کام اچہا کرتے تہے تب خدا
کی طرف سے اُنکی نیکنامی نازل ہوتی تہی اور جب وہ بُرا کام کرتے تہے تب خدا
اُنکو رسوا کرتا تہا۔

چنانچہ قرآن موجودہ مین بہی یہ دونون امر مہاجر اور انصار کے لیے
موجود ہین مگر کنایہ سے اور بغیر اظہار کسی کے نام کے اور منافق بہی نہین مہاجر
اور انصار مین تہے اسلیے کہ منافق اُسی کو کہتے ہین کہ جو بظاہر مسلمان ہو اور
دل مین مطلق ایمان نہ رکہتا ہو یا ناقص الایمان ہو یا فسق و فجور اُس درجہ پہ
کرے کہ جس سے اُسکا ایمان مشتبہ ہو جاے (اقسام نفاق جو علماے اہلسنت
نے قبول کیے ہین ہم پہلے بتا آے ہین) بہرحال منافق بہی اُنہین مسلمانون نہین
تہے جو مہاجر اور انصار کے لقب سے بولے جاتے تہے۔

اب مین قرآن موجودہ سے رسوائی مہاجرو انصار کی بطور نمونہ کے دکہاتا ہون" (سورۂ انفال) اور تحقیق ایک فرقہ مومنین سے ہر آئینہ کراہت کرنیوالا ہی جہگڑتے ہین تجہسے (ای پیغمبرؐ) حق بات (جہاد) مین بعد اسکے کہ ظاہر ہوگیا ہی (ای واجب ہوگیا ہی) گویا کہ وہ گہسیٹے جاتے ہین طرف موت کے اور وہ دیکہتے ہین۔ یاد کرو جسوقت کہ فریاد کرتے تہے تم پروردگار اپنے سے پس قبول کیا واسطے تمہارے بیشک مین مدد کرنیوالا ہون ایک ہزار فرشتون ردیف وارسے (یعنی مسلمانونمین اضطراب ہوگیا تہا اور کہلبلی پڑگئی تہی اور اُسوقت خداکو پکارتے تہے) اور یاد کرو تم جسوقت کہ تم تہوڑسے تہے کمزور زمین مین اور خوف کرتے تہے کہ اوچک لیجائین گے تمکو لوگ پس جگہ دی تمکو اور قوت دی تمکو ساتہہ مدد اپنی کے (اس مین صرف مہاجرین کی حالت کا بیان ہی) ای نبی کفایت کرتا ہی تجکو اللہ اور جو کوئی کہ پیروی کرے تیری مومنین سے (جس سے پایا جاتا ہی کہ کچہہ مومنین سے پیروی کرنیوالے نہین بہی تہے) تم چاہتے ہو مال دنیا اور اللہ چاہتا ہی آخرت (یہ وہی آیت ہی جسمین مفسرین اور علمانے قیدیونکے قتل اور فدیہ کی بحث کی ہی)"

سورۂ توبہ

مفسرین نے اس سورہ کے متعدد نام بیان کیے ہین منجملہ اُسکے ایک

فاضحہ بہی ہی جسکے یہ معنی ہین کہ یہ آیت فضیحت (رسوائی) کرنیوالی ہی۔

صاحب[۱] تفسیر اتقان نے بخاری کی روایت سے یہ لکہا ہی کہ "ابن عباس نے سورۂ توبہ کو فاضحہ کہا ہی" اور انکا قول اور دوسری روایت سے حضرت عمر کا یہ قول لکہا ہی کہ "جبتک یہ سورۃ نازل نہین ہوچکی ہمکو یہ گمان تہا کہ کوئی نہین بچے گا جسکا ذکر اسمین نہ کیا جاے اور اسیواسطے اسکا نام فاضحہ (رسوائی کرنیوالی) رکہا گیا ہی"

اس سورہ مین خدا فرماتا ہی کہ "اے وہ لوگو کہ ایمان لاے ہو نہ پکڑو اپنے باپون اور بہائیونکو دوست اگر دوست رکہین وہ کفر کو اوپر ایمان کے اور جو شخص کہ دوست رکہے انکو تمسے پس وہ ظالم ہی"

خدا اپنی نصرت کا مواطن کثیرہ اور دن حنین کا ذکر کرکے فرماتا ہی کہ "تنگ ہوئی تہی اوپر تمہارے زمین اے مسلمانو باوجود کشادہ ہونیکے پہر پشت پہیری تمنے جسوقت کہ پیچہے ہٹنے والے تہے"

بیشک اذن چاہتے ہین تجہسے (جہاد کا) جو لوگ کہ نہین ایمان لاے ساتہہ اللہ کے اور دن آخرت کے (بالیقین) اور شک مین ہین دل انکے پس وہ اپنے شک مین متردد ہین اور اگر ارادہ کرتے وہ خروج کا البتہ تیار کرتے سامان کو لیکن مکروہ جانا اللہ نے اوٹہنا انکا پس بند کیا انکو اور کہا گیا

---

[۱] نوع ۱۷ معرفت اسماے سور صفحہ ۵۷۔

کہ بیٹھو تم ساتھہ بیٹھنے والونکے اگر نکلتے وہ تو نباہی اور بدی کو زیادہ کرتے اور
ہر آئینہ گھوڑے دوڑاتے درمیان تمہارے (فساد کے) اور چاہتے وہ تم مین
فتنہ۔ اور درمیان تمہارے سننے والے ہین واسطے اُنکے (ای جاسوس ہین)
اور ہر آئینہ فتنہ طلب کیا ہے اُنہوننے پہلے سے اور پلٹ دیا اُنہوننے تیرے
کام کو یہانتک کہ آیا حق اور ظاہر ہوا کام خدا کا درحالیکہ وہ ناخوش ہونیوالے
ہین۔ بعض اُنمین سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اذن دے تو مجھکو (لڑائی مین نہ
جاؤنمین) خبردار ہو کہ فتنہ مین پڑے ہین وہ (کہ بیٹھہ رہے) اگر تجھکو نیکی
(فتح) ملتی ہے بُری لگتی ہے اُنکو۔ اور اگر تجھکو مصیبت پہونچتی ہے کہتے ہین وہ
کہ ہمنے اپنا کام پہلے سے کر لیا (دوراندیشی سے لڑائی مین نہ گئے) کہ اے پیغمبر
خرچ کرو تم رغبت سے یا ناخوشی سے ہرگز نہ قبول کیا جائیگا تحقیق کہ تم قوم
فاسق ہو۔ اور نہین بجالاتے ہین نماز کو مگر کاہلی سے اور نہین خرچ کرتے
ہین مگر درحالیکہ کراہت کرنیوالے ہین۔ اُنمین سے وہ بھی ہین کہ الزام
لگاتے ہین تجھکو صدقات مین پس اگر دیے جائین اُنکو اُسمین سے راضی
ہوتے ہین اور اگر نہ دیے جائین وہ اُسمین سے غصہ ہوتے ہین۔ کچھ لوگ
اُنمین سے ایسے ہین کہ ایذا دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہین کہ خوب سننے والا
ہے۔ اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین رسول کو واسطے اُنکے عذاب دردناک ہے
قسمین کھاتے ہین خدا کی تاکہ راضی کرین تمکو۔ خوف کرتے ہین منافق یہ کہ

نازل ہو اُنپر کوئی سورہ کہ خبر دے اُنکو جو کچہ کہ اُنکے دلو نمین ہی کہ تو اے پیغمبرؐ ٹہٹہا کرو تم تحقیق کہ اللہ ظاہر کرنیوالا ہی اُس چیز کو کہ ڈرتے ہو تم اور اگر پوچہے تو اُنسے تو البتہ کہین گے کہ ہم کہیل کرتے اور بازی کرتے ہین۔ (یہ آیت اُن بارہ شخصون کے حق مین ہی کہ پہاڑ کی گہاٹی پر کہڑے ہو کر مشورہ کیا تہا کہ رسولخدا کو مار ڈالو اور یہ کہا تہا کہ اگر وہ دریافت کر جاینگے تو ہم کہینگے کہ آپس مین ہم ہنستے تہے۔ یہ واقعہ اُسوقت کا ہی کہ جب جنگ تبوک سے پیغمبر خدا صلعم پہرے تہے اور حضرت حذیفہ نے بموجب فرمودہ پیغمبرؐ کے اُن لوگونکی سواریونکے مُنہہ پر جاکر مارا وہ ایک طرف کو ہوگئے اور پیغمبرؐ کے دریافت پر حذیفہ نے سب کے نام بتلائے اور عرض کی کہ آپ کیون نہین بہیجتے وہانکو کہ ہم جاکر اُنکو قتل کرین حضرت نے فرمایا کہ مجکو یہ امر مکروہ معلوم ہوتا ہی عرب کہین گے کہ محمد صلعم اپنے اصحاب کو خود قتل کرتا ہی۔ اہلسنت کی کتابونمین ایسا ہی لکہا ہی) نہ عذر کرو تم تحقیق کہ کفر کیا تمنے بعد ایمان اپنے کے۔ منافقین اور منافقات بعض اُنکا بعض سے ہی امر کرتے ہین ساتہہ منکر کے اور نہی کرتے ہین معروف سے کفر کیا اُنہونے بعد اسلام اپنے کے۔ قصد کیا اُنہونے اُس چیز کا کہ نہ پایا اُنہونے (پیغمبرؐ اور مہاجرین کا مدینہ سے نکالدینا اور ابن اُبی کو اپنا سردار مقرر کردینا مقصود تہا) جو لوگ کہ الزام لگاتے ہین رغبت کرنیوالونکو مومنین مین سے صدقات

مین اور ایسے لوگونکو کہ نہین پاتے ہین مگر طاقت اپنی پس ٹھٹھا کرتے ہین وہ
اُنسے اور ٹھٹھا کرتا ہی اللہ اُنسے اور واسطے اُنکے عذاب دردناک ہی بخشش مانگ
تو اُنکے لیے یا نہ مانگ اور اگر تو بخشش چاہے اُنکے لیے ستر مرتبہ ہرگز بخشش
نہین دیگا اُنکے لیے خدا خوش ہوے پیچھے رہ جانیوالے ساتھ جگہ بیٹھہ رہنے
اپنی کے خلاف پیغمبر خدا کے اور کراہت کی یہ کہ جہاد کرین وہ ساتھہ
مالون اپنے کے اور نفسون اپنے کے راہ خدا مین۔ اور کہا کہ باہر نہ نکلو گرمی
مین۔ کہدے تو کہ نار جہنم زیادہ گرم ہی۔ اگر سمجھتے وہ پس ہنسین گے تھوڑا اور
روئین گے بہت۔ پس اگر پھیرے تجکو خدا طرف ایک گروہ کے اُنمین سے
پس اذن چاہین گے تجسے خروج کا (کسی جہاد مین) پس کہدے تو کہ کبھی
نہ نکلو تم میرے ساتھہ اور کبھی نہ لڑو تم میرے ساتھہ ہو کر دشمن سے بیشک
تم راضی ہو گئی اول بیٹھنے پر پس بیٹھے رہو پیچھے رہ جانیوالونکے ساتھہ۔ اور نہ
نماز پڑہ کبھی تو اُنمین سے کسی پر جبکہ مر جاے اور اُسکی قبر پر نہ کھڑا ہو۔
اور جسوقت کہ نازل کی جاے کوئی سورۃ یہ کہ ایمان لاؤ تم ساتھہ اللہ کے
اور جہاد کرو تم اُسکے رسول کے ساتھہ ہو کر اذن چاہا تجسے صاحبان مال نے
اُنمین سے اور کہا اُنہوننے کہ چھوڑ جا ہمکو کہ ہون ہم ساتھہ بیٹھہ رہنے والونکے
کے راضی ہوے اس بات پر کہ ہون وہ ساتھہ پیچھے رہ جانیوالونکے
اور بیٹھہ رہے جو لوگ اُنہوننے جھوٹ کہا خدا اور رسول سے (کہ ہم ایمان

لاے ہین) بیشک اُنکے لیے کوئی راہ نہین ہی۔ ایسے لوگونکے لیے کہ اذن چاہتے ہین تجسے (بیٹھہ رہنے کا) درحالیکہ وہ غنی ہین۔ راضی ہوے کہ ہون ہمراہ پیچہے رہ جانیوالونکے۔ خدانے مُہر اُنکے دلونپر کردی ہی۔ عذر کرینگے وہ طرف تمہارے جسوقت کہ پہروگے تم طرف اُنکے کہدے تو اے پیغمبر نہ عذر کرو تم ہرگز باور نہ کرینگے ہم واسطے تمہارے تحقیق کہ ہمکو خبر دی ہی اللہ نے تمہارے اخبار سے۔ قریب ہی کہ قسم کہائین گے خدا کی تمہارے واسطے جسوقت کہ پہرو تم طرف اُنکے تاکہ مُنہہ پہیرلو تم اُنسے پس مُنہہ پہیرلو اُنسے بیشک وہ ناپاک ہین۔ قسم کہاتے ہین وہ تمسے تاکہ راضی ہوجاو تم اُنسے پس اگر راضی ہو تم اُنسے پس بیشک اللہ نہین راضی ہوتا ہی قوم فاسقین سے۔ اُن لوگون مین سے کہ گرد تمہارے ہین اعراب سے اور اہل مدینہ سے خوگر ہوے ہین نفاق سے نہین جانتا ہی تو اُنکو ہم جانتے ہین اُنکو قریب ہی کہ عذاب کرین ہم اُنکو دو مرتبہ۔ اور پہر پہیرے جائینگے طرف عذاب بزرگ کے۔ دوسرونے اعتراف کیا اپنے گناہونکا اور ملا دیا اُنہونے عمل صالح کو اور دوسرے عمل بدکو۔ اور آخر والے امیدوار کیے گئے ہین واسطے امر اللہ کے۔ یا عذاب کرے اُنکو یا توبہ اُنکی قبول کرے۔ اور جن لوگونے کہ بنایا مسجد کو واسطے ضرر اور کفر کے تفرقہ ڈالنے کے درمیان مومنین کے ہمیشہ رہیگی بنیاد اُنکی جو بنائی اُنہونے شک کی اپنے دلونمین مگر یہ کہ پارہ پارہ کیے جائین

دل اُنکے۔ نہین روا ہی واسطے اہل مدینہ کے اور جو کوئی گرد اُنکے ہی اعراب سے
یہ کہ پیچھے رہجائین رسول اللہ سے اور نہ رغبت کرین ساتھ نفسون اپنے کے
نفس اُسکے سے۔"

سورۂ محمد

"پس جسوقت کہ نازل ہو سورہ محکمہ اور ذکر ہو بیچ اُسکے قتال کا دیکھے تو
اُن لوگونکو کہ اُنکے دلونمین مرض ہی نظر کرتے ہین طرف تیرے اُس شخص کی
سی کہ غش کیا گیا ہو اوپر اُسکے موت سے۔"

سورۂ آل عمران

"حال یہ ہی کہ نہین جانا ہی خدا نے اُن لوگونکو کہ جہاد کیا ہی تم مین سے
اور نہین جانا ہی صبر کرنیوالونکو اور تحقیق تھے تم آرزو کرتے ستے تھے تم موت کی
قبل اسکے کہ ملاقات کرو اُس سے پس تحقیق کہ دیکھا تمنے اُسکو درحالیکہ تم
نظر کر رہے تھے" (ای بہائی برادر تمہارے جنگ مین مرے ہوے پڑے
تھے اور تمنے اپنی آرزو پوری نہ کی۔)

"اور نہین ہی محمد پیغمبر تحقیق کہ گذرے ہین پہلے اُس سے پیغمبر پس کیا
اگر مر جاے یا قتل ہو جاے پہر جاؤگے تم اوپر ایڑیون اپنی کے اور جو کوئی کہ
پہر جاے اوپر دونون ایڑیون اپنی کے پس ہرگز نہ ضرر دیگا وہ خدا کو کچھہ۔"
(یہ آیات متعلق جنگ احد کے ہین)

کیا اسمین کچہ شبہہ ہو سکتا ہی کہ قرآن موجودہ مہاجرین اور انصار کی رسوائی سے مالامال نہین ہی۔ یہانتک کہ ایک سورہ مین اُسکے (سورۂ برات) مہاجرین اور انصار کی فضیحتی اور رسوائی اسقدر نازل ہوئی کہ ابن عباس اور خود حضرت عمر کو اندیشہ ہوگیا تہا کہ کوئی مہاجر اور انصار اُس فضیحتی سے نہ بچ سکیگا اور اُن دونون بزرگوارونے اُس سورہ کا سورۂ فاضحہ یعنی رسوا کرنیوالی نام رکہدیا۔

جب قرآن موجودہ مین رسوائی مہاجرین اور انصار کی اسدرجہ پر موجود ہی تو قرآن مرتبہ علی مرتضی مین اُس فضیحتی اور رسوائی کا ہونا غیر ممکن تہا اور اگر مہاجرین اور انصار کی رسوائی کا مندرج ہونا کسی کتاب کی صحت پر شبہہ ڈال سکتا ہی تو جیسے علی مرتضی کا مجمتعہ قرآن مشتبہ یا باطل خیال کیا جا سکتا ہی تو ویسے ہی قرآن موجودہ۔

مگر حضرت عمر نے جو قرآن علی لاسے تہے اور اُس کی نسبت یہ کہا کہ اُسمین رسوائی مہاجرین اور انصار کی ہی اور زید بن ثابت کو ایسے قرآن کی تالیف کا حکم دیا کہ جس سے رسوائی اور ہتک مہاجرین اور انصار کو ساقط کر دیا جاے اور پہر قرآن موجودہ جس تالیف پر کہ جمع ہی اُسکو قبول کر لیا حالانکہ اُسمین بہی فضیحت اور رسوائی اور ہتک مہاجرین اور انصار کی موجود ہی۔

وجہ اُسکی یہ ہی کہ قرآن مجتمعہ اور مرتبہ علی مرتضیٰ مین ازروے تفسیر پیغمبری
کے تمام وہ واقعات اور مقامات کہ جنسے رسوائی اور ہتک مہاجرین اور
اورانصار کی ظاہر ہوتی تہی مع تفصیل اُنکے نامونکے لکہی ہوئی تہی (دیکہو وہ
روایت معتمد کتب اہلسنت کی کہ پیغمبرؐ نے کتاب اسماے اہل دوزخ کی پیش
کردی تہی جسکو ہم اوپر لکہہ آئے ہین[۱])

حضرت عمر ایسے مرتبہ قرآن علی مرتضیٰ کو کسی طرح پسند نہین کرسکتے تہے اور
وہ مجبور تہے کہ زید بن ثابت سے ایسا قرآن تالیف کرائین کہ جسمین وہ تفسیر
اور تشریح پیغمبری ساقط اور حذف ہو لیکن وہ اسپر بہی مجبور تہے کہ اصل متن
قرآن مین جو رسوائی اور ہتک مہاجرین اور انصار کی بلا تشریح واقعات اور
مقامات اور تفصیل اسماء کے کنایۃً مذکور تہے اُسکو قائم اور برقرار رکہوائین
اور تخصیص کے ساقط اور حذف ہوجانے سے مہاجرین اور انصار کی تعمیمی
رسوائی سے فائدہ حاصل کرین۔

اور اُنہون نے اُسوقت یہ ضرور سمجہہ لیا تہا کہ آئندہ زمانہ مین آئندہ نسلین
کسی کی رسوائی کا قرآن موجود سے استنباط نہ کرسکین گی اور اصل متن
قرآن مین بغیر تشریح اور تفصیل نام کے خطاکار لوگونکی طرف کنایہ باقی رہنے
سے درحقیقت زندیق کو موقع اعتراض کا تہا اور جسکے جواب مین علی مرتضیٰ

[۱] صفحہ ۲۶۲ جلد ہذا۔

نے فرمایا ہی وہ تحقیق کہ کنایہ خطاکار لوگونکے ناموںسے جو منافقین سے تہے قرآن مین یہ فعل حقتعالی کا نہین ہی بلکہ یہ فعل تغیر اور تبدیل کرنیوالونکا ہی جنہون نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور دنیا کو دین کے عوض مین اختیار کیا اور تاکہ خلق خدا پر تلبیس واقع ہوجاے پس خدانے اُنکے قلوب کو نابینا کردیا یہانتک کہ چہوڑا اُنہوننے اُسی کتاب مین اُس چیز کو کہ جسنے دلالت کی اُنکے احداث اور تحریف پر اور بیان کیا اُنکی تہمت اور تلبیس کو اور چہپانیکو اُس چیز کے کہ جانتے تہے اُسکو اُسی کتاب سے اور پس جب وہ واقف ہوے اس امر پر کہ خدانے اسماے اہل حق اور باطل کو بیان کیا ہی اور یہ کہ اگر یہ ظاہر ہوگا تو جو کچہہ کہ اُنہوننے باندہا ہی وہ ٹوٹ جائیگا کہا اُنہوننے کہ ہمین اس کتاب کی کچہہ حاجت نہین ہی۔ اور کہ قرآنسے اسقدر باقی رہا کہ جسکو وہ سمجہے کہ یہ اُنکے حق مین نافع ہی حالانکہ وہ ہی اُنکے لیے مضر ہی۔ اور اس امر کو امت پر مشتبہ کردین تاکہ وہ اُنکی اعانت کرین اُنکے باطل پر پس خدانے اُسی کتاب پر رموز ثابت رکہے"

یہ تمام فقرات ارشاد علی مرتضی کے ایسے سچے اور ٹہیک ہین کہ قرآن موجودہ جنکی صداقت پر شہادت دے رہا ہی۔

علی مرتضی کی اُس حدیث مین جو ذکر تقیہ (راز) کا اس موقع پر ہی اُسکی تصدیق بہی اصل قرآن موجودہ کرتا ہی۔ رسوائی مہاجرین وانصار

کی آیات کا ترجمہ جو ہمنے دکہایا اُس سے ظاہر ہو کہ خطا کارونکے نام کی تفصیل یا
اُن واقعات اور مقامات کی عموماً تشریح نہین ہو جہان جہان اور جس جس وقت
جو جو خطائین اُنسے وقوع مین آئین۔

تامل کرنا چاہیے کہ خدا نے کنایہ اور رموز سے کیون اُنکا ذکر کیا اور کس
مصلحت سے اُسوقت اپنے اس راز اور بہید کو چہپایا اور دوسرے وقت
بذریعہ کتابون رب العالمین کے پیغمبر نے اُس راز خداوندی کو ظاہر کیا۔

اس تحقیق کے بعد یقین ہوجاتا ہو کہ جو روایت تفسیر صافی سے مصنف
مخاطب نے لی ہو کہ علی مرتضی کے مجتمعہ قرآنین مہاجرین اور انصار کی رسوائی
تہی اور حضرت عمر نے زید بن ثابت سے ایسا قرآن تالیف کرایا جسمین
سے وہ رسوائی (جو قرآن مجتمعہ علی مرتضی مین تہی) ساقط ہوجاے۔ وہ
روایت صحیح ہو اور اُس روایت سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ قرآن موجودہ مین جو
مہاجرین و انصار کی تعریف ہو وہ محرفین کی بنائی ہوئی ہی جیسا کہ مصنف
مخاطب نے استنباط کیا ہو۔

پہر مصنف مخاطب ایک اور روایت سے تحریف کی خبر سمجہتے مین
اور کہتے ہین کہ ؎ اول سورۂ نحل کی اس آیت کو سمجہیے اللہ قسم توڑنے
والون اور بدعہدونکی مذمت مین فرماتا ہو۔

۔۔۔ تم اپنی قسمونکو آپسمین دہوکا دینے والے	؎ تتخذون ایمانکم دخلا بینکم

ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ" بتاتے ہو جب کوئی قوم کسی قوم سے بڑہی ہوئی ہوتی ہے"

مصنف مخاطب اس آیت کے یہ معنی بتلاتے ہین کہ " تمہاری یہ حالت ہے کہ ایک قوم کے ساتھ عہد و پیمان کر لیتے ہو اور جب دوسری قوم غالب تکو مل جاتی ہے تو پہلی قوم کے ساتھ جو عہد کر چکے تھے اسکو توڑ کر دوسری قوم کے ساتھ ہو جاتے ہو۔ اس آیت مین جو لفظ (اربیٰ) ہے اُسکے معنی غالب اور بڑہا ہوا ہین اور لفظ امت کے معنی قوم اور جماعت کے ہین"

اس آیت مین اور مصنف مخاطب کے اُسکے معنی بیان کرنے مین جو لفظ عہد و پیمان اور امت کا آیا ہے اُسکی مراد بالتعمیم ہے یا بالتخصیص آیا کسی خاص عہد و پیمان سے اور خاص جماعت سے مقصود ہے یا کیا غور طلب ہے اور اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ آیات قرآنی کے نزول کی شان کہین عام ہے اور مراد اُس سے خاص ہے اور کہین شان اُسکی خاص ہے اور مراد عام ہے۔

جس آیت پر مصنف مخاطب بحث کرنا چاہتے ہین ہم اسی آیت کے ماقبل فقرات قرآنی سے دکہا دینگے کہ اس آیت مین مراد پیمان اور قسم سے پیمان اور قسم خاص ہے نہ عام جسمین قسم توڑنیوالون اور بدعہدونکی مذمت کی گئی ہے اور ہم لفظ امت کی نسبت ابہی دکہاتے ہین کہ اُسکا اطلاق فرد واحد پر بہی ہوتا ہے۔

مگر مصنف مخاطب نے جو ٹکڑا آیت کا لکھا ہی اُسکے بعد کا ٹکڑا چھوڑ دیا ہی جسکو ہم اسوجہ سے لکھتے ہین کہ امام علیہ السلام نے اپنے ارشاد مین اسکا بھی ذکر کیا ہی اور وہ ٹکڑا یہ ہی۔

"انما یبلوکم الله به" ترجمہ "سوا اسکے نہین ہی کہ ہر آئینہ آزمائیگا تمکو اللہ ساتھ اُسکے"

تحت مین اس کل فقرہ آیت کے (جسکو مصنف مخاطب نے اور ہمنے لکھا ہی) تفسیر صافی مین ایک روایت لکھی گئی ہی مصنف مخاطب اُسکو نقل کرکے یہ ترجمہ کرتے ہین کہ "کافی مین اور تفسیر قمی مین امام صادق ع سے روایت ہی کہ اُنہوننے یون پڑھا۔ ان تکون ائمة هی ازکی من ائمتکم یعنی (کہ ہوئین ائمہ جو زیادہ پاک ہون تمہارے ائمہ سے) تو امام سے کسی نے کہا کہ ہم تو یون پڑھتے ہین (هی اربی من امة) تو امام نے فرمایا کہ اربی کیا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پہر ہاتھ کو ڈالدیا"

اس تفسیر سے جو امام علیہ السلام نے فرمائی مصنف مخاطب یہ استنباط کرتے ہین کہ "اس روایت سے ظاہر ہوگیا کہ قرآن موجودہ مین جو یہ لفظ ہین (امة هی اربی من امة) اسکو امام نے غلط بتایا بلکہ اربی کے لفظ پر تعجب کے ساتھ طعن کیا اور یون پڑھا (ائمة هی ازکی من ائمتکم۔)

مصنف مخاطب نے اس روایت کو پورا نقل نہین کیا اس غرض
سے کہ لوگونکی نگاہ مین اُنکے استدلال کو تحریف لفظی کے لیے وقعت ہو
اگر وہ اس روایت کو پورا نقل کرتے تو اُنکے استدلال کی بیوقعتی خود اُسی
روایت سے ظاہر ہو جاتی۔

بقیہ اس روایت کا یہ ہے۔

"قال انما یبلوکم الله به یعنی بعلی یختبرکم بعد ثبوتها"	ترجمہ (بعد اسکے کہ اشارہ کیا ساتھہ ہاتھہ اپنے کے اور ڈالدیا اُس ہاتھہ

کو) فرمایا امام نے بیشک آزمائیگا اللہ تمکو ساتھہ اُسکے (یہ آیت کے الفاظ
تھے) یعنی ساتھہ علی کے آگاہ کرتا ہے تمکو بعد ثبوت اُس (پیمان اور قسم) کے"
اس کل روایت سے صاف ظاہر ہے کہ امام علیہ السلام نے اس
آیت کے معنی اور مراد بیان کرکے تفسیر فرمائی ہے اور الفاظ آیات کو اپنے
بیان مین ذکر کیا ہے اور جیسے کہ دوسرے الفاظ آیات کو ذکر کرکے اُسکے
معنی اور مراد بیان کی ہے ویسے ہی لفظ امت کے اور اربی کے معنی اور
مراد ائمہ اور ازکی سے ظاہر فرمائی ہے۔

صاحب تفسیر صافی نے اس روایت کو جہان نقل کیا ہے اُس سے
پہلے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ جوامع مین امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ نازل ہوئین یہ آیات بیچ ولایت علی اور بعیت کے جو اُنکے لیے لی گئی

جسوقت پیغمبرؐ نے فرمایا کہ سلام کرو تم علیؑ پر ساتھ امیر المومنین ہونیکے اا
جس سے کچہہ شبہہ نہین رہتا کہ امام علیہ السلام نے ان آیات کو بارۂ
علی مین نازل ہونا فرمایا اور الفاظ آیات کے معنی اور مراد بیان کیے۔
امام علیہ السلام کے ارشاد مین کوئی ایسا لفظ نہین کہ جو اس بات
پر دلالت کرتا ہو کہ قرآن مین لفظی تحریف کی گئی ہی اور خدا نے لفظ ائمۃ اور
ازکی نازل کیا تہا اور تحریف کے وقت لفظ امۃ اور اربٰی لکھدیا گیا۔

اب مین اُن کل آیات کو لکھتا ہون جنمین کا ایک جزو درمیانی
مصنف مخاطب نے نقل کیا ہی اور جو اُن آیات کی تفسیر مین اختلاف
مسلمانونکا ہی وہ بہی ظاہر کرونگا تاکہ آسانی سے معلوم ہو جاے کہ اُن
آیات کی صحیح تفسیر کیا ہوسکتی ہی اور اُن آیات مین کس پیمان اور قسم کا ذکر ہی
اور امت کس جماعت عہد کرنیوالونسے مقصود ہی۔

(۱) ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدًا علیہم من انفسہم وجئنا بک شہیدًا علی ہؤلاء ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ وہدًی ورحمۃ وبشریٰ للمسلمین ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

ترجمہ (۱) اور جسدن کہ اوٹہائینگے ہم بیچ ہر امت کے گواہ کو اوپر انکے نفسون اُن کے سے (اسی اُنہین کی قوم سے) اور لائینگے ہم تجکو گواہ اوپر انکے (اس مضمون آیت سے ظاہر ہی کہ کچہہ لوگ ہر ایک امت پر گواہ کہڑے

وایتاء ذی القربی وینھی عن
الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم
لعلکم تذکرون - واوفوا بعھد
اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا
الایمان بعد توکیدھا وقد
جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ
یعلم ما تفعلون - ولا تکونوا کالتی
نقضت غزلھا من بعد قوة
انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا
بینکم ان تکون امة ھی اربی
من امة انما یبلوکم اللہ بہ ولیبینن
لکم یوم القیمة ما کنتم فیہ تختلفون
ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة
ولکن یضل من یشاء ویھدی
من یشاء ولتسئلن عما کنتم
تعملون ولا تتخذوا ایمانکم دخلا
بینکم فتزل قدم بعد ثبوتھا و

کیے جائینگے اور ضرور ہی کہ وہ بلادیان
دین ہوں اور جنسے مراد انبیا اور اوصیا
انبیا ہو سکتی ہی اور ان گواہونپر
پیغمبر آخر الزمان گواہ ہونگے چنانچہ سورہ
بقر مین یہ مضمون زیادہ صاف ہی
لتکونوا شھداء علی الناس ویکون
الرسول علیکم شھیدا یعنی تاکہ
ہو تم گواہ اوپر لوگون کے اور ہو رسول ص
اوپر تمہارے گواہ) پھر خدا فرماتا ہی
اور نازل کیا ہمنے اوپر تیرے کتاب
کو بیان کرنیوالا واسطے ہر شی کے
(مفصل یا مجمل توحید نبوت امامت)
اور ہدایت کرنیوالا اور رحمت اور
بشارت دینے والی واسطے مسلمانون
کے بیشک اللہ امر کرتا ہی ساتھ عدل
اور احسان کے اور دینے حق قریبون
کے اور منع کرتا ہی خدا فحش سے اور

تذوقوا السوء بما صددتم عن
سبيل الله ولكم عذاب عظيم۔
ولا تشتروا بعهد الله ثمنا قليلا انما
عند الله هو خير لكم ان كنتم تعلمون
ما عندكم ينفد وما عند الله باق
ولنجزين الذين صبروا اجرهم
باحسن ما كانوا يعملون من
عمل صالحا من ذكر او انثى وهو
مومن فلنحيينه حيوة طيبة و
لنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا
يعملون۔ فاذا قرأت القرآن
فاستعذ بالله من الشيطان
الرجيم انه ليس له سلطان
على الذين آمنوا وعلى ربهم
يتوكلون انما سلطانه على الذين
يتولونه والذين هم به مشركون

منکر اور بغاوت (سرکشی) (نہی بغاوت
خبر دیتی ہی وجود امام کی) سے نصیحت
کرتا ہی تمکو تا کہ تم نصیحت پکڑو اور پورا
کرو تم عہد خدا کو جسوقت کہ عہد کرو
تم (دیکھو پیمان خاص اُس عہد و پیمان
کا ذکر ہی جو خدا کے ساتھہ کیا جاے
اور وہ عہد و پیمان خاص ہی نہ عام
اور اسی عہد و پیمان کے لیے آئندہ
حکم سمجھا جاتا ہی) اور نہ توڑو تم پیمان
کو بعد سخت کرنے اُنکے کے در حالیکہ
بیشک کیا ہی تمنے اسد کو اوپر اپنے
کفیل بیشک اسد جانتا ہی جو کچھہ
کرتے ہو تم اور نہو تم مانند اُس عورت
کے کہ توڑا اُسنے تاگے کاتے ہوے
اپنے کو بعد مضبوطی کے ریزہ ریزہ
کرکے (جب وہ بٹنے سے مضبوط
ہو گیا۔ قبیلۂ قریش مین ایک عورت ایسی تہی کہ تاگے بٹوا کر توڑ ڈالتی تہی

اور رضائع کرتی تہی۔اب وہ فقرۂ آیت ہی جسکو مصنف مخاطب نے نقل کیا
ہی) پکڑتے ہو تم قسمون اپنی کو از روے دغل اور خیانت کے درمیان
اپنے (اُسی پیمان اور قسمون سے مراد ہی اور ہو سکتی ہی جسکا اوپر ذکر ہوا
نہ غیر اُسکے سے) بسبب اسکے کہ ہو ایک جماعت افزونتر دوسری جماعت
سے بیشک آزمائیگا اللہ تمکو ساتہہ اُسکے (اُسی عہد کے توڑنے اور نہ
توڑنے پر) تاکہ بیان کرے تمہارے واسطے دن قیامت کے اُس
چیز کو کہ تہے تم اختلاف کرتے (ذکر اختلاف بہت غور کے قابل ہی جو
اس امر کی خبر دیتا ہی کہ نکث پیمان اور سوگند کرکے اختلاف کرنے لگے اور
دو گروہ ہو گئے چنانچہ خدا اُسی کے ساتہہ فرماتا ہی) اور اگر چاہتا خدا ہر آئینہ
کرتا تمکو ایک گروہ (ایک مذہب پر) اور لیکن گمراہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی
اور ہدایت کرتا ہی جسکو چاہتا ہی (ای جو چاہے ضلالت اختیار کرے
اور جو چاہے ہدایت قبول کرے) اور البتہ سوال کیے جاؤگے تم اُس
چیز سے کہ تہے تم عمل کرتے (اس مضمون آیت سے ظاہر ہو گیا کہ ایک
عہد خدا کے توڑنیوالے ہین اور ایک عہد خدا کے نہ توڑنیوالے ہین)
اور نہ پکڑو تم قسمون اپنی کو فریب اور دغا بازی درمیان اپنے پس پہسل
جائیگا قدم بعد ثابت ہونے اُسکے کے اور چکہو تم بُرائی کو بسبب اسکے کہ
روکا تمنے راہ خدا سے اور تمہارے واسطے عذاب بڑا ہی (ای اُسی عہد خدا

کے توڑنیکے سبب سے) اور نہ خرید کرو تم ساتھہ عہد خدا کے (دیکھو اس جگہ بہ تخصیص سے عہد خدا کا ذکر ہی) قیمت تھوڑی بیشک نزدیک خدا کے وہ بہتر ہی واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے۔ اور جو کچھہ نزدیک تمہارے ہی تمام ہو جائیگا اور جو کچھہ خدا کے پاس ہی وہ باقی رہیگا اور البتہ جزا دینگے ہم اُن لوگونکو کہ صبر کیا ہی اُنھوننے اجر اُنکا ساتھہ نیک تر کے کہتے وہ عمل کرتے جو کوئی عمل کرے صالح مرد سے ہو یا عورت سے اور وہ مومن ہی پس البتہ زندگانی دینگے ہم اُسکو زندگانی پاکیزہ اور بہر آئینہ جزا دینگے ہم اُنکو اجر اُنکا ساتھہ نیک تر اُسکے کہتے وہ عمل کرتے۔ پس جسوقت کہ پڑہے تو قرآن کو پس پناہ مانگ تو ساتھہ اللہ کے شیطان راندہ ہوے سے تحقیق نہین ہی واسطے اُس شیطان کے غلبہ اوپر اُن لوگونکے کہ ایمان لاے ہین وہ اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہین سوا اسکے نہین کہ غلبہ اُسکا اوپر اُن لوگونکے ہی کہ جو پیروی کرتے ہین اُسکی اور ایسے لوگونکے کہ جو ساتھہ اُسکے شریک ہوتے ہین"

ان آیات کے متعلق علماے اسلام کے چار قول ہین اس امر کی بابت کہ عہد اور ایمان (پیمان اور قسم) کا ذکر جو ان آیات مین ہی وہ کون عہد و قسم ہی اور وہ کون لوگ ہین کہ جنسے وہ عہد و قسم ہوئی اور جنھوننے وہ عہد و قسم کی۔

ایک قول تو یہی ہی جو مصنف مخاطب نے ظاہر کیا ہی کہ "جب ایک قوم ایک قوم سے عہد و قسم کرے اور پہر ایک قوم ایسی آے کہ جو اُس سے غالب اور قوی ہو تو اُس سے عہد کرکے اُس عہد اور قسم کو توڑنا نہین چاہیے جو پہلے ایک قوم سے عہد اور قسم ہو گئی ہی"

دوسرا قول یہ ہی کہ "یہ آیت اُن لوگونکے بارہ مین نازل ہوئی ہی کہ جنہوننے نبی سے اسلام پر بیعت کی اُن مسلمانونکے لیے خدانے فرمایا ہی کہ تمکو نہین چاہیے کہ قلت مسلمانونکی اور کثرت مشرکین سے نقض بیعت کرو بعد تاکید یعنی ثابت ہو جانے اور سخت ہو جانے اُسکے"

تیسرا قول یہ ہی کہ "یہ آیت اُن لوگونکے بارہ مین نازل ہوئی ہی کہ جنہوننے بیعت کی رسول سے اور پر نصرت اسلام کے اور اہل اسلام کے پس ممانعت کی گئی ہی اُسکے نقض سے"

چوتھا قول یہ ہی جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "یہ آیتین نازل ہوئی ہین باب مین ولایت علی کے اور بیعت مین جو اُنکے لیے لی گئی اور اُس فرمودہ رسول مین کہ سلام کرو علی کو ساتہہ امیر المومنین ہونیکے"

قول دوم اور سوم اور چہارم ایک نوع کے ہین کہ جنمین عہد اور قسم کا تعلق امور مذہب اسلام سے ہی۔ بعض نے توحید اور رسالت

سے اُسکو متعلق کیا ہی بعضونکے مذہب اسلام اور مسلمانونسے بعض نے ولایت اور امارت مذہب اسلام سے۔

پیغمبر اپنے قول اور فعل سے جس جس امر کی بابت جن جن لوگوں سے وقتاً فوقتاً آہستہ آہستہ عہد اور قسم لیتے گئے وہ سب ایک قسم کے ہین جنکا تعلق دین* سے ہی وہ دین کہ جسکو دنیا شامل ہی۔ دین اسلام نجات اُخروی سے بہی متعلق ہی اور معاشرت زندگانی سے بہی۔ دین اسلام اصلاح باطنی بہی کرنیوالا ہی اور اصلاح ظاہری بہی۔

اس بنا پر ان تینون قول اخیر کی نوعیت سے قول اول کی نوعیت مختلف ہی اُسکی نسبت یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ قول اُن آیات قرآنی کے موافق ہی یا خلاف اور جب اُن آیات پر خیال کیا جاتا ہی تو اُسکے خلاف ہونے پر کچھہ شبہہ باقی نہین رہتا ہی۔

اُن پوری آیات قرآنی کو جو متعلق اس بحث کے ہین اور جنکو ہمنے نقل کیا ہی پیش نظر رکہنا چاہیے جنسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اول خدا قیامت کا ذکر کرتا ہی خوف دلانیکے لیے اور فرماتا ہی کہ وُہ ہر امت پر ہم گواہ کھڑے کرینگے جو اُسکی قوم سے ہونگے اور اُن گواہونپر پیغمبر کو خدا گواہ لائیگا!!!

جس سے ظاہر ہی کہ کچھہ لوگ ہر امت سے اُس اُمت پر اور اُسی

اُست مین سے گواہ ہونگے۔

پیغمبر آخر الزمان کی امت کے سوا جو دیگر امتین ہین اُنکی نسبت ہم قبول کر لیتے ہین کہ اُن امتونکے انبیا اپنی اپنی امتونپر گواہ ہونگے مگر یہ بہی ہم کہتے ہین کہ کسی کسی امت مین سوا اُسکے نبی کے صالح اور ہادی لوگ بہی گذرے ہین جنکو نبی یا رسول قرار نہین دیا گیا ایسے لوگونکو ہم وصی انبیا یا قائم مقام یا نائب اُنکا کہتے ہین ایسے لوگ بہی ضرور اُس امت پر گواہ ہونگے۔

لیکن اس آیت مین ذکر ہر امت کا ہی اسلیے ضرور ہی کہ ایسے گواہ امت پیغمبر آخر الزمان پر بہی ہون اور اُن گواہونپر پیغمبر آخر الزمان گواہ بلائے جائین۔

اور سورۂ بقر کی آیت سے جسکو ہم اوپر لکھہ آے ہین نہایت صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اسی امت سے کچہہ گواہ ایسے ہونے چاہین کہ جو لوگونپر گواہ ہون اور اُن گواہونپر رسول گواہ ہون۔

اب ہمکو کوئی بتاے کہ وہ لوگ جو اس امت کے لوگونپر گواہ ہونگے اور جنپر پیغمبر گواہ ہونگے وہ کون لوگ ہین؟۔

مین یقین دلاتا ہون کہ ایسے لوگ جو امت کے لوگونپر گواہ ہون اور اُنپر پیغمبر گواہ ہون نہین ہوسکتے مگر وہی لوگ کہ جو ٹھیک ٹھیک

اور شریعت محمدی سے آگاہ اور علم پیغمبری سے واقف ہوں ایسے درجہ پر
کہ جو ٹھیک ٹھیک دین اسلام کو امت پر چلا سکین سو ایسے ہی لوگونکی خدا
امت پر گواہی لیگا کہ امت نے خدا اور رسول کے احکام کے بموجب عمل
کیا یا نہین اور جو کچھ وہ گواہی دینگے اُسپر پیغمبر آخر الزمان کی گواہی ہوجاتی
کہ یہ سچ کہتے ہین یا نہین ایسے لوگونکی صفت جو امت کے لوگونپر گواہ ہون
اور پیغمبر اُنپر گواہ ہو سوا ائمہ اہلبیت کے کہ جنکے بدنونمین خون پیغمبر کا اور جنکے
سینونمین علم پیغمبر کا تہا اور کوئی نہین ہوسکتا۔

ان گواہونکے ذکر کے ساتھ ہی خدا فرماتا ہی کہ وہ نازل کی ہمنے تجپر کتاب
جو بیان کرنیوالی ہی ہر چیز کی ۔

اس بیانسے خدا کے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ خدا اُس چیز کا ذکر کرتا ہی کہ جس
کی بابت گواہی لینا اُسکو مقصود ہی اور ذکر کتاب اس صفت کے ساتھ
ہی کہ ہر چیز کا اُسمین بیان ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شہادت
اس امر کی بابت لی جائیگی کہ ہر چیز جو اُس کتاب مین بیان ہوئی ہی اُسپر
امت کے لوگونے عمل کیا یا نہین۔

اس بیانکے ساتھ کہ وہ کتاب ہر چیز کی بیان کرنیوالی ہی اور جس
بیان پر عمل ہونا چاہیے خدا اس کتاب کے بیان ہر چیز کو ہدایت
اور رحمت اور بشارت پر مسلمانونکے لیے محدود کرتا ہی اور جنکو اوصاف کتاب

اور اُسکے بیانکا قرار دیتا ہی۔

غور کرنا چاہیے کہ اس مقام پر خدانے جو تین لفظونکے ساتھ اوصاف اُس کتاب اور اُسکے بیان کے ظاہر فرماے اُسکے لیے کوئی وجہ ہونی چاہیے ورنہ عام طور پر صرف ہر ایک لفظ کافی تہا۔ کتاب اور اُسکے بیانکے جو وصف ہدایت اور رحمت اور بشارت بیان کرکے خدانے اُنکو مسلمانونکے لیے قرار دیا اور یہ نہ کہا کہ مومنین کے لیے۔ بہت ہی غور کے قابل ہی۔

یقین کرنا چاہیے کہ ان تینون خیر وصفونسے جبتک کوئی مستفید نہین ہوگا وہ مسلمان جسکے معنی فرمانبردار کے ہین نہین سمجھا جائیگا۔

اب مین یہ بتاتا ہون کہ ہدایت اور رحمت اور بشارت تین صفتین کتاب اور بیان کتاب کی مسلمانونکے لیے کیون خدانے بیان کی ہین اور یاد رکہنا چاہیے کہ ان تینون صفتونسے جبتک کوئی شخص مستفید نہین ہوگا کامل مسلمان نہین ہوسکتا۔

ہدایت کا وصف توحید کے لیے ہی یعنی کتاب اور اُسکا بیان انسان کو خدا وحدہ لاشریک کے حق ہونیکی اور غیر ایسے خدا کے دوسرے معبودون کے باطل ہونیکی ہدایت کرتا ہی جسکے متعلق نماص دیگر آیات قرآنی موجود ہین۔

رحمت کا لفظ رسالت پیغمبر آخرالزمان کے قبول کرنیکے واسطے

خدا نے فرمایا ہی جیسا کہ خدا قرآنمین پیغمبر کے لیے دوسری جگہ فرماتا ہی "

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين "

کتاب اور اُسکے بیانکی جو صفت رحمت خدا نے فرمائی ہی اُس سے
مراد یہ ہی کہ پیغمبر آخر الزمان کی رسالت قبول کرنا جسکا بیان قرآنمین ہی اور
جو امت کے اخلاق درست کر دیگا وہ رحمت ہی اور اُسکا بیان کتاب
مین ہی۔

تیسری صفت بشارت ہی جسکے معنی خوشخبری اور مژدہ کے ہین
غور کرنا چاہیے کہ یہ وصف کتاب اور اُسکے بیانکا مسلمانونکے لیے اس
موقع پر کس حالت مین قرار پا سکتا ہی۔ خود معنی لفظ " بشارت " کے
بتلاتے ہین کہ کوئی خوشخبری اور مژدہ آئندہ کے لیے قرآنمین ہی۔
کتاب اور اُسکے بیان کے اوصاف مین ہدایت توحید اور رحمت رسالت
کا جب ذکر ہو چکا تو یہ ترتیب دلالت کرتی ہی کہ کتاب اور اُسکا بیان بشارت
کرنیوالی ہو کسی ایسے شخص کی کہ جو بعد رسول اُنکی نیابت کو اور منصب
امامت کو انجام دے اور پیغمبر کی شریعت کو چلائے اور امت پیغمبر کے
لوگونپر تعمیل احکام خدا اور رسول کی کرلے۔ جیسے پیغمبر آخر الزمان کی
بشارت کتب آسمانی ماسبق مین تھی۔

جو مسلمان کہ اس بشارت کو قرآن سے مسلمانونکے لیے نکالتے مین

اور اُس بشارت سے جو وصف قرآن خدا قرار دیتا ہی مستفید ہوتے ہین وہی عامل بیان ہر شئی کتاب کے قرار پاسکتے ہین۔

اور مسلمانون مین سوا فرقہ شیعہ کے کوئی اور فرقہ ایسا نہین ہی کہ کتاب اور اُسکے بیان ہر شئی سے مستفید ہدایت اور رحمت اور بشارت اوصاف قرآنی کا ہوا ہو۔ کوئی فرقہ ایسا ہی کہ جسنے صرف ہدایت توحید سے فائدہ اوٹھایا کوئی فرقہ ایسا ہی کہ جو رحمت رسالت سے فائدہ مند ہوا۔ بشارت کسی کی جو قرآن دیتا ہی اور اس موقع پر جو خدا نے اُسکو وصف کتاب فرمایا ہی اُسکو فرقۂ شیعہ ہی قبول کرتا ہی اور کوئی نہین اور جسنے بشارت قرآنی کو قبول نہین کیا ضرور وہ ایک وصف قرآن سے منکر ہی۔

یقین کرنا چاہیے کہ یہی لوگ جنکی قرآن بشارت دینے والا ہی گواہ ہین امت کے لوگون پر کہ جنپر پیغمبر گواہ ہوگا جیسا کہ شروع آیت مین خدا نے فرمایا ہی اور پہر خدا نے وصف قرآن مین اُنکی خبر دی اور وہ ائمہ اہلبیت ہین اور اُنکے امام ہونیکی بیان کتاب کا بشارت دینے والا ہی۔

کتاب اور اُسکے بیان کی جب خدا یہ تینون وصف ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانونکے لیے بیان کر چکا تب پہر خدا اُن تینون وصفونکی سچائی اور حقیت کا بیان تین امر کے ساتھ اُسی ترتیب سے کرتا ہی کہ جس ترتیب سے اوصاف بیان کیے ہین اسطور سے کہ وہ بیشک اللہ

امر کرتا ہی ساتھہ عدل کے اور احسان کے اور ایتاء ذی القربی (دینے قریبون کے "

امر عدل متعلق توحید کے ہی ابن عباس اور عطا نے کہا ہی کہ عدل وہی توحید ہی اور امر احسان (نکوئی) متعلق رحمت رسالت کے ہی اور ابن عباس اور عطا نے اُسکو ادائے فرائض سمجھا ہی۔ امر ایتاء ذی القربی متعلق بشارت نیابت رسول اور امامت امت کے ہی جسکی مراد یہ ہی کہ قریب رسول کو دینے اُسکی نیابت اور اُس ... ل پر امامت دی۔

پھر خدا اُسی ترتیب سے اُن تینون امرونکے مخالف امور سے نہی فرماتا ہی اور کہتا ہی کہ " اللہ منع کرتا ہی فواحش سے اور منکر سے اور بغی سے " شرک اور کفر سے بدتر زیادہ کوئی عمل قبیح اور فحش نہین ہی اُس سے منع کیا گیا ہی بمقابلہ ہدایت توحید کے۔ اور منکر اُسکو کہتے ہین جو خلاف مکارم اخلاق ہو اور اُس سے ممانعت کی گئی ہی بمقابلہ رحمت رسالت کے جو مکارم اخلاق سے مملو ہی۔ اور بغی (سرکشی) سے ممانعت کی گئی ہی بمقابلہ بشارت نائب رسول اور امام امت رسول کے۔

بغاوت سے ممانعت جبکہ فحش اور منکر سے ممانعت ہو چکی تہی صاف اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ وہ اُسی سرکشی سے ممانعت ہی کہ جو نائب رسول اور امام امت رسول سے کیجائے اور ممانعت بغاوت بشارت

وجود امام پر آگاہ کرتی ہی۔

جب خدا توحید کو کہ جسکے ساتھہ عدل لازمی ہی اور رسالت و امامت کو بیان فرما چکا تب اُسکے ساتھہ ہی یہ فرماتا ہی کہ "اور پند کرتا ہی تمکو کاش یاد رکھو تم" یعنی ان تینوں امر ونکو بھلا ندینا۔

بیان کتاب کے لیے جو ایک صفت بشارت خدا نے فرمائی ہی اُسکے یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ بیان کتاب کا بشارت (مژدہ دینے والا ہی ثواب و جنت کا لیکن بیان کتاب کا عذاب اور جہنم کو بھی ظاہر کرنیوالا ہی اور یہ بیان اُسکا بشارت سے متعلق نہین ہو سکتا اسلیے کہ اس جگہ وہ بشارت بالتخصیص مسلمانونکے لیے بیان کی گئی ہی۔

اور جب ہدایت کے متعلق عدل اور رحمت کے متعلق احسان اور بشارت کے متعلق ایتاء ذی القربی بولا گیا ہی اور نہی مین بمقابلہ عدل کے فواحش اور بمقابلہ احسان کے منکر اور بمقابلہ ایتاء ذی القربی کے بغی کہا گیا ہی تو اس مقام پر وصف بشارت سے جو کتاب اور اُسکے بیان کے لیے ظاہر کیا گیا ہی مژدۂ ثواب اور جنت سے کسیطرح مراد نہین ہو سکتی۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ "اس آیت مین جمع ہو گیا ہی جو کچھہ کہ کتاب اللہ مین خیر اور شر کے لیے ہی"

اور قتادہ نے کہا ہی کہ وہ امر کیا ہی اللہ نے ساتھہ مکارم اخلاق کے اور نہی کی ہی تنگی اخلاق سے"

اور کچھہ شبہہ نہین کہ خدا نے پہلے مجمل تعریف کتاب کی یہ بیان کی ہی کہ وہ بیان کرنیوالی ہر چیز کی ہی جسکا مقصود یہ ہی کہ اُسمین بیان ہر امر مشکل کا اور ہر چیز کا کہ جسکی حاجت ہو امور شرع سے یعنی اُسمین ہر امر بیان کیا گیا ہی کہ جسکی احتیاج خلق کو ہو۔

اور پہر اُس کتاب کے بیانکی یہ تفصیل کی ہی کہ اُسکے بیان مین ہدایت اور رحمت اور بشارت ہی اور پہر اُسکی توثیق امر بالعدل اور احسان اور ایتاء ذی القربی سے اور نہی فحشاء اور منکر اور بغی سے فرمائی ہی۔ اور جسکی مراد کی مین نے شرح کی اُس سے ظاہر ہی کہ درحقیقت کتاب خدا کے بیا نمین کوئی امر کہ جسکی احتیاج مخلوق خدا کو ہو چھوٹا نہین۔

لیکن اُس کتاب اور اُسکے بیان پر عمل کرنیکا معاملہ حقیقت مین اُس عہد سے پورا ہو سکتا ہی کہ جو درمیان خدا اور اُسکے بندونکے ہوا اور وہ عہد کیا ہی کہ خدا کی طرف سے ایسی کتاب کا نزول اور بندونکی جانب سے اُسکا قبول اور اُسپر عمل کا عہد بعیت پیغمبر سے کرنا۔

چنانچہ اُسی آیت کے اتصال مین خدا فرماتا ہی کہ وہ پورا کرو تم عہد اللہ کو جسوقت کہ عہد کرو تم اور نہ توڑو تم قسمونکو بعد مضبوط کرنے اُنکے کے

درحالیکہ تحقیق کیا تمنے اللہ کو اوپر اپنے کفیل بیشک اللہ جانتا ہی جو کچھہ کہ تم کرتے ہو"

اس سے ظاہر ہی کہ خدا اُس عہد کے پورا کرنے کا حکم دیتا ہی کہ جو خدا کے ساتھہ مسلمانوں نے کیا تھا اور اُنہیں قسموں کے توڑنیکی نہی فرماتا ہی اور وہ عہد خدا کے ساتھہ کتاب اور بیان کتاب پر ہی جسکا ذکر خدا نے پہلے کیا اور اُسمین بشارت امام بوجہ ذی القربی ہونیکے اور اُس سے بغاوت کی ممانعت داخل ہی۔

جو عہد کہ درمیان اس آیت کے مذکور ہی اُسکا تعلق اُس عام عہد سے قرار نہین پا سکتا کہ جو ایک قوم دوسری قوم سے اپنے ذاتی امور کے لیے کرے۔

اسی جگہ سے بنیاد اُس معنی اور مراد کی منہدم ہوتی ہی کہ جو مصنف مخاطب نے اور بعض دیگر علماے اہلسنت نے مراد عہد و قسم سے باہم دو قوموں کی لی ہی۔

اور اسی مضمون کی ایک اور آیت سورۂ رعد مین ہی۔ آیت

والذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون	ترجمہ "اور جو لوگ کہ توڑتے ہین عہد خدا کو بعد مضبوط کرنے اُسکے اور قطع کرتے ہین اُس چیز کو کہ حکم

فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار ؎	کیا ہی خدا نے ساتھہ اُسکے یہ کہ ملائی جاے (دوستی کی جائی) اور فساد

کرتے ہین بیچ زمین کے یہ لوگ ہین کہ واسطے اُنکے لعنت ہی اور واسطے اُنکے بُرا گھر (دوزخ) ہی۔

اس آیت مین بھی نقض اُسی عہد کا ذکر ہی جو خدا کے ساتھہ کیا جاے اور اُس عہد کی تصریح کی گئی ہی دوستی اور ملاپ سے اور اُس دوستی اور ملاپ کا پہلا درجہ یہ ہی کہ علی مرتضی اور آل پیغمبرؐ سے دوستی اور ملاپ رکھو جسکا قطع کرنا نہین چاہیے اور جسکے قطع کرنیکا نتیجہ فساد فی الارض ہی جسپر مضمون اس آیت کا حاوی ہی۔

اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ خدا سے کوئی عہد نہین ہو سکتا اور باہم دو قومین جو عہد اپنے امور ذاتی کے لیے کرین وہی عہد خدا ہو سکتا ہی لیکن یہ شبہہ رفع ہو جاتا ہی جب ان آیتون کو بمقابلہ اُس شبہہ کے پڑہا جاے۔

۵ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتمی والمساکین وقولوا للناس حسنا	ترجمہ:۔ اور جس وقت کہ لیا ہمنے پیمان بنی اسرائیل کا کہ نہ پرستش کرو تم مگر خدا کی اور ساتھہ والدین کے نیکی کرنا اور ذی القربی اور یتیمون اور مسکینون کے

سلہ سورۂ بقر پارہ اول۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ؏

اور کہو تم واسطے لوگوں کے نیک اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو زکوۃ پھر پھر گئے تم مگر تھوڑے تم میں سے اور تم رو گردانی کرنیوالے ہو اور جسوقت کہ لیا ہمنے عہد تمہارا کہ نہ گراؤ تم خون اپنے (خونریزی نکرو) اور نہ نکالو تم اپنے نفسوں کو (اپنے لوگوں کو اپنے شہروں سے) پھر اقرار کیا تمنے اور تم گواہی دیتے ہو۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ خدا نے خبر دی ہی اُس عہد کی کہ جو بنی اسرائیل سے خدا نے لیا تھا دین کے کاموں کے لیے وہ دین کہ جسکو دنیا شامل ہی اور وہ عہد ایسا نہیں ہی کہ جو باہم دو قوموں کے ہو۔

[۱] وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا

ترجمہ ؛ اور جسوقت کہ لیا خدا نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ کہ دوں میں تمکو کتاب اور حکمت (شریعت) سے پھر آیا تمہارے پاس رسول تصدیق کرنیوالا واسطے اُسکے جو تمہارے ساتھ تھا تاکہ ایمان لاؤ تم ساتھ اُسکے اور البتہ نصرت کرو تم

[۱] سورۂ آل عمران پارہ ۳۔

وانا معکم من الشاهدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون	اُسکی کہا (خدا نے) آیا اقرار کیا تُمنے اور لیا تُمنے اوپر اُسکے عہد میرے کو کہا

اُنہوں نے اقرار کیا ہم نے کہا (خدا نے) پس گواہ رہو تم اور مین ہمراہ تمہارے گواہونمین سے ہون پس جو کوئی کہ مُنہ پہیرے بعد اسکے پس وہی فاسق ہین۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ خدا نبیونسے بہی عہد لیتا ہی اور اُنکی امتونسے بہی کتاب اور شریعت پر اور اُس اپنے عہد پر اُنکو بہی گواہ کرتا ہی اور آپ بہی گواہ ہوتا ہی جس عہد کا اس آیت مین ذکر ہی اُسکا تعلق اُس عہد سے کسیطرح نہین ہوسکتا جو درمیان دو قومونکے ہو۔

واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون[۱]	ترجمہ:- اور جسوقت کہ لیا اسنے عہد اُن لوگونکا کہ کتاب دی گئی اُنکو (یعنی کسی امت کو پیغمبر کی معرفت) تاکہ بیان کرین وہ اُسکو لوگونکے لیے اور نہ چہپائین وہ اُسکو پس ڈالدیا

اُنہوں نے اُس کتاب کو پس پشت اپنے اور مول لیا اُنہوں نے ساتہہ اُسکے مول تہوڑا پس بُری ہی وہ چیز کہ خرید کرتے ہین۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ خدا میثاق اُن لوگونسے لیتا ہی کہ جنکو

[۱] سورۂ آل عمران۔

کتاب دیتا ہی بذریعہ اپنے پیغمبر کے اور یہ عہد ایسا ہی کہ جو درمیان خدا اور کسی قوم کے ہو نہ ایسا کہ جو درمیان دو قومونکے ہو۔

۸؎ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منہم اثنی عشر نقیبا"	ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق لیا خدا نے عہد بنی اسرائیل کا اور برانگیختہ کیے ہمنے انمین سے بارہ سردار"

اس آیت سے بھی ظاہر ہی کہ عہد مین ایک طرف خدا تھا اور ایک طرف بنی اسرائیل۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ خدا نے ذکر میثاق کے ساتھ بارہ سردارونکے برانگیختہ کرنیکا ذکر کیا ہی جس سے یہ مستنبط ہوتا ہی کہ وہ میثاق خدا نے اُن بارہ سردارونکے واسطے لیا تھا۔ (جن آیات کے مضمونپر ہم بحث کر رہے ہین اُنکے مضمونسے عہد خدا کا بارہ سردار۔ (سید) کی امامت کے لیے ثابت کر رہے ہین۔

۹؎ لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیہم رسلا"	ترجمہ:۔ ہر آئینہ تحقیق لیا ہمنے پیمان بنی اسرائیل کا اور بھیجا ہمنے طرف اُنکے پیغمبرونکو"

اس آیت سے بھی میثاق خدا بنی اسرائیل کے ساتھ پیغمبرون کے بھیجنے کے لیے ظاہر ہی نہ میثاق قوم کا باہم قوم کے۔

۸؎ سورۂ مائدہ پارہ ۶ ۹؎ سورۂ مائدہ۔

سورۂ اعراف پارۂ ۹ مین خدا کچھ لوگون پر خلاف کتاب عمل کا الزام لگا کر فرماتا ہی۔

۷۔ الم یوخذ علیہم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودرسوا ما فیہ۔	ترجمہ ۷۔ آیا نہین لیا اوپر انکے میثاق کتاب کا اور یہ کہ نہ کہین وہ اوپر خدا کے مگر حق اور پڑہا انہوننے جو کچھہ کہ بیچ کتاب کے ہی۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ میثاق کتاب کی بابت لیا گیا کہ جو کچھہ اسمین ہی اسکو حق پڑہنا چاہیے۔

ان آیات سے ظاہر ہی کہ خدا اپنے انبیا اور انکی اُمتونسے اپنی کتابون منزلا اور انکے بیان پر عہد لیتا ہی جسکو اُس عہد سے کچھہ تعلق نہین ہی کہ جو ایک قوم دوسری قوم سے باہم عہد کرے۔

ان آیات مین اس امر کا بہی ذکر ہی کہ جو لوگ اُس عہد خدا کو توڑ ڈالین وہ کس رتبہ پر سرفراز ہونیوالے ہین۔

ان آیات مین جس عہد خدا اور اسکے نقض کا ذکر ہی ویسے ہی آیت زیر بحث مین اُسی عہد خدا اور اسکے نقض کا ذکر ہی جو خدا نے اپنی کتاب منزل پر امت رسول آخر الزمان سے لیا جسمین بیان توحید ورسالت اور امامت کا ہی۔

کوئی تحریف لازم آتی ہی؟ یا جو معنی کہ مصنف مخاطب نے بتقلید بعض علمائے اہلسنت کے ظاہر کیے ہین اور عہد اور قسم کو درمیان دو گروہوں کے بابت امور ذاتیات سے قرار دیا ہی وہ خلاف الفاظ صریح آیت قرآنی کے ہین اور وہ مستلزم تحریف معنوی قرآن کے ہین۔؟

یہہ پوری روایت ارشاد امام علیہ السلام کی لکھدی ہی اُسمین کوئی لفظ ایسا نہین ہی کہ امام علیہ السلام نے الفاظ "امة ھی اربی من امة" کو غلط بتایا ہو جیسا کہ مصنف مخاطب نے کہا ہی یا یہ فرمایا ہو کہ الفاظ مذکورہ تحریفی ہین۔ "اربی" کے لفظ پر تعجب کے ساتھہ طعن کیا ہی جیسا کہ مصنف مخاطب کا استنباط ہی۔ بلکہ امام علیہ السلام کا مخاطب اُس مراد کو جو امام علیہ السلام نے فرمائی جب نہین سمجھا اور اُسنے "ھی اربی من امة" پڑھا تو امام علیہ السلام نے پوچھا کہ "اربی (فزونی) کیا" اور ہاتھہ سے اشارہ کر کے پھر ہاتھہ کو ڈالدیا جس سے یہ مقصود ہی کہ فزونتر ہو اسکے کیا معنی ہین کس چیز مین فزونتر ہو۔ اور خود امام علیہ السلام پہلے فرما چکے تہے کہ پاکیزہ تر ہو۔ اس قول اور فعل امام علیہ السلام کی یہ مراد ہی کہ فزونتر پاکیزگی مین۔ اور اُسکے ساتھہ ہی امام نے "انما یبلوکم بہ" کی (سوا اسکے نہین ہی کہ آزمائیگا اللہ تمکو ساتھہ اُسکے) یہ تفسیر فرمائی "یعنی ساتھہ علی کے آگاہ کرتا ہی تمکو بعد نبوت اُسکے"

جس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اُمت اور اُبی کی جو مراد اس مقام پر لی وہ از رو تفسیر کے ہے اور وہ تفسیر بنظر آیات سابقہ ولاحقہ کے بالکل ٹھیک ہے چنانچہ اُس فقرۂ آیت کے ساتھ ہی خدا فرماتا ہے "تاکہ بیان کرے یا ظاہر کرے تمہارے واسطے دن قیامت کے جو کچھ کہ تھے تم اُسمین اختلاف کرتے"

یہ ارشاد خداوندی حقیقت مین وعید اور تحذیر ہے مخالفت رسول سے یعنی اے ہمارے مومنین کے لیے پیغمبر نے جو عہد بیعت لے لیا اُس سے تمنے اختلاف کیا اور تم امت مختلف ہو گئے اور پھر اُسی کے اتصال سے یہ ارشاد کرتا ہے "اور اگر چاہتا اللہ ہر آئینہ کرتا تمکو امت واحد لیکن گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے (یعنی اپنے فعل اور اختیار سے گمراہ ہو جاتا ہے) اور ہدایت کرتا ہے جس کسی کو چاہتا ہے (یعنی اپنے فعل اور اختیار سے ہدایت پاتا ہے) چنانچہ فرماتا ہے کہ "ہر آئینہ پوچھینگے ہم اُس چیز سے کہ تھے تم عمل کرتے" بعد اسکے پھر خدا تاکید سے تصریح کرتا ہے کہ "وہ نہ پکڑو تم قسمون اپنی کو فریب اور دغابازی درمیان اپنے (یعنی امارت مومنین کا جو علی کے واسطے عہد لیا گیا ہے اُسکو نہ توڑو) جیسا کہ فرماتا ہے " پس پھسل جاے قدم بعد ثبوت اُسکے اور چکھو تم برائی کو بسبب اسکے کہ باز رکھا تمنے راہ خدا سے" جسکی یہ مراد ہے کہ صراط مستقیم سے تمہارا قدم پھسل گیا اور خلاف عہد علی مرتضی کے امیر المومنین بعد پیغمبر قبول نہ کرنے سے جو خونریزیان مسلمانون مین ہو کر قوت کم ہو گئی اور دیگر ائمہ اہلبیت کو جنکی بشارت امامت قرآن دیتا تھا اُنکے نہ قبول کرنے

سے روک دیا راہ خدا پر چلنے کو جسکے سبب یہ بُرائی تمہارے حق مین ہوئی کہ سلطنت مذہب اسلام کی اُس شان سے باقی نہین رہی جو اُس حالت مین باقی رہتی کہ جب کل مسلمان بعد پیغمبر علی مرتضی اور ائمہ اہلبیتؑ کو امیر المومنین قبول رکہتے۔

بعد ذکر پہسل جانے قدم اور چکہنے برائی کے بسبب باز رکہنے کے راہ خدا سے خدا فرماتا ہی "اور واسطے تمہارے عذاب بڑا ہی" اور پہر خدا تاکید سے منع فرماتا ہی "اور نہ مول لو تم ساتہہ عہد اللہ کے قیمت تہوڑی"

اس جگہ پہر خدا نے اُس عہد کو جسکا کہ ذکر ہو رہا ہی اپنا عہد فرمایا نہ کوئی ایسا عہد کہ جو کسی دو قومون کے باہم ہوا اور جسکی مراد یہ ہی کہ جو عہد خدا کے ساتہہ کیا ہی اور جو بعیت رسولؐ کے ساتہہ کی ہی جسمین بعیت امیر المومنین ہونے علی مرتضی کی بہی شامل ہی اُسکو قیمت قلیل کے ساتہہ تبدیل نہ کرو اور پہر اُس تبدیل نہ کرنے اور نہ فروخت کرنیکی خوبی کو جتاتا ہی "سوا اسکے نہین ہی کہ نزدیک اللہ کے جو ہی یعنی عہد اللہ کا نہ توڑنا وہ بہتر ہی واسطے تمہارے اگر تم جانو اُسکو جو کچہہ کہ تمہارے پاس ہی کہ وہ کم اور فنا ہو جائیگا اور جو کچہہ نزدیک خدا کے ہی وہ باقی رہنے والا ہی" یعنی اگر تم اُس عہد خدا کو توڑ دوگے تو سلطنت مذہب اسلام کی بعد پیغمبر علی مرتضی کو امیر المومنین نہ قبول رکہنے سے آہستہ آہستہ ضعیف ہو جائیگی اور اگر عہد خدا کو نہ توڑ دوگے

اور علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت کو بعد پیغمبر قبول کرتے رہو گے تو سلطنت اسلام وسیع اور قوی ہو کر ہمیشہ کو باقی رہیگی جس سے تمکو فائدہ زیادہ ہو گا۔

جب خدا عہد اسکے توڑنیوالونکا ذکر کر چکا تو پہر اُن لوگونکا ذکر کرتا ہی کہ جنکے واسطے عہد لیا گیا تہا اور اُنکے لیے یہ فرماتا ہی کہ "اور ہر آئینہ جزا دینگے ہم اُنکو کہ جنہوں نے صبر کیا اُنکے اجر کا نیک تر اُس سے کہ تہے وہ عمل کرتے عمل صالح سے"

وہ اول صبر کرنیوالے مردونمین سے کون تہے "علی مرتضی" جنکو صالح المومنین خدا نے دوسری جگہ فرمایا ہی اور عورتون مین سے فاطمہ بنت رسول اللہ زوجہ علی مرتضی تہین۔ اور پہر اُن دونونکی اولاد ائمہ اہلبیت جب خدا یہ فرما چکا کہ ہر آئینہ جزا دینگے ہم اُن لوگونکو کہ جنہوں نے صبر کیا اُنکے اجر کی بہتر اُس سے کہ تہے وہ عمل کرتے عمل صالح سے تو اُسکے ساتہہ ہی یہ ارشاد کیا کہ "مرد سے ہو یا عورت سے"

چونکہ اول صبر کرنیوالونمین عہد خدا کے توڑے جانے پر ایک عورت ہی تہین اسلیے خدا نے اپنے کلام بلیغ مین اُسکو ہی ظاہر کر دیا۔ اور خدا جب ذکر اُن عمل صالح کرنیوالونکا مرد ہو یا عورت کر چکا تو پہر یہ فرماتا ہی "اور وہ مومن ہو" عہد پیغمبر مین ایسا مومن مرد اور عورت سوا علی مرتضی اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے کوئی نہین ہو سکتا تہا کہ جنہون نے ایک چشم زدن کفر اختیار نہ کیا ہو اور ابتدا سے پرورش و تعلیم ایمانپر پائی ہو۔

اوراسی اعتبار سے خدا اُنکی حالت زندگانی کو بیان کرتا ہی وہ پس ہر آئینہ زندگانی دینگے ہم اُسکو زندگانی پاکیزہ" حیات طیبہ کی مراد ابن عباس اور سعید بن جبیر اور عطا نے رزق حلال سے لی ہی اور حسن اور وہب نے حیات طیبہ کی مراد قناعت اور رضا سے لی ہی اور پیغمبرؐ سے اُسکی روایت کی گئی ہی۔

رزق حلال اور قناعت اور رضا پر جیسا کہ علی مرتضیٰ اور فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہما اور اُنکی اولاد ائمہ اہلبیت نے اپنی زندگانی کو بسر کیا کوئی نہین کہہ سکتا کہ اُنسے بہتر کسی نے بسر کیا ہو۔ اسی آیت مین جو ذکر صبر کرنیوالونکا آیا ہی بیشک یہی لوگ اُسکے مصداق ہوسکتے مین۔ اور پہر خدا اُنہین کے لیے اقرار کرتا ہی وہ اور ہر آئینہ جزا دینگے ہم اُنکو اُنکے اجر کا بہتر اُس سے کہ تہے عمل کرتے"

شروع آیات مین خدا نے ذکر نازل کرنے کتاب کا اور اُسکے بیان کا کیا تہا جسمین بشارت امامت علی مرتضیٰ اور ائمہ اہلبیت کی تہی اور جسپر خدا نے عہد اور پیغمبرؐ نے بیعت لی اور اُسکے وفا اور نقض کی ہدایت اور ممانعت اور اُسکے متعلق جو نصائح اور مصالح تہے اور اُسپر عمل کرنے اور نہ کرنیوالون اور اُنکی حالت بیان ہوچکی تب خدا اُسی کتاب کے لیے فرماتا ہی کہ وہ پس جسوقت کہ پڑہے تو قرآن کو پس پناہ مانگ تو ساتہہ اللہ کے

شیطان راندے ہوے سے تحقیق کہ نہین ہی واسطے اُس (شیطان) کے غلبہ اوپر اُن لوگونکے کہ ایمان لائے ہین وہ اور اوپر رب اپنے کے توکل کرتے ہین سوا اسکے نہین ہی کہ غلبہ اُسکا اوپر اُن لوگونکے ہی کہ جو پیروی کرتے ہین اُسکی اور ایسے لوگونکے کہ جو ساتھہ اُسکے شریک ہوتے ہین"

اس اخیر آیت مین خدا نے یہ بہی بتا دیا کہ وہ کتاب جو بیان کرنیوالی بشارت امامت کی ہی اور عہد اللہ پر وفا کرنے اور نہ توڑنیکے لیے جو اُس امامت پر لیا گیا ہی جب پڑہو تب خدا کے ساتہہ پناہ مانگو شیطان راندے ہوے سے۔

اور یہ بہی خدا نے جتا دیا کہ وہ کن لوگونپر غلبہ پاتا ہی اور کن پر نہین پاتا اور غرض اس سے صرف اسقدر ہی کہ ان آیات قرآنی مین جو کچہہ ہمنے ہدایت اور نصیحت کی ہی اُسپر عمل کرو اور وساوس شیطانی کو دل پر نہ آنے دو۔

یہ ہین وہ آیات جنکو امام علیہ السلام نے بارۂ علیؑ مین اور اُس بعیت کے کہ جو پیغمبرؐ نے علی کے امیرالمومنین ہونیکے لیے لی تہی فرمایا ہی اور جنمین سے ایک ٹکڑے آیت کی تفسیر "امة ھی اربی من امة" کی فرمائی ہی۔

ان تمام آیات کی حقیقت جو کچہہ ہمنے بیان کی ہی خود اُن آیات کے

مضمون سے ظاہر ہوتا ہی کہ امام علیہ السلام نے جو کچھ ان آیات کی
نسبت فرمایا ہی وہ صحیح ہی اور جو کچھ تفسیر ٹکڑے آیت کی کی ہی وہ ٹھیک
ہی اور اعتراض مصنف مخاطب کا اسپر قطعی غلط ہی۔ راقم
دہی خاص شیعہ

تمت بالخیر والعافیہ

اعلان واجب الاذعان

ہمارے بزرگ خاندان قبلہ وکعبہ جناب عموی **مرزا عابد علی بیگ خان بہادر** رٹائرڈ سب جج دام ظلہ العالی کو جو ہمارے رسالہ "روشنی" کے مسودات کو اپنے نورانی حکیمانہ اور فلسفیانہ خیالات سے مزین کرکے درست فرماتے ہین عالیجناب عمدۃ الاطیاب البحر الکامل والبحر الذی لیس لہ ساحل زبدۃ المتورعین قدوۃ المتفقہین الذی ہو بین العلماء کالبدر بین نجوم السماء النور الشعشعانی والعالم الربانی السند المستند والفقیہ المعتمد سرکار شیخ محمد بن العلامۃ المرحوم جناب **شیخ زین العابدین المازندرانی** اعلی اللہ مقامہ نے خطاب "**محقق مرادآبادی**" عطا فرمایا ہی اور سنہ ہجری اگرہ آباد سے حقیر کے پاس روانہ کی ہی جسکی بعینہ نقل واسطے آگاہی ہمنین معاونین رسالہ "روشنی" کے ذیل مین درج کی جاتی ہی

بسم اللہ ولہ الحمد

مخفی و مستور نماناد - کہ افضل علوم و احسن معارف معرفت
اصول دین و مذہب ست باقامت برہان و دلیل نہ از طریقۂ
اتباع و تقلید - و از جملہ اصول مذہب امامت و خلافت ست
کہ از قدیم الایام بین المسلمین محل اختلاف ست و غالب علمای
اعلام و فقہاے کرام در اثبات امامت و خلافت کتابہا نگاشتند
و رسالہا نوشتند - خاصتہً علماے ہند و فضلاے اودہ شکر
اللہ مساعیہم و جزاہم اللہ عن الاسلام خیرا کہ در اثبات این مدعا
شائبہ شبہہ باقی نگذاشتند و باستدلالات عقلیہ و نقلیہ
زنگ شک و ارتیاب را از قلوب موحدین انصاف ربودند
و درین ایام سعادت فرجام کہ احقر وارد مرادآباد شدم ملاقات
نمودم باجناب جلالت مآب اُستاد فن مناظرہ و کلام و سناد
متکلمین اہل اسلام **مرزا عابد علی صاحب** رتائر صدر
الصدور دام فضلہ و بقاہ کہ در تحقیق مسئلۂ خلافت مجاہدۂ بسیار
نمودہ و مناظرۂ بشیار فرمودہ و بزبان اردو رسالہا نوشتہ و کتابہا

تحریر کردہ چون از صحبتہاے ایشان در مجالس عدیدہ مستفیض شدم و در تحقیق مسئلۂ خلافت و امامت ایشانرا مدقق کامل و محقق فاضل یافتم لہذا این احقر ایشانرا مخاطب بخطاب محقق مرادآبادی نمودم و ملقب باین لقب گردانیدم مستدعی از مومنین اخیار و شیعیان حضرت حیدر کرار و ائمہ اطہار میباشم کہ جناب را شائستۂ این لقب مبارک شناسند و باین خطاب مخاطب سازند کہ مورث خوشنودی ائمہ معصومین خواہد بود۔ وکان ذلک فی وائل شہر جمادی الثانیۃ سنہ ۱۳۱۴۔ حررہ الاحقر الجانی محمد بن شیخ زین العابدین المازندرانی قدس سرہ

مہر

محمد بن زین العابدین

گزارش

معاونین سے قوی امید ہے کہ یہ نمبر پہونچتے ہی پیشگی زر چندہ سالانہ بابت ۱۸۹۷ء بنظر اعانت جلد ارسال فرمائینگے

خادم اہلبیت نبوی عبدالتقی اڈیٹر رسالہ و رشتے

التماس سالانہ بابت سنہ ۱۸۹۶ء

الحمد للہ کہ تیسری جلد بھی رسالہ روشنی کی بخیر و خوبی ختم ہوگئی اور جنوری سنہ ۹۷ء
سے انشاء اللہ چوتھی جلد کا سلسلہ شروع ہوگا۔ اس جلد مین زیادہ بحث اوس
تفسیر قرآن پر ہے جو پیغمبر خدا نے فرمائی تھی اور علی مرتضے کو لکھوادی تھی
اور جو اوس قرآن مین شامل تھی جسکو علی مرتضے نے بہ ترتیب نزول
جمع کر کے خلافت اول مین پیش کیا تھا اور جو نہین لیا گیا اور جسکے نہایت مفید
ہونے کیوجہ سے نہ لئے جانے پر ابن سیرین جیسے علماء اہلسنت
نے افسوس کیا ہے۔ جسقدر روایات تفسیری آیات پر معترض مخاطب نے
اعتراض کر کے بتائید اپنے قدما کے شیعون پر لفظی کمی و زیادتی
قرآن کے اعتقاد رکھنے کا اتہام کیا تھا اوسکی حقیقت پر جو اس جلد مین
دکھائی گئی ہے اوسے غور کرنے سے ایک آزاد خیال رکھنے والا بخوبی
جان سکتا ہے کہ آیا وہ اعتقاد شیعون کا تھا یا درحقیقت معترض مخاطب کا
اور شیعہ قرآن موجودہ مین جس بات کے قائل ہین وہ کیا
ہے؟

امسال اگرچہ معاونین نے جدید معاون بہم پہونچائے لیکن
بہت خریدار کم بھی ہوگئے بہر حال امسال پرچے نے کوئی ترقی نہین کی
اگر معاونین نے اپنی کوشش کو برقرار رکھا تو خدا کے فضل سے امید آئندہ
ترقی کی ہے مین خاص طور پر جناب شاہ علی مہدی صاحب سابق
تحصیلدار اور جناب منشی محمد حسین خانصاحب انسپکٹر پولیس کی کوششونکا
دل سے شکر گذار ہون۔

بعد شیوع رسائل ششماہی اول سنہ ۹۶ء کے جب مین اپنے
وطن مراد آباد عشرہ محرم کے لیے گیا تہا وہان پر سخت علیل ہو گیا اور
تین ماہ تک علالت رہی اگرچہ خدا کے فضل سے اب کوئی شکایت تو باقی نہین
ہے مگر ضعف اسدرجہ ہے کہ جسکی وجہ سے صحت پر بہروسہ نہین ہے مگر خدا
فضل کرنے والا ہے اس عرصہ مین رسالہ وقت پر شائع نہوتیکی وجہ سے
بہی کہ لوگونکو اوسکے بند ہو جاتیکا دہوکہ ہو گیا تہا پرچہ کو ایک نوع کا نقصان
پہونچا جو ایک لازمی بات تہی۔

ایک امر نہایت قابل افسوس کے یہ تجربہ ہوا کہ اکثر بزرگوا نہایت
تاکید سے بعد دریافت زر چندہ کتب بذریعہ ویلو طلب تو فرما تیہین لیکن ویلو
پہونچنے پر واپس کر دیتے ہین مین حیرت مین ہون کہ ایسے لوگ کس خیال
اور مذاق کے ہین۔ اسواسطے آیندہ سے یہ قاعدہ قرار دیا جاتا ہے
کہ اب کسیکی پاس ایسی درخواست پر ویلو روانہ نہین ہوگا الا معاونین جن کے
پاس بذریعہ ویلو کے رسائل بہیجنی کی ہدایت کرینگے ادنی قیمت بذریعہ ویلو پارسل
بہیجا جائیگا۔

تاہم معاونین کو بہی کوشش کرنے چاہیئے کہ درخواست کے ساتہہ ہی
چندہ بہجوا دیا کرین اور اب ابتدا سے جلدونکی حسب ذیل قیمت مقرر کیگئی ہے

جلد اول بابتہ سنہ ۹۴ء	ضمیمہ بردو حصص بابتہ جلد اول	جلد ثانی بابتہ سنہ ۹۵ء	جلد ثالث سنہ ۹۶ء
عمہ	۸ر	عمہ	سےمہ

فیس منی آڈر محصولڈاک ذمہ خریدار کے ہوگا۔

امسال سب سے پہلے جناب آغا محمد صادق صاحب مشہدی نائب تحصیلدار کا
چندہ وصول ہوا تہا لہذا بموجب قاعدہ مقررہ سنہ ۹۶ء چوتہی جلد انکی خدمتین بطور تحفہ بہیجی جاویگی

ایک امر یہ بہی قابل اطلاع کے ہے کہ صاحب نصیحۃ الشیعہ نے بعد ختم تیسری جلد کے جو اگست ۱۸۹۶ء کو ختم ہوی چوتہی جلد کا سلسلہ ستمبر ۱۸۹۶ء سے حسب معمول شروع نہین کیا اور غالبًا رسالہ کو بند کردیا۔ ہمکو وطن مین تحقیق ہوا کہ غیر مذہب اسلام نے جو مذہب اسلام پر اعتراض وارد کئے ہین اب وہ اونکی ردِ جواب مین کوشش فرمارہے ہین اونکی ایک خریدار نے یہانتک شاید اونکو لکہا تہا کہ اگر کمی اشاعت کے لحاظ سے بند کرتے ہو تو پچاس جلدین مین اپنی جیب خاص سے خرید دونگا لیکن جناب مصنف نصیحۃ الشیعہ نے بالفعل سپر توجہ نہین کی ۔ وہ تو اس رسالہ کو شاید اوسی ابتدای زمانہ مین جبکہ اپنی جلد اول مین حضرت امام حسینؑ پر حملے کر رہے تہے ایک غائبانہ تحریک پر بند کرنے والے تہے مگر شاید جناب قاضی صاحب مخاطب کو یہ خیال مانع ہوا ہو کہ کیئے۔ وہ رسالہ کی اشاعت کو ہوے ہین وہ لوگ جو اشتہار مین اس وعدہ کو دیکہہ چکے ہین کہ عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہیگا اور اسی سلسلہ مین عبقات الانوار وغیرہ کتب کا بہی جواب دیا جاویگا یا جو لوگ پیشگی سالانہ چندہ بہیج چکے ہین آخر کیا فتوے مجہپر دینگے علاوہ اسکے شیعون کو بہی اس شعر کے پڑہنے کا موقع ملیگا۔

بہت شور سنتے تہے پہلو مین دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

لیکن اب کہ عرصہ دراز بہی گذر چکا ہے۔ نصیحۃ الشیعہ کی تین جلدین بہی ہوگئین ہین اور مجلد ثالث مین حسب وعدہ کتاب عبقات الانوار کے متعلق بہی اپنے خیالین مجملا زور طبع دکہا چکا ہون اور زر چندہ کا بہی حساب پاک ہے باقی ندار دایسے محالیقین تتایا اونہون نے خیال کیا کہ اب رسالہ کے بند کردینے مین کسی پہلو سے میرے سفید دامن قضا پر سیاہی کا گہرا دہبہ بظاہر نہین لگ سکتا ہے

لہذا اپ اپنا کام تمام کر دیا۔ مگر ہمارے خیال مین وہ اس صورتمین بھی اپنا دلی
دلی ظاہر کر گئے۔ یعنی۔ اصحاب ثلاثہ کی محبت مین اونہون نے ۲ جلد مین لکھا ہو
لکھین تو فقط تین ہی لکھین۔ مگر ہم تو بہت شکر گذار ہین اس امر کے کہ اس سلسلہ
مین بڑی بڑی پرانی باتونکی جنکو اونہون نے اپنے مذاق کے موافق شیعونکے
دل لبہانے کے لئے نئی قطع کے دلفریب لباس مین آراستہ کر کے شیعونکی ہورو
پیش کیا تھا اچھی طرح حقیقت ظاہر ہو گئی اور جسکا الحمدللہ یہہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے
آزاد خیال اہلسنت اپنی مذہبی ماہیت کی تحقیق پر آمادہ ہو کر بعض اوپن سے
مذہب سے متزلزل ہو گئے اور اکثر نے پس از تحقیق مذہب سے بیزار ہو کر مذہب
شیعہ اختیار کر لیا اور ابھی بہت سے امور باقی ہین جنکی تحقیق آیندہ مجلدات
روشنی مین شایع ہو گی اور خدا کے فضل سے قوی امید ہے کہ اوس سے
بھی وہی مفید نتیجہ ظاہر ہو گا جو اب تک ثابت ہوا۔ انشاءاللہ تعالے

آخر مین یہ التماس ہی کہ جن بزرگوارون نے سنہ ۹۶ کا چندہ نہین عنایت
فرمایا ہے یہہ نمبر پہونچتے ہی زرچندہ ارسال فرما دین اور وہ چند بزرگوار بھی ہین
جنہون نے سنہ ۹۵ کا بھی چندہ ہنوز نہین بھیجا ہے بڑی عنایت ہو گی۔ اور جو بزرگوار
پیشگی چندہ عطا فرماتے ہین اونکی خدمات مین کچھ التماس کرنے کی ضرورت نہین ہے۔
مین نے اس جلد ثالث کی مسطر کو کم کر دیا تھا بہ لحاظ اون تحریرون کے جو شکایتی ہوئی تھی
تھین دوسرا مسال بعض بزرگوارونکا یہ خیال ہوا کہ تاجرانہ اصول کے لحاظ سے مسطر مین
کمی کیگئی اور قلم کتابت کا جلی کیا گیا ہے تاکہ تھوڑے سے مضمون مین صفحہ ختم ہو جاوے
اور در اصل اب میگزین اڈیٹر کے پاس باقی نہین ہے ایک بزرگوار نے یہہ بھی تحریر
فرمایا ہے کہ اب اڈیٹر پر موٹا پا چھا گیا ہے یہ سمجھ لیا ہی کہ اب بنیاد جم گئی ہی خریدار
کافی بہم ہو گئی ہین کام چلنے لگا ہے اسیوجہ سے ہوس بڑہ گئی ہے بہرحال اس
خیال کی بزرگوار دنکا مشکر گذار ہون اور اونکے ان خیالات کو اپنی نالائقی کی یادگار مین لکھکر چھوڑتا

یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ - رسالۂ نصیحۃ الشیعہ

بند ہوگیا ہے اب رسالۂ روشنی بھی بند ہوجائیگا - نہین - رسالۂ روشنی

اوسوقت تک بند نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ تینون جلدون نصیحۃ الشیعہ کے

متعلق اپنے فرض کو پورا نہ کردے اور ابھی تو اوسمین جلد ثانی نصیحۃ الشیعہ

کی پوری بحث بھی ختم نہین ہوئی ہے - جب تینون جلدون کی بحث ختم

ہوجاویگی اور مین خیال کرتاہون کہ شاید ۱۹۰۰ء تک رسالۂ روشنی

مین سلسلہ مباحث کا ختم ہو - بہرحال کبھی ختم ہو بعد ختم بھی رسالۂ روشنی

انشاء اللہ اسیطرح دیگر خدمات اسلام کے لئے جاری رہیگا -

نوٹس

جب کبھی کوئی میرے عنایت فرما رسالۂ روشنی کے معاون لکھنؤ تشریف

لاتے ہین تو اونہین میرے قیامگاہ کا نشان ٹھیک نہ معلوم ہونیکی

وجہ سے میری تلاش مین دقت ہوتی ہے اسلئے گذارش ہے

کہ مین جناب قبلہ شیخ علی عباس صاحب وکیل ہائیکورٹ کے دو تکلہ

پیر جو چاہ کنکر سے قریب تر ہے مقیم ہون اور وہین دفتر روشنی ہے

علاوہ اسکے میرا مکان قیام قبلہ وکعبہ صاحبان مجتہدین دام فیوضہم سے

بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان جملہ حضرات بابرکات کی خدمت مین حقیر

حاضر ہوتا ہے اور اتفاق سے میرا مقام قیام ان کل حضرات کے

مکانات کے وسط مین تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے - والسلام

نور کا رسالہ روشنی بایرادرسالۃ الصحیحۃ الشیعہ

مہینے میں تین جزو ماہوار شائع ہوتا ہے -

تین روپیہ سالانہ چندہ ہے -

جو لوگ شروع سلسلہ سے کل جلدیں خریدینگے اونکے لئے حسب ذیل قیمت ہے

بابت جلد اول سنہ ۱۳۹۴ھ ———————— عہ/

بابت سرورق ضمیمہ جلد اول ———————— ۸/

بابت جلد دوم سنہ ۱۳۹۵ھ ———————— عہ/

بابت جلد سوم سنہ ۱۳۹۶ھ ———————— ۔/

ویلو پے ایبل پارسل صرف اون حضرات کیخدمتمیں روانہ ہوسکتا ہے کہ جنکی بابت کوئی خریدار رسالہ روشنی ہدایت فرمائیں ورنہ درخواست کے ساتھ قیمت آنے پر تعمیل حکم ہوگی -

درخواست لکھنو دفتر رسالہ روشنی کے پتہ سے بنام اڈیٹر آنی

حقوق تالیف اس رسالہ کے محفوظ ہیں -

جو حضرات - توسیع اشاعت رسالہ ہذا میں کوشش فرماتے ہیں خدا اونکی توفیقات میں برکت عطا فرمائے اگر اسیطرح معاونین نے توجہ فرمائی تو امید ہے کہ سنہ ۱۳۹۷ھ میں وہ خرابی باقی نرہیگی جو کمی اشاعت کے سبب سے ابھی تک بظاہر حالت رسالہ میں پائی جاتی ہے

مرزا عبد التقی قزلباش اڈیٹر